

# هَدَايَةُ الطَّالِبِينَ

از تالیفات

صاحبزاده حافظ شاه ابوسعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مع ترجمہ اُردو و تصحیح

مولانا مولوی نور احمد رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

# هِدَايَةُ الطَّالِبِينَ

از تالیفات

حضرت صاحبزاده حافظ شاہ ابوسعید صاحب

دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

مع ترجمہ اُردو و تصحیح

جناب علامہ اجل حضرت الحاج

مولانا مولوی نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

کندیاں، ضلع میانوالی

For More Books Click On Ghulam  
Safdar Muhammadi Saifi

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	:	ہدایۃ الطالبین
تالیف	:	حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابوسعید دہلوی نقشبندی مجددیؒ
ترجمہ اردو و تصحیح	:	جناب علامہ اجل حضرت الحاج مولانا مولوی نور احمدؒ
اہتمام	:	وی پرنٹ بک پروڈکشن، راولپنڈی، ۹۶-۵۸۱۴-۵۱
ناشر	:	خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کنڈیاں، ضلع میانوالی
طباعت	:	اول
سال طباعت	:	۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء
ہدیہ	:	

For More Books  
Click On Ghulam  
Safdar  
Muhammadi Saifi

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ  
کنڈیاں، ضلع میانوالی

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

## فہرست

۱۱	تقریظ
۱۲	سبب تالیف رسالہ ہذا
۱۶	رسیدن مصنف بخدمت پیر خود
۱۶	توجہ نمودن پیرایشال بر لطائف ایشان
۱۸	فصل در بیان لطائف عشرہ و مشغولی آل و بیان دائرہ امکان
۱۸	بیان معنی عالم امر و عالم خلق
۱۸	بیان محلہائے لطائف عالم امر از بدن انسان
۲۰	امر فرمودن پیراں نقشبندیہ بہ قوسط و اعتدال در عبادات و اعمال
۲۰	ترجیح ذکر خفی بر ذکر جہر و فضیلت آن
۲۲	بیان اشغال سہ گانہ کہ معمول بہا است در طریقہ نقشبندیہ
۲۲	شغل اول ذکر است اسم ذات باشد یا نفی و اثبات
۲۲	بیان طریق ذکر اسم ذات و تصور صورت شیخ
۲۲	بیان معنی وقوف قلبی و شرط بودن آل
۲۴	بیان سلطان الاذکار
۲۴	بیان طریق ذکر نفی و اثبات
۲۴	بیان معنی بازگشت و وقوف عددی
۲۴	بیان علامت تصفیہ باطن
۲۴	بیان رنگ ہائے انوار لطائف



- ۲۶ بیان حدود سیر آفاقی و انفسی
- ۲۶ بیان فرق میان کشف عیانی و وجدانی
- ۲۶ شغل دوم مراقبہ است
- ۲۸ بیان معنی مراقبہ
- ۲۸ مراقبہ احدیت
- ۲۸ شغل سوم ذکر رابطہ است
- ۲۸ بیان معنی ذکر رابطہ
- ۲۸ ذکر تہابے رابطہ و بے فنا فی الشیخ موصل نیست بخلاف رابطہ
- ۳۰ فصل در بیان سیر و سلوک ارباب قلوب در دائرہ ولایت صغریٰ
- ۳۰ بیان طریق توجہ کردن
- ۳۰ بیان معنی جمعیت و حضور
- تمثیل دل انسان قبل از رسیدن بصحبت شیخ و بعد ازاں
- ۳۲ بیان معنی فتیاب در طریقہ مظہریہ
- ۳۲ بیان معنی برآمدن لطیفہ از قالب
- ۳۲ بیان اختلاف استعداد طالبان
- ۳۲ بدو توجہ شیخ پائے سعی دریں راہ لنگ ست
- ۳۴ تقدیم جذبہ بر سلوک اندرین طریق و بیان خلاصہ سلوک
- ۳۴ بیان مقامات عشرہ مشہورہ
- بیان تضرع و زاری کردن خواجہ نقشبند پانزدہ روز سر بسجہ نہادہ و طلب طریقہ کہ
- ۳۴ البتہ موصل باشد
- ۳۴ لابد و ضرور بودن شیخ کامل و مکمل کہ ظاہرش بکمال شریعت
- ۳۴ اکابر نقشبندیہ بنائے کار بر حضور و جمعیت داشتہ اند

- ۳۴ ایساں طالب را پہا چیز رغبت می فرمایند
- ۳۴ بیان معنی واردات و جذبات و عدم و وجود عدم
- ۳۶ وقت تحقق فنائے قلب و محل آن
- ۳۶ بیان معنی توحید و جودی و احوال صاحب آن
- ۴۲ بیان سیر قلب در دائرہ امکان بتفصیل تمام
- ۴۲ بیان معنی عالم ملک و ملکوت
- ۴۲ بیان سیر قطب در دائرہ ولایت صغریٰ
- ۴۲ بیان غلطی بسیارے از صوفیہ نارسیدہ
- ۴۲ دائرہ ولایت صغریٰ و معنی آن
- ۴۲ قول شاہ نقشبند کہ اہل اللہ بعد از فنا و بقا ہر چہ مے بیند الخ
- ۴۴ علامت رسیدہ قلب در دائرہ ولایت صغریٰ
- ۴۴ بیان منشاء اسرار توحید و جودی
- ۴۶ دور بودن از باب توحید و جودی از ملامت و طعن
- ۴۶ قبل از رسیدن قلب در دائرہ ثانی سخناں توحید گفتن خلاف شریعت ست
- مشائخ وقت را خدا انصاف دہد کہ لحدانہ اعتقاد بمیریداں تلقین می فرمایند
- ۴۶ و از راہ راست منحرف می سازند
- ۴۸ باید دانست کہ بعضے سالکان را قبل از قطع کردن
- ۴۸ دائرہ امکان بلکہ قبل از بر آمدن لطیفہ حالتی شبیہ توحید و جودی و ہمہ اوست الخ
- و بعضے بسبب انکشاف عالم ارواح و پیتیونی آن عالم آن را قیوم عالم تصور می نمایند
- ۴۸ و بخدائی مے پرستند الخ
- ۵۰ صوفیہ کہ احوال توحید دارند و بوحدت وجود قائل مند و جود را پنج مراتب معنی کردہ اند
- مرتبہ اولی را وحدت می گویند و تعین اول و حقیقۃ الحقائق و حقیقت محمدی

- ۵۰ و مرتبہ لاہوت مے نامند
- ۵۰ مرتبہ ثانیہ را حدیث و تعین ثانی و مرتبہ تفصیل اسما و صفات و مرتبہ جبروت می گویند .
- ۵۰ مرتبہ ثالثہ را مرتبہ عالم ارواح و ملکوت مے نامند
- ۵۰ مرتبہ رابعہ را مرتبہ عالم مثال و مرتبہ خامتار مرتبہ
- ۵۰ عالم اجسام و ناسوت قرار داده اند
- ۵۲ اسم و حکم یک مرتبہ بر مرتبہ دیگر اطلاق کردن و جاری ساختن نزد ایشاں کفرست
- ۵۲ بہ تعقیق نظر معلوم می شود، کہ ایں ہمہ داخل ولایت صغریٰ اند
- ۵۲ بیان رسیدن فیوضات بہر فردے از افراد عالم علی التواتر
- ۵۳ معنی ایں قول کہ الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلاق
- ۵۳ بیان فناء لطیفہ روح و ولایت حضرت آدم علیہ السلام
- ۵۶ ولایت حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام
- ۵۶ سوال متعلق بولایت ابراہیمی و جواب اول
- ۵۶ جواب دوم
- ۵۸ جواب سوم
- ۵۸ جواب چہارم و فنا لطیفہ سر و ولایت موسوی
- ۵۸ فنا لطیفہ خفی و اخفی و ولایت عیسوی
- ۶۰ بیان تہذیب لطائف نزد امام ربانی و حضرت ایشاں و شاہ غلام علی
- ۶۲ بیان طریق مراقبہ لطائف خمسہ عالم امر
- ۶۳ فصل در بیان ولایت کبریٰ و بیان کمشوفات
- ۶۳ حضرت مصنف اندریں باب
- ۶۶ بیان معنی توحید شہودی و اقرہیت و فرق در میان آل و معیت
- ۶۶ بیان دائرہ ولایت کبریٰ کہ متضمن سہ دائرہ و یک قوس است

- ۶۸ بیان طریق مراقبہ اس دوائر
- ۷۰ علامت قطع شدن و تمام شدن ہر دائرہ و تمام شدن دائرہ ولایت کبریٰ
- ۷۰ علامت شرح صدر بطریق وجدان
- ۷۴ فصل در بیان ولایت علیا و سیر عناصر ثلاثہ سوائے عنصر خاک
- ۷۴ مناسبت بملائکہ کرام و زیارت ایشان
- ۷۴ فرق در میان اسم الظاہر و اسم الباطن
- ۷۴ ظہور دائرہ ولایت علیا
- ۷۶ ولایت علیا مانند مغزست و ولایت کبریٰ مانند پوست
- عطا فرمودن پیر و تنگتر خلعت خلافت و مرحمت نمودن ملبوس
- خاص خود بحضرت مصنف
- ۷۸ توجہ دادن محمد خاندان قادری و چشتی
- ۷۸ زیارت نمودن مصنف در مراقبہ حضرت غوث الثقلین و پیراں چشت
- ۸۰ عنایت فرمودن اجازت نامہ مزین بمہر و دست خاص خود
- ۸۰ نقل اجازت نامہ بالا مختصار
- ۸۴ فصل در بیان کمالات ثلاثہ یعنی نبوت و رسالت والو العزم
- ۸۴ دائرہ کمالات نبوت و بیان تجلی ذاتی دائمی و معارف این مقام و وسعت آں
- بیان معاملہ شبیہ برویت و فضیلت عنصر خاک و بداهت احکام شرعیہ و اخبار غیب
- و معاملہ قبر و حشر و جنت و دوزخ
- ۸۶ معاملہ عجب تر بشنو
- ۸۶ مقام انکشاف سر قاب قوسین اوادنی
- ۸۸ مقام انکشاف سردنی و فتلی و دائرہ کمالات رسالت
- ۸۸ بیان ہیئت وحدانی مجموع عالم امر و خلق و توجہ بر آں و بیان عروجات
- ۹۰

- ۹۰ دائرہ کمالات الواعزم محل مراقبہ اس مقام و کشف اسرار مقطعات قرآنی الخ
- ۹۲ مقام ترقی باطن بہ محض تفضل کہ اسباب را ہم دخل نہ باشد
- ۹۴ مقام ترقی بواسطہ قرآن مجید
- ۹۴ از مقام کمالات الواعزم بدو طرف سلوک کردہ می شود
- ۹۶ فصل در بیان حقائق الہیہ یعنی حقیقت کعبہ و قرآن و صلوٰۃ
- ۹۶ دائرہ حقیقت کعبہ ربانی محل مراقبہ انجائے الخ
- ۹۶ فنا و بقا باین مرتبہ مقدسہ و نتائج آن
- ۹۸ معنی اس قول کہ حقائق نسبت بکمالات مانند امواج اند
- ۱۰۰ دائرہ حقیقت قرآن و در معاملہ دیدن مصنف کہ دروں سراوقات الخ
- ۱۰۰ بواسطہ کلام اللہ دریں مقام ظاہری گردد، و حکمت بالغہ حق سبحانہ الخ
- ۱۰۰ نکتہ قرآنی عجیب و غریب
- ۱۰۲ دائرہ حقیقت صلوٰۃ تفصیل احوال و کیفیات آن
- ۱۰۲ بیان نکات و اسرار اجزائے نماز
- ۱۰۶ بند کردن چشم در قیام نماز بدعت است
- ۱۰۸ دائرہ معبودیت صرفہ
- ۱۰۸ بعد توجہ پیر دریں مقام در معاملہ دیدم کہ در مقامی ہستم کہ فوق آن مقامی الخ
- ۱۰۸ مقام توحید خالص قطع شرک بالکلیہ از بن و بن
- ۱۱۰ فصل در بیان حقائق انبیاء یعنی حقیقت ابراہیمی و موسوی و محمدی و احمدی
- ۱۱۰ دائرہ خلقت حقیقت ابراہیمی
- ۱۱۰ بیان محبوبیت صفاتی و محبوبیت ذاتی و تمثیل اس ہر دو
- ۱۱۲ دائرہ محبت صرفہ محل مراقبہ اس مقام
- ۱۱۲ معنی آنکہ بعضی از بزرگان حضرت موسیٰ را محبوبیت اثبات فرمودہ اند



- ۱۱۴ مقام ظہور استغنا و بے نیازی با وجود محبت ذاتی کہ ضدین اند
- ۱۱۴ دائرہ محبوبیت ذاتیہ معترجہ محل مراقبہ ایں مقام
- ۱۱۶ معنی رفع توسط کہ اکابر اولیاء باں قائل مند، اینجا ظاہری شود
- ۱۱۶ ظہور سرخن امام طریقہ کہ خدائے را برائے آن دوست می دارم کہ رب محمد است
- ۱۱۶ مجلس شریف پیردشگیر شبیہ بحفل صحابہ است دائرہ محبوبیت ذاتیہ محل مراقبہ اینجا
- دریں مقام روزے بر من معاملہ گذشت کہ خود را عریاں محض ملتی بین
- ۱۱۸ یدی الرحمن یافتہ معنی
- دائرہ حب صرفہ ذاتیہ
- ۱۲۰ دائرہ لا تعین و ایں ہر دو از مقامات مخصوصہ پیغمبر ماست
- ۱۲۰ فصل در بیان بعضی مقامات کہ از راہ سلوک علیحدہ اند
- ۱۲۲ دائرہ سیف قاطع وجہ تسمیہ آں
- ۱۲۲ دائرہ قیومیت کہ منصب انبیاء الوالعزم است
- ۱۲۲ و بایں منصب عظیم درین ست حضرت مجدد و حضرت ایشان و بعضی فرزندان
- و خلفائے ایشان را سرفراز ساختہ اند
- ۱۲۲ بشارت قیومیت بر حضرت مصنف را از طرف پیردشگیر ایشان
- ۱۲۴ مکتوب اول از طرف پیردشگیر ایشان
- ۱۲۴ مکتوب ثانی از پیردشگیر ایشان
- ۱۲۶ دائرہ حقیقت صوم و بشارت منصب ضمیمت
- ۱۳۰ نقل اجازت نامہ کہ در اجازت نامہ سابق و بعضی عبارات زیادہ
- فرمودہ بحضرت مصنف عطا شد
- ۱۳۲ نقل عبارتیکہ بعد از مطالعہ ایں رسالہ حضرت پیردشگیر ارقام فرمودند
- ۱۳۸

## تقریظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ :

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ہمارے اکابرین میں سے حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابوسعید صاحب دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت بلند مقام حاصل ہے جو حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔

”ہدایۃ الطالبین“ حضرت صاحبزادہ شاہ ابوسعید قدس سرہ کی تصانیف میں سے مشہور تصنیف ہے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے متوسلین کے لیے فائدہ مند ہے اور خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ میں رمضان المبارک میں درس پڑھی جاتی ہے۔ اس کتاب کا قدیمی نسخہ ہمارے کتب خانے میں موجود تھا، اس کو دوبارہ کمپوز کرا کے اور جناب نذیر رانجھا صاحب کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت ہماری اس کاوش کو قبول فرماویں اور اس کتاب سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے متوسلین کو استفادہ کرنے کی سعادت عطا فرماویں۔ آمین۔

والسلام  
فقیر خلیل احمد غنی عنہ  
۲۳ ر شوال المکرم ۱۴۳۱ھ  
خانقاہ سراجیہ

آلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ.

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ. لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

بعد از حمد و صلوة کمینہ درویشاں بلکہ ننگ و عار ایشاں ابوسعید مجددی لکسباً و طریقہ عفی عنہ و کان اللہ لہ عوضاً عن کلّ شیء واضح بینماید، کہ بعضی یاران طریقہ کہ للہ فی اللہ جلیس صحبت بودند، متصدّع گردیدند، کہ آنچہ در راہ سلوک اسرار و واردات بر تو وارد شدہ اند، و بتوجہ مشائخ کرام دریں راہ کشفاً و وجداناً دریافتہ و اذکار و مراقبات کہ در ہر مقام بعمل آوردہ برائے ما بنویس کہ آنرا سند خود دانستہ موافق آن معمول خود سازیم، حقیر گفت کہ مکتوبات قدسی آیات امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی و کلام فرزندان آنحضرت کہ بتفصیل تمام از مسائل و اسرار جمیع اقسام مستغنی فرمائے ہر خاص و عام است، و بچنین با وجود اختصار و ایجاز

۱۔ اما نسباً فالشیخ ابوسعید قدس سرہ ابن الشیخ صفی القدر و ہوا بن الشیخ عزیز القدر و ہوا بن الشیخ محمد عیسیٰ و ہوا بن الشیخ سیف الدین و ہوا بن الشیخ محمد معصوم و ہوا بن الشیخ احمد سرہندی الملقب بالمجدد دلائل الف الثانی قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم، و اما طریقہ فالشیخ ابوسعید اخذ ہا عن الشیخ غلام علی ہواخذ ہا عن الشیخ میرزا مظہر جان جاناں عن الشیخ السید نور محمد البدایونی عن الشیخ سیف الدین عن الشیخ محمد معصوم عن الشیخ احمد السرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ و افاض علینا من برکاتہم آمین یا رب العالمین۔ <sup>لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ</sup>

لِكُلِّ شَيْءٍ إِذَا فَارَقْتَهُ عَوَضٌ

۲۔

وَلَيْسَ لِلَّهِ فَارَقْتُ مِنْ عَوَضٍ

<sup>لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ</sup>

إِلَّا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ.

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ. لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

حمد و صلوٰۃ کے بعد کینہ درویش بلکہ درویشوں کی تنگ و عار ابوسعید (دہلوی) مجددی النسب والطریقت (اُس کے قصور معاف ہوں، اور ہر چیز کے عوض میں اُس کو خدا ہی ملے) بیان کرتا ہے کہ بعض احباب طریقت جو اللہ فی اللہ میری صحبت میں رہتے تھے، اس امر کے درپے ہوئے کہ جو اسرار اور واردات راہ سلوک میں آپ پر وارد ہوئے ہیں، اور مشائخ کرام کی توجہ سے اس راہ میں کشف و وجدان کے ذریعے آپ نے معلوم کیے ہیں، اور جو اذکار و مراقبات ہر مقام میں آپ کے عمل میں آئے ہیں، آپ ان سب کو ہمارے واسطے تحریر فرمائیں، تاکہ ہم لوگ اُن کو اپنی سند سمجھ کر اُن کے موافق اپنا معمول ٹھہرائیں۔ اس حقیر نے جواباً کہا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات قدسی آیات اور آپ کے فرزندوں کا کلام جو کہ پوری تفصیل کے ساتھ تمام قسموں کے مسائل و اسرار سے ہر خاص و عام کو استغنا بخشے والا ہے، اور نیز ہمارے پیر و نگیر قطب الاقطاب کے رسائل جو کہ نصائح و بیان طریقت میں معرضِ تحریر میں آچکے ہیں، باوجود اختصار و ایجاز کے طالبانِ راہ کے لیے کافی وافی ہیں، اور بندہ کو باوجود اپنی عدم استعداد کے اس بارہ میں قلم اٹھانا محض تحصیل حاصل ہے۔ اُن مخلصوں کو اس کترین کے ساتھ چونکہ حسن عقیدت تھی، لہذا اپنے اسی سوال پر مُصر رہے، اور کہنے لگے کہ ہر ایک شخص کو رخصت کے وقت اپنے بزرگوں سے کچھ نہ کچھ تبرک عنایت ہوا ہی کرتا ہے۔ ہم



رسائل قطب الاقطاب حضرت پیر دنگیرؒ ماکہ در نصائح و بیان طریقتہ تحریر یافتہ برائے طالبان راہ یقین کافی اند و بندہ را بایں ہمہ عدم لیاقت کہ حاصل روزگار خود دارد، دریں راہ چیزے نگاشتن تحصیل حاصل است چونکہ آں مخلصاں را بایں کمترین حسن ظنہ بمیاں بود ہرگز از سوال خود باز نماندند و گفتند، کہ ہر کسے را بوقت رخصت از مشائخ خود تبرکے عنایت می شود ماکہ با و طان خود باز گردیم، ہمیں تحریر ترا تبرک خود سازیم، ہر چند از باعث عدم فرصت بلیت و لعل می پرداختم، لیکن از سوال ایشان چارہ نداشتم، چونکہ از اتفاقات زمانہ وارد بلدہ لکھنؤ گردیدم، فی الجملہ فرصتے دست داد، لہذا با وجود نااہلی خود از اجابت مسؤل چارہ ندیدم، و آنچه دریں راہ بتوجہ پیران کبار بریں خاکسار و رُود یافت، اِظہاراً لِلشُّکْرِ کہ مامورؒ بہ است تحریر نموده می شود، لیکن باید دانست کہ آنچه دریں رسالہ تحریر یافتہ، از واردات و کشف خود کہ از فضل الہی و توجہ حضرت پیر دنگیرؒ کہ عنقریب نام نامی آنحضرت ذکر می یابد، ایں ذرّہ بے مقدار را عنایت گردیدہ، قلمی میگرد، مگر در بعضے جاہا کہ تفصیل و تطویل کردہ ام، از معلومات و مسموعات نیز تحریر یافتہ است، و از تقلید صرف و دریافت علمی محض نہ فہمند، وَ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا وَ هُوَ حَسْبِي وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ چونکہ عنایت ازلی شامل حال ایں فقیر گردید، بتاریخ ہفتم ماہ محرم الحرام ابدائے سنہ یک ہزار و دوصد و بست و پنج از ہجرت رسالت پناہی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم در حضرت دہلی بہ قدم بوسی حضرت قطب الاقطاب غوث

۱۔ یعنی صاحب کمالات سنیہ و مقامات رفیعہ حضرت خواجہ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی

نقشبندی مجددی دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

۲۔ قال رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم من لم يشكر الناس لم يشكر الله

رواہ احمد الترمذی۔ مصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ



لوگ جو اپنے وطن کو واپس جاتے ہیں، آپ کی اس تحریر ہی کو اپنے لیے تبرک سمجھیں گے۔ ہر چند میں عدم فرصت کے باعث لیت و لعل کرتا مگر اُن کے سوال سے کوئی چارہ نہ دیکھتا۔ پھر چونکہ اتفاقاتِ زمانہ سے لکھنؤ شہر میں میرا جانا ہوا تو کسی قدر فرصت مل گئی، لہذا باوجود اپنی عدم لیاقت کے اُن کے سوال کا جواب دینے سے کوئی چارہ نہ دیکھا اور اس راہ میں پیرانِ کبار کی توجہ سے اس خاکسار پر جو کچھ وارد ہوا ہے، اِظْهَارًا لِلشُّكْرِ جو کہ شرعاً مامور بہ ہے، لکھا جاتا ہے، لیکن جاننا چاہیے کہ اس رسالہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہی واردات و کشف ہیں جو خدا کے فضل سے حضرت پیرِ دستگیر کی توجہ کی طفیل، جن کا نام نامی عنقریب مذکور ہوگا، اس ذرہ بے مقدار کو عنایت ہوئے، مگر بعض جگہ جہاں میں نے کچھ تفصیل اور طوالتِ کلام اختیار کی ہے، وہاں اپنے معلومات اور مسوعات بھی درج کر دیے ہیں۔ انہیں بھی محض تقلید اور صرف علمی دریافت ہی خیال نہ کریں اور اس پر خدا ہی کافی گواہ ہے، اور وہی مجھ کو بس ہے، اور وہی بہت اچھا کارساز ہے۔ پھر جب عنایت ازلی اس فقیر کے شامل حال ہوئی تو محرم الحرام کی ساتویں تاریخ سن بارہ سو پچیس ہجری کو دہلی شریف میں حضرت قطب الاقطاب (غوثِ پیر و جوان مجد و وقت نائبِ پیغمبر خلیفہ خدا مروجِ شریعت غزّٰی المشہر فی الآفاق کہ لقب مبارک اُن کا حضرت خاتمیت سے عبد اللہ ہے، اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے علی ہے، جناب حضرت غلام علی شاہ دہلوی نقشبندی مجددی اللہ تعالیٰ طالبانِ راہِ حق کے سر پر اُن کا سایہ قائم و دائم رکھے) کی قدم بوسی کا شرف مجھ کو حاصل ہوا۔ آپ نے نہایت مہربانی فرما کر اپنے حلقہٴ ارادت میں داخل فرمالیا، اور اسمِ ذات (اللہ) اور نفی و اثبات (لا الہ الا اللہ) کے شغل کا اور نیز احادیث و معیت کے مراقبہ کا مجھ کو حکم ہوا، اور میرے لطائف

الشیخ والقباب مجید دمانہ ثلثۃ عشر نائب حضرت خیر البشر خلیفہ خدا مروج شریعت مصطفیٰ کہ لقب آنحضرت از حضرت خاتمیت عبد اللہ است، واسم سامی ایشان از جناب حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علی است، اَلْمُسْتَهْرُ فِی الْأَفَاقِ حضرت غلام علی الدہلوی الاحمدی اَفَاضَ اللّٰهُ اِفَاضَتَهُ عَلٰی مَفَارِقِ الطَّالِبِیْنَ مشرف گردید، نوازش فرمودہ قبولش کردند، و بشغل اسم ذات و نفی و اثبات و مراقبہ احدیت و معیت امر فرمودند و تو جہات بر لطائف خمسہ عالم امر نمودند، در چند روز لطائف را جذبات الہیہ در رسید و این لطائف را سیر بطرف اصول خود ہا کہ فوق عرش مجید اند، و بلا مکانیت تعلق دارند، واقع شد، و فنائے جذبہ کہ عبارت از عدمیت است، حاصل گردید، و سیر دائرہ امکان بہ تمام نمودہ، باصل اصول خود کہ در دائرہ ولایت صغریٰ است عروج فرمودند، و بقادرانجا نیز حاصل گشت و آنوار و اسرار این ہر دو دائرہ تسو افق استعدادش فائض گردید فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ چوں سیر این دو دائرہ مرقوم گردید، لازم آمد، کہ چیزے تفصیل در بیان لطائف عشرہ نمودہ شود۔

۱۔ بدانکہ تعبیر از مقامات و درجات قرب کہ بکھف صحیح و معاینہ صریح دیدہ اند، بدائرہ مناسب

یافتہ اند، کہ آن مقامات بے جہت و بیچوں است، و دائرہ ہم جہت است۔

۲۔ یعنی دائرہ امکان و دائرہ ولایت صغریٰ۔ مصلح سلمہ اللہ تعالیٰ

ہنچگانہ عالمِ امر پر تو جہات فرمائیں۔ بفضلہ تعالیٰ چند ہی روز میں لطائف کو جذباتِ الہیہ نے آپایا اور ان لطائف کو اپنے اصول کی جانب سیر حاصل ہوئی جو کہ فوق العرش ہیں اور لامکانیت کے ساتھ بھی تعلق رکھتے ہیں، اور فنائے جذبہ یعنی عدمیت بھی حاصل ہوئی، اور دائرہ امکان کی سیر پوری کر کے اپنے اصل الاصول کی طرف، جو دائرہ صغریٰ میں ہے، عروج فرمایا۔ اور فنا و بقا بھی اس جگہ حاصل ہوئی اور ان دونوں دائروں کے انوار اور اسرار بھی حسب حیثیت حاصل ہوئے۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**۔ چونکہ اس مقام پر ان دو دائروں کی سیر اجمالاً لکھی گئی ہے، لہذا ضروری ہوا کہ یہاں پر لطائفِ دہگانہ کے بیان میں کسی قدر تفصیل بھی کی جائے۔

## فصل

### در بیان لطائف عشره و مشغولی آل

بدانکه حضرت امام ربانی اعظمی مجد الف ثانی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ و تابعانِ ایشان تحقیق فرموده اند، که انسان مرکب از ده لطیفه است پنج از عالم امر و پنج از عالم خلق آل پنج که از عالم امر اند قلب و روح و سر و خفی و انخی است و لطائف عالم خلق لطیفه نفس و عناصر اربع است و عالم امر آنرا گویند که بحر دایره امکن بظهور آمده است، و عالم خلق آنرا گویند که بتدریج مخلوق گردیده، و دایره امکان متضمن این هر دو عالم است



نیمه دایره امکان از عرش تاثری است و نیمه آن بالائے عرش است و عالم امر در نیمه بالاست، و عالم خلق زیر عرش است چونکه اللّٰهُ تعالیٰ بیکل جسمانی انسانی را آفریده لطائف عالم امر را بموضع چند از جسم انسان تعلقه و تشتیع بخشید، قلب را زیر

پستان چپ بفاصله دو انگشت مائل به پہلو، و روح را زیر پستان راست بفاصله دو انگشت و سر را برابر پستان چپ بفاصله دو انگشت بطرف سینه و خفی را برابر پستان

۱- از آب و آتش و باد و خاک

۲- یعنی باین پنج که قلب را الخ - صلح سلمه اللّٰهُ تعالیٰ



## فصل

### دس لطیفوں اور اُن کی مشغولی کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے متبعین کے نزدیک ثابت ہوا ہے کہ انسان دس (۱۰) لطیفوں سے مرکب ہے۔ پانچ تو عالم امر سے ہیں اور پانچ عالم خلق سے۔ عالم امر کے پانچ یہ ہیں؛ قلب، روح، سر، خفی، انہی۔ اور عالم خلق کے پانچ یہ ہیں؛ نفس اور عناصر اربع (پانی، آگ، ہوا، خاک)۔ عالم امر وہ ہے جو فقط امر کن سے ظاہر ہوا۔ اور عالم خلق وہ ہے جو بتدریج پیدا ہوا، اور دائرہ امکان دونوں پر مشتمل ہے۔ اُس کا زیریں نصف حصہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہے اور اُس کا بالائی نصف حصہ عرش سے بالا بالا ہے۔ عالم امر اُس کے بالائی نصف حصہ میں ہے، اور عالم خلق اُس کے نصف حصہ زیریں میں۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسانی جسمانی ہیکل (شکل و صورت) کو پیدا فرمایا تو عالم امر کے لطائف پنجگانہ کو انسان کے جسم کی چند جگہوں کے ساتھ عاشقانہ تعلق بخشا۔ چنانچہ قلب کو بائیں پستان سے دو (۲) انگلی نیچے مائل بہ پہلو، اور روح کو دائیں پستان سے دو انگلی نیچے، اور سر کو بائیں پستان کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف، اور خفی کو دائیں پستان کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف، اور انہی کو عین وسط سینہ میں عشقی تعلق عطا فرمایا۔ اس تعلق نے اس حد تک ترقی کی کہ ان لطائف نے اپنے آپ اور اپنے اصول کو، جو کہ انوار ہی انوار ہیں، فراموش کر کے اس جسمانی ظلمانی پتلے کے ساتھ موافقت کر لی، اور اپنا پورا تعلق اسی تاریک محل میں صرف کر دیا۔ عارف رومی قدس سرہ فرماتے ہیں:



راست بفاصلہ دو انگشت بطرف سینہ و انہی را در وسط سینہ تعلق بخشد، حتی کہ اس لطائف خود را واصل خود را کہ انوار مجرّده بودند، فراموش ساختہ بایں پیکر جسمانی ظلمانی در ساختند، و تشقّ خود را بایں ظلمت کدہ در باختند، عارف رومی قدس سرہ می فرماید۔

مثنوی .

پایہ آخر آدم ست و آدمی گشت محروم از مقام محرمی  
گر نگرود باز مسکین زین سفر نیست از وے پچکس محروم تر

چوں عنایت بیغایت حضرت حق سبحانہ شامل حال بندہ میشود، او را بخد مت دوستے از دوستان خود میرساند، آں بزرگ او را بر ریاضات و مجاہدات امر فرمودہ، تزکیہ و تصفیہ باطنش می فرماید و بکثرت اذکار و افکار لطائفش را بسوئے اُصول خود متوجہ میگرداند، چونکہ ہمت طلاب دریں وقت قاصر افتاد، پیران نقشبندی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِم اَوَّلًا طالب را بطریق ذکر امر می فرمایند، و بجائے ریاضات و مجاہدات شاقہ بتوسط در عبادات و اعمال حکم می نمایند، وحدّ اعتدال را در جمیع اوقات و احوال مرعی می دارند، و توجہات خود را کہ چندار بعین برابر یکے ازاں نمی تواند شد، ہر روز بطریق سبق در حق طالب بکار مے برند۔

بیت

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین سّزہ کند بر دہ<sup>۱</sup> و طعنہ زند بر چلہ  
و طالبان را باتباع سنت و اجتناب از بدعت امر مے فرمایند و مَہْمَا اَمَکَنَ عَمَل  
برخصت در حق او تجویز نمی نمایند لہذا ذکر خفی را در طریقہ خود اختیار فرمودہ اند، کہ در

۱۔ قولہ بردہ یعنی خلوت دہ شبانہ روزہ و قولہ چلہ یعنی خلوت چہل شبانہ روزہ۔

۲۔ بلکہ امر بجز بیت مے فرمایند۔

انسان (غیر کامل) بہت ہی ادنیٰ رتبہ میں ہے، اور انسان ہی رازدانی اور رازداری کے مقام سے محروم ہے۔ یہ بیچارہ مسکین اگر اس سفر سے (وطن اصلی کی طرف) پھر کر نہ آئے تو اس سے بڑھ کر کون محروم ہو سکتا ہے۔

جب حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت بے غایت کسی بندہ کے شامل حال ہو جاتی ہے تو اُس کو اپنے دوستوں میں سے کسی ایک دوست کی خدمت میں پہنچا دیتے ہیں۔ پھر وہ بزرگ اُس کو (اُس کے مناسب حال) ریاضتوں اور مجاہدوں کا حکم فرما کر اُس کے باطن کا تزکیہ و تصفیہ فرماتے ہیں کہ اور کثرتِ اذکار و افکار کے ذریعہ اُس کے لطائف کو اُن کے (فرا موش شدہ) اصول کی جانب متوجہ کر دیتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں چونکہ طالبوں کی ہمتیں بہت ہی قاصر ہو گئی ہیں، لہذا مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اول اول ہی مرید کو طریق ذکر کا امر فرماتے ہیں، اور بجائے مشکل مشکل ریاضتوں اور مجاہدوں کے عبادات اور اعمال میں میانہ روی کا حکم کرتے ہیں اور حد اعتدال کا تمام اوقات اور احوال میں خیال رکھتے ہیں اور اپنی توجہات کو، جو کئی چلہ کشیاں اُن میں سے کسی ایک کے برابر نہیں ہو سکتیں، ہر روزہ سبق کے طور پر مرید کے حق میں استعمال کرتے رہتے ہیں۔

بیت

جس شخص پر کہ شمس الدین تبریزی کی ایک نظر بھی پڑ گئی، وہ تودہ (۱۰) روزہ گوشہ نشینی اور چلہ کشی پر تمسخر اڑاتا اور طعنہ زنی کرتا ہے۔

(اور مشائخ نقشبندیہ) اپنے مریدوں کو سنت کی اتباع اور بدعت سے پرہیز کرنے کا امر فرماتے ہیں، اور حتی المقدور اُن کے حق میں رخصت پر عمل کرنا تجویز نہیں کرتے۔ اسی

- ۱۔ سب سے آخر رتبہ ہے انسان کا اس لیے محروم ہی یہ رہ گیا
- گر نہ لوٹے اس سفر سے یہ گدا ہے پھر اس کے حال پر واہ حسرتا
- رتبہ انسان ہے سب سے اخیر اس لیے محروم تر ہے یہ فقیر

حدیث شریف ہفتاد درجہ فضلِ امان بر ذکرِ جہر ثابت است، و دریں طریقہ سہ اشغال معمول است۔

### شغلِ اول

ذکرست، اسم ذات باشد، و یانفی و اثبات اولاً طالب را بذکر اسم ذات امر می فرمایند، طریقش آنست کہ طالب را باید، کہ اول قلب خود را از جمیع خطرات و حدیث النفس تہی کند و اندیشہ گذشتہ و آیندہ را از قلب خود نفی فرماید و برائے رفع خواطر التجا و تضرع بجناب حضرت حق سجانہ نماید، و تصور صورتِ بزرگے کہ از و تلقین ذکر یافتہ، مقابل دل یا درون دل نگاہ داشتن برائے رفع خواطر اثرے تمام وارد، و ہمیں تصور صورت شیخ را ذکر رابطہ می گویند بعد ازاں مشغول بذکر شود، لیکن وقوف قلبی را رعایت فرماید، کہ ذکر تنہا بے نگاہ داشت خواطر و بے وقوف قلبی فائدہ نمی بخشد، و داخل حدیث النفس ست امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وقوفِ عدوی را چنداں لازم نمی شمردند، و وقوفِ قلبی را از شرائط و واجبات می فرمودند، و وقوفِ قلبی عبارت است، از توجہ طالب بسوئے دل خود و توجہ دل بسوئے ذاتِ الہی کہ مسمی اسم

۱۔ فقد اخرج ابويعلى الموصلى فى مسنده عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يفضل الذكر الخفى الذى لا يسمعه الحفظة سبعون ضعفا. اذا كان يوم القيمة جمع الله الخلاق لحسابهم وجاءت الحفظة بما حفظوا وكتبوا قال لهم انظروا اهل بقى له من شئ فيقولون ما تركنا شيئاً مما علمناه وحفظناه الا وقد احصيناه وكتبناه فيقول الله ان لك عندى حسناً لا تعلمه وانا اجزيك به وهو الذكر الخفى. ذكره السيوطى فى البدور الساقرة فى احوال الاخره. مرقاة۔ از حواشی حصین حصین جزری مصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ



واسطے انہوں نے ذکر خفی ہی کو اختیار کر رکھا ہے، کہ حدیث شریف سے ذکر جہر پر ستر (۷۰) درجہ اُس کی فضیلت ثابت ہے۔ اور اس طریقہ (نقشبندیہ) میں تین اشغال معمول بہا ہیں۔

پہلا شغل

پہلا شغل ذکر ہے۔ اسم ذات (اللہ) ہو، یا نفی اثبات، اول اول مرید کو اسم ذات کے ذکر کی تلقین فرماتے ہیں۔ اُس کا طریقہ یہ ہے کہ طالب (مرید) کو چاہیے کہ پہلے اپنے دل کو تمام خطرات اور حدیث نفس (خیالی کلام کا سلسلہ) سے پاک و صاف کرے، اور گذشتہ اور آئندہ کے اندیشہ کو بھی دل سے نکال ڈالے، اور خطرات و خیالات دور کرنے کے لیے جناب الہی میں خوب تضرع و زاری کرے، اور اُن کے دور کرنے کے لیے اُس بزرگ کی صورت کا تصور و خیال، جس سے اس نے وہ ذکر حاصل کیا ہے، دل کے مقابل یا دل کے اندر محفوظ رکھنا پورا اثر رکھتا ہے، اور اسی تصور صورت شیخ کو ذکر رابطہ بھی کہتے ہیں۔ خطرات و حدیث نفس سے دل کو پاک کرنے کے بعد اب ہمہ تن ذکر قلبی میں مشغول ہو۔ لیکن وقوف قلبی کی رعایت ضروری امر ہے، کیونکہ ذکر تنہا اس کے بغیر کچھ فائدہ نہیں کرتا، بلکہ ایسا ذکر تو حدیث نفس ہی میں داخل ہے۔ امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقوف عددی کو تو چنداں ضروری نہیں سمجھتے، اور وقوف قلبی کو تو مجملہ شرائط و واجبات کے شمار فرماتے ہیں، اور وقوف قلبی دو چیز کے مجموعہ کا نام ہے؛ (۱) طالب کی توجہ اپنے دل کی طرف، اور (۲) اُس کے دل کی توجہ ذات الہی کی طرف، جو اسم مبارک اللہ کا مسمیٰ و مصداق ہے۔ پھر اس قلبی ذکر اور نگہداشت خطرات اور وقوف قلبی کے ساتھ اس حد تک مشغول رہنا چاہیے کہ دل کے ذکر کی حرکت خیال کے کان میں جا پہنچے۔ پھر اسی طرح لطیفہ روح سے ذکر کرے، پھر لطیفہ سر سے، پھر لطیفہ خفی سے، پھر لطیفہ اخفی سے، پھر لطیفہ نفس سے، جس کا مقام وسط پیشانی ہے، ذکر کرتا رہے۔ پھر تمام بدن سے، جس کو لطیفہ قالیبہ کہتے ہیں، اس قدر ذکر کرے کہ ہر رگ و ریشہ اور بال بال سے ذکر کی آواز سمع خیال کو سنائی دینے لگے۔ اور آخر الذکر ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ حضرات نقشبندیہ اس کے بعد مرید کو نفی و

مبارک اللہ است، پس بایں ذکر و بایں نگاہ داشت خواطر و بایں وقوف قلبی مشغول باید شد، تا کہ حرکت ذکر از دل بسمع خیال برسد، باز از لطیفہ روح ہم چنین ذکر نماید باز از لطیفہ سر باز از لطیفہ خفی باز از لطیفہ انہی باز از لطیفہ نفس کہ محل آں در وسط پیشانی ست، ذکر نماید، باز از تمام بدن کہ آنرا لطیفہ قالبیہ می خوانند، این قدر ذکر نماید، کہ از ہر رگ و پے و ہا و ہر بن موئے آواز ذکر بسمع خیال برسد و ایں ذکر را دریں طریقہ سلطان الاذکار گویند، باز ذکر نفی و اثبات طالب را تلقین می فرمایند، طریقش آنست کہ نفس را زیر ناف جس نموده، لفظ لا را از ناف برداشته تا پیشانی رساند و اللہ را از انجا بکتف راست آورده الا اللہ را بر قلب ضرب نماید، بطوریکہ گذر آں بر ہمہ لطائف افتد، و اثر ذکر ہمہ جوارح و اعضا برسد، و ایں ذکر را دریں طریقہ بے حرکت اعضا و جوارح می کنند، و اگر جس نفس چیزے ضرر نماید، بے جس ذکر بکنند، کہ جس شرط نیست، و معنی کلمہ را ملحوظ دارند کہ نیست، ہیچ مقصود من بجز ذات پاک بعد از چند بار ذکر ایں الفاظ در دل بگذارند کہ خداوند مقصود من توئی و رضائے تو محبت و معرفت خوددہ و ایں را باز گشت گویند، لیکن چون حصر نفس نماید، پس باید کہ نفس را بر عدد طاق بگذارد، لہذا ایں ذکر را وقوف عددی گویند، کہ سالک واقف عددی باشد، و تنیکہ نفس را فرو می گذارد باید کہ لفظ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ضم نماید و باید کہ در ہر حال چہ نشسته و چہ برخاستہ، و چہ وقت خوردن و آشامیدن ہر وقت و ہر آن مشغول بذکر نگاہ داشت خواطر و وقوف قلبی باشد، تا کہ باطن را تصفیہ حاصل آید، و دل را توجہ و حضورے بطرف حق سبحانہ پیدا شود، علامت تصفیہ اہل کشف را ظاہر شدن انوار است و ہر لطیفہ را نور علیحدہ مقرر فرمودہ اند، نور قلب زرد و نور روح سرخ و نور سر سفید و نور خفی



اثبات کا ذکر تلقین فرماتے ہیں۔ اُس کا طریقہ یہ ہے کہ ذکر اپنا دم ناف کے تلے بند کر کے لفظ لا کو ناف سے اٹھا کر پیشانی تک لے جائے اور لفظ اللہ کو وہاں سے دائیں کندھے تک پہنچا کر لفظ الا اللہ کی ضرب دل پر اس طرح لگائے کہ تمام لطائف پر جا لگے اور اُس کا اثر تمام جوارح و اعضا تک جا پہنچے۔ اور یہ ذکر اس طریقہ میں بدن کے اجزا اور اعضاء کی حرکت کے بغیر ہی کرتے ہیں۔ اور اگر دم بند کرنا کچھ نقصان دے تو اُس کے بغیر ہی ذکر کرے، کیونکہ وہ ذکر کی شرط نہیں ہے۔ اور ذکر میں کلمہ شریف کے یہ معنی ملحوظ رکھتے ہیں کہ ”خدائے تعالیٰ کی ذات پاک کے سوائے میرا کچھ بھی مقصود نہیں۔“ کئی بار ذکر کرنے کے بعد یہ الفاظ بھی دل کے اندر خیال کرتے رہتے ہیں کہ ”اے خدا! تو ہی اور تیری ہی رضا میرا مقصود ہے، مجھ کو اپنی محبت اور معرفت عطا فرما۔“ اور اپنی اصطلاح میں اس کو بازگشت کہتے ہیں۔ لیکن یہ بھی معلوم رہے کہ جس دم کی صورت میں طاق عدد پر اپنا دم چھوڑا کرے۔ اسی واسطے اس ذکر کو قوف عددی سے تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ سالک ذکر کے عدد و شمار سے واقف کار اور آگاہ رہتا ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ جب دم چھوڑے تو لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ملا لیا کرے۔ اور لازم ہے کہ ہر حال میں، اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، ہر وقت و ہر لحظہ ذکر و نگہداشت و قوف قلبی کا شغل رکھے، تاکہ تصفیہ باطن حاصل ہو، اور حق سبحانہ کی طرف دلی توجہ اور حضور پیدا ہو جائے۔ تصفیہ باطن کی علامت اہل کشف کے نزدیک تو لطائف کے انوار کا ظاہر ہونا ہے، اور اُن کا طالب کے مشاہدہ میں آتا ہے، اور مشائخ کرام نے ہر لطیفہ کا نور جدا جدا بیان فرمایا اور مقرر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ قلب کا نور زرد ہے، اور روح کا نور سُرخ، اور سر کا نور سفید، اور خفی کا سیاہ، اور انھی کا نور سبز۔ طالب ان انوار کو پہلے اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے، اور اس کو سیر آفاقی کہتے ہیں۔ اور پھر ان انوار کو اپنے باطن میں احساس کرتا ہے، اور اس کو سیر انفسی کہتے ہیں۔ حضرت پیر دنگیر کی زبان مبارک سے میں نے خود سنا ہے کہ سیر آفاقی عرش کے نیچے ہی نیچے تک ہے، اور سیر انفسی عرش سے اوپر ہی اوپر ہے، یعنی

سیاہ و نور اخفی لمبزوایں انوار را اول بیروں باطن خود مشاہدہ می کند و ہمیں را سیر آفاقی می گویند، بعد ازاں انوار را درونِ باطن خود احساس می کند و ایں را سیر انفسی مسمی فرمایند، از زبان مبارک حضرت پیر دستگیر خود شنیدہ ام کہ سیر آفاقی تا زیر عرش ست، و سیر انفسی از عرش بالا ست، یعنی وقتیکہ لطائف از قالب برآمده باصول خود عروج می نمایند تا وقتیکہ بعرش برسند سیر آفاقی ست و چوں فوق عرش ایشان را جذبے و عروجے پیدا شود، سیر انفسی شروع می شود شخصے کہ کشف دارد، دیدن انوار و سیر خود را دریافت می نماید و صاحب کشف عیانی دریں زمانہ بسبب مفقود شدن اکل حلال کم ست و اکثرے طلب دریں وقت صاحب کشف وجدانی می باشند، و ایں وجدان ہم نحوے از کشف است، و فرق در میان کشف عیانی و کشف وجدانی آنست، کہ صاحب کشف عیانی عیاناً می بیند، کہ از مقامے بمقامے سیر می نماید، و صاحب وجدان اگرچہ عیاناً نمی بیند، اما تبدل احوال و تغیر واردات را با دراک خود دریافت میکند، چنانچہ ہوا بنظر نمی آید، لیکن در ادراک محسوس می شود و اگر کسے با دراک وجدانی ہم حالات خود را دریافت نکند، بشارت مقامات اوراد ادا و طریقہ را بدنام کردن ست۔

### شغل دوم

شغل دوم مراقبہ است و مراقبہ عبارت از انتظار فیض ست، از مبدع فیاض و لحاظ وارد شدن آل فیض بر مور و خود یعنی فیضیکہ از حضرت حق وارد می شود، بر لطیفہ از لطائف

- ۱۔ و ہر لون کہ غیر از یں الوان بنظر در آید بدانند کہ آمیزش از یک دیگر است، بدانکہ بیان ولایت ہر لطیفہ و فناء آن اندر یں رسالہ عنقریب مذکور خواہد شد، منتظر باید بود۔ <sup>لمصححہ سلمہ اللہ</sup> تعالیٰ۔

۲۔ قال اللہ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَ فِي أَنْفُسِهِمُ الْخ.

لطف مذکورہ قالب سے نکل کر جب اپنے اصول کی جانب عروج کرتے اور متوجہ ہوتے ہیں تو ان کا عرش تک پہنچنا سیر آفاقی ہے۔ اور پھر جب عرش سے اوپر اُن کو جذب و عروج حاصل ہوتا ہے تو وہاں سے سیر انفسی شروع ہو جاتا ہے۔ صاحب کشف تو انوار کا مشاہدہ اور اپنی سیر خود آپ ہی دریافت کرتا جاتا ہے، مگر موجودہ زمانہ میں اکل حلال مفقود ہونے کے باعث صاحب کشف عیانی تو بہت ہی کم پائے جاتے ہیں۔ فی زمانہ اکثر طلباب صاحب کشف وجدانی ہی ہوا کرتے ہیں اور وجدان بھی ایک نوع کا کشف ہے۔ اور ان دونوں، یعنی کشف عیانی اور کشف وجدانی میں فرق یہ ہے کہ صاحب کشف عیانی عیانا و ظاہراً دیکھتا جاتا ہے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی جانب سیر و نقل و حرکت کرتا جا رہا ہے۔ اور صاحب وجدان گو ظاہراً تو اپنی سیر و نقل و حرکت کا مشاہدہ نہیں کر سکتا، مگر اپنے حالات و واردات کے تغیر و تبدل کو اپنے ادراک کے ساتھ دریافت کرتا جاتا ہے، جیسے ہوا، جو بظاہر تو دکھائی نہیں دیتی لیکن قوت ادراکیہ تو اُسے بتوسط لامسہ بڑے زور سے محسوس کرتی ہے۔ اور جو شخص اپنے حالات ادراک وجدانی کے ساتھ بھی دریافت نہیں کر سکتا اُس کو مقامات کی بشارت دینا اور خوشخبری سنانا گویا طریقہ فقراء کو بدنام کرنا اور اُس کی نسبت بدگمانی پھیلانا ہے۔

### دوسرا شغل

دوسرا شغل مراقبہ ہے۔ اور مراقبہ مبدأ فیاض (اللہ تعالیٰ) سے فیض کے انتظار کرنے اور اپنے مورد پر اُس فیض کے وارد ہونے کا خیال رکھنے کو کہتے ہیں جو فیض کہ حضرت حق سبحانہ کی طرف سے سالک کے لطائف میں سے کسی لطیفہ پر وارد ہوتا ہے۔ اُس لطیفہ کو اس کا مورد فیض کہتے ہیں۔ اسی واسطے مشائخ کرام نے مراقبات میں سے ہر ایک مقام کے مناسب ایک ایک مراقبہ فرما دیا ہے۔ چنانچہ دائرہ امکان میں مراقبہ احدیت کا امر ہے۔ اور مراقبہ احدیت اُس ذات عالیہ کے مراقبہ کا نام ہے جو کہ تمام صفات کمالیہ کی جامع اور ہر ایک عیب و نقصان سے منزہ و پاک اور اسم مبارک اللہ کا



ساک آں لطیفہ را مورد فیض می گویند، لہذا در ہر مقام مراقبہ از مراقبات معین فرمودہ اند، در دائرہ امکان مراقبہ احدیت و آن عبارت ست، از مراقبہ ذاتی کہ جامع جمیع صفات کمال ست، ومنزہ است از جمیع نقصانات کہ مستمی اسم مبارک اللہ است، ولحاظ می نمایند، کہ فیض از اں ذات بر لطیفہ قلب وارد می شود، و ایں مراقبات را گاہے بے ذکر ہم مے کنند، و ذکر بے مراقبہ مفید نیست۔

### شغل سوّم

شغل سوّم ذکر رابطہ است و آن عبارت از نگاہ داشتن صورت شیخ است، در مدّ کہ خود یا درون دل خود یا صورت خود را صورت شیخ تصوّر می نماید، و چوں رابطہ غالب مے آید در ہر چیز مے صورت شیخ بنظر مے در آید ایں را فانی الشیخ می گویند، و ایں احوال بریں تباہ حال نیز در ابتدا ورود یافتہ بود، کہ از عرش تا اثری صورت حضرت شیخ خود محیط مے یافتم، و جمیع حرکات و سکّات خود را حرکات و سکّات آنحضرت مے دیدم۔

### بیت

در و دیوار چوں آئینہ شد از کثرت شوق

ہر کجا مے نگرم روئے ترا مے بینم

باید دانست، کہ طریقہ رابطہ اقرب طرق ست، و نشان ظہور عجائب و غرائب ست حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرمودہ اند، کہ ذکر تنہا بے رابطہ و بے فانی الشیخ موصل نیست، و رابطہ تنہا بر عایت آداب صحبت کافی است۔



مسمیٰ و مصداق ہے، اور اس مراقبہ میں اس امر کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ اس ذات پاک کا فیض لطیفہ قلب پر وارد ہو رہا ہے، اور ان مراقبات کو کبھی کبھی بغیر ذکر کے استعمال کرتے ہیں اور خالی ذکر بغیر مراقبہ کے مفید نہیں۔

### تیسرا شغل

تیسرا شغل رابطہ ہے، اور اس کی کئی صورتیں ہیں؛ (۱) اپنے شیخ و پیر کی صورت و شکل کو اپنے ذہن میں نگہ رکھنا۔ (۲) اُس کی شکل و صورت کو اپنے دل کے اندر محفوظ رکھنا۔ (۳) اپنی صورت کو شیخ کی صورت خیال کرنا۔ اور رابطہ جب مرید پر غالب کرتا ہے تو ہر چیز میں اُس کو اپنے شیخ کی صورت نظر آتی ہے، اور اس حالت کا نام فنا فی الشیخ ہے۔ معلوم رہے کہ یہ تمام احوال اس خراب حال (حضرت مصنف) پر بھی شروع شروع میں وارد ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ عرش سے لے کر فرش تک اپنے حضرت شیخ کی صورت کو محیط پاتا، اور اپنے حرکات و سکنات کو اپنے حضرت شیخ کے حرکات سکنات دیکھتا۔

### بیت

ہر درو دیوار مارے شوق کے آئینہ سا ہو گئے۔ اب جدھر دیکھتا ہوں، اُدھر تو ہی تو ہے۔

جاننا چاہیے کہ رابطہ کا راستہ اور تمام راستوں کی نسبت بہت ہی نزدیک راستہ ہے۔ علاوہ برائے عجائب و غرائب کے ظہور کا منشاء اور ذریعہ یہی ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ خالی ذکر بغیر رابطہ اور بغیر فنا فی الشیخ کے منزل مقصود تک پہنچا نہیں سکتا، اور خالی رابطہ صحبت کے آداب کی رعایت کے ساتھ کفایت کر سکتا ہے۔

## فصل

## در بیان سیر و سلوک ارباب قلوب

کہ در دائرہ ولایت صغریٰ می شود، معمول حضرت پیر و تنگبر و خلفائے ایشاں چنانست کہ اول توجہ برائے القائے ذکر در لطائف طالب می فرمایند، و طریق توجہ کردن ایںست، کہ قلب خود را مقابل قلب طالب داشته، التجا بجناب الہی نمودہ، استمداد از مشائخ کرام فرمودہ کہ انوار ذکر کہ در قلب من از جناب پیران کبار رسیدہ است، در قلب این طالب در آید، و توجہ و ہمتے بسوئے قلب او فرماید، از عنایت الہی در چند توجہ حرکت ذکر در قلب او پیدا آید و ہم چنین روح خود را مقابل روح او داشته توجہ کند، کہ نور ذکر کہ در لطیفہ روح من از ارواح پیران رسیدہ است، در روح طالب القا میکنم، و ہم چنین بر دیگر لطائف او کہ سر و خفی و انہی و لطیفہ نفس و قالب اوست، متوجہ شدہ القای ذکر فرماید، چوں اجراء ذکر در ہمہ لطائف طالب شد، ذکر فی واثبات اورا تلقین فرمودہ، توجہ برائے القائے نسبت جمعیت و حضور فرماید کہ جمعیت عبارت از بے خطرگی یا کم خطرگی قلب است، و حضور عبارت از پیدا شدن توجہ است، در قلب بسوئے حضرت حق سبحانہ و چوں جمعیت و حضور در قلب طالب پیدا شد، پس قلب طالب را از ہمت خود بسوئے فوق جذب فرماید و اکثرے را دیدہ ام، کہ اول جذب را ادراک می نمایند و وقتیکہ لطیفہ از قالب بر آید، نسبت حضور را ادراک می نمایند، و وقتیکہ لطیفہ از قالب بر آید، نسبت حضور را ادراک می کنند، بہمیں طریق برائے فیض ہر مقامے کہ توجہ کند، خود

## فصل

### اربابِ قلوب کے سیر و سلوک کے بیان میں

جو ولایت صغریٰ کے دائرہ میں واقع ہوتا ہے، حضرت پیرِ دستگیر اور آپ کے خلفاء کا معمول یہ ہے کہ اوّل اوّل طالب کے لطائف میں ذکر ڈالنے کے لیے توجہ فرماتے ہیں، اور توجہ دینے کا اُن کے ہاں طریقہ یہ ہے کہ شیخ اپنے قلب کو مرید کے قلب کے مقابل کر کے جناب الہی سے بتوّل حضراتِ مشائخ کرام یوں عرض کرے کہ خداوند! جو انوار ذکر پیرانِ کبار سے مجھ کو حاصل ہوئے ہیں اور میرا دل اُن سے منور ہو چکا ہے، تو اس طالب کے دل میں ڈال دے اور اُن سے اس کے دل کو منور فرما دے۔ پھر اپنی توجہ و ہمت بڑے زور سے طالب کے قلب کی طرف مصروف رکھے۔ حق سبحانہ سے امید قوی ہے کہ چند ہی بار کی توجہ سے اُس کے قلب کے اندر ذکر کی حرکت پیدا ہو جائے گی۔ پھر اسی طرح اپنی روح کو اُس کی روح کے مقابل رکھ کر توجہ کرے اور خیال میں لائے کہ پیرانِ عظام کے ارواح شریفہ سے جو نور ذکر میرے لطیفہ روح میں پہنچا ہے، میں اُس کو اس طالب کے روح میں القا کرتا ہوں۔ اور اسی طرح اُس کے دوسرے لطائف (سر و خفی و انہی و لطیفہ نفس و قالب) پر متوجہ ہو کر ذکر القا کرے۔ پھر طالب کے تمام لطائف میں ذکر جاری ہونے کے بعد نفی و اثبات کا ذکر تلقین فرما کر جمعیت و حضور کی نسبت القا کرے۔ دل کے بے خطرہ یا کم خطرہ ہونے کو جمعیت کہتے ہیں۔ اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف طالب کے دل میں توجہ پیدا ہونے کو حضور کہتے ہیں۔ اور جب طالب کے قلب میں حضور و جمعیت پیدا ہو جائے تو شیخ مرید کے قلب کو اپنی ہمت اور توجہ سے فوق (اوپر) کی طرف جذب فرمائے (کھینچ لے جائے)۔ میں نے (مصنفؒ) اکثر طلباء کو دیکھا ہے کہ اوّل جذب کا ادراک کرتے ہیں،



را مُنْصَغِ بِرَنگِ آن مقامِ ساخته، فیضِ آن مقامِ را در باطن طالب القافر ماید، و موردِ آن فیض را نیز ملحوظ دارد، بدانکہ دل آدمی بسبب کثرتِ علائق و عوائق مثل انگشتِ سیاہ و بے نور شدہ است، و خود را و اصل خود را فراموش ساخته، چوں در صحبتِ مرشدِ کامل طالبِ صادق می آید، شیخ اورا توجہ دادہ، طریقِ ذکرِ تلقین می فرماید، و توجہ خود در حقِ او بکار می برد، از برکتِ توجہ نورِ ذکر در قلبِ او پیدا می میشود، و آن انگشتِ سیاہ روشن شدنِ می گیرد و چوں از نورِ ذکر تمامِ قلبِ منور شد، شعلہ از قلبِ او بلند می شود و این را در طریقہ مظہریہ فتحِ بابِ مے نامند، و اولِ بشارتِ کہ بطالب عطا می فرماید، بشارتِ فتحِ باب است دریں وقتِ قلبِ کہ از اصلِ خود غافل و ذاہل شدہ بود، باز اصلِ او بیادش می آید، و بطرفِ فوقِ متوجہ می شود، و در چندے آن شعلہ نور کہ بلند شدنِ گرفتہ بود، از قالبِ مے بر آید، و ہمیں معنی ست، آنکہ می گویند، لطیفہ از قالبِ برآمد ہم چنین آہستہ آہستہ بطرفِ اصلِ خود کہ فوقِ العرشِ ست سیر می فرماید، و بنیمنِ برکتِ صحبتِ شیخ جذباتِ قویۃ لظائفِ طالبِ را فرو می گیرد و سرعتِ و بطوئِ سیرِ آنچہ من فہمیدہ ام موقوف بر کثرتِ و قلتِ توجہاتِ شیخِ ست، اگر کثرتِ توجہاتِ در حقِ طالبِ بکاری برد، سیرِ طالبِ سریع می شود، و اگر توجہاتِ شیخِ قلیلِ ست، سیرِ نیز ہماں قدر خواهد بود، و استعدادِ طلابِ مختلفِ افتادہ بعضے استعدادِ خوب دارند، کہ در اندکِ توجہ مانند ہوائِ آتشینِ بطرفِ بالائی پرند، کہ بسرعتِ سیر این ہا نظر ہر کس کار نمی کند و بعضیکہ بطئی الاستعداد ہستند، افتاں و خیزاں بمنزلِ مقصود میرسند، غرضِ صحبتِ شیخِ علی الخصوصِ دریں طریقِ طالبانِ را ضرور تر افتادہ است، کہ بدونِ توجہ شیخِ پائے سعی دریں راہ لنگِ ست، و از ریاضاتِ و مجاہداتِ خویشِ کارے نمی کشاید اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَمَا شَہَدْنَا

۱۔ انگشتِ بالفتح و کافِ فارسی مکتور چوب سوختہ کہ سرد شدہ سیاہ گشتہ باشد۔ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ



اور جب لطیفہ قالب سے برآمد ہوتا ہے تب نسبت حضور دریافت کرتے ہیں۔ شیخ کو لازم ہے کہ اسی طرح جس مقام کے فیض کے واسطے توجہ کرے پہلے اپنے تئیں اُس مقام کے فیض کے رنگ سے رنگین کر کے اُس مقام کا فیض طالب کے باطن میں القا کرے۔ علاوہ براں اُس فیض کے مورد کو بھی ملحوظ رکھے۔ فائدہ: جاننا چاہیے کہ انسان کا دل اصل فطرت میں روشن و منور پیدا ہوا ہے، مگر عام طور پر کثرت تعلقات و موانع کے باعث کوئلہ کی مانند سیاہ و بے نور ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنے آپ اور اپنی اصل کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ لیکن جب وہ طالب صادق بن کر اور حسن عقیدت و ارادت اپنے ہمراہ لے کر کسی کامل شیخ و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو وہ مرشد اُس کی طرف متوجہ ہو کر اُس کو ذکر کی تلقین کرتا اور اپنی توجہات اُس کے حق میں مصروف رکھتا ہے، تو اُس کی توجہات کی برکت سے ذکر کا نور اُس کے قلب میں پیدا ہو جاتا ہے اور وہ سیاہ کوئلہ اب دکنے لگتا ہے۔ اور جب ذکر کے نور سے اُس کا تمام دل منور ہو جاتا ہے تو اُس کے دل سے ایک نور کا شعلہ اٹھتا ہے۔ اُس کو طریقہ مظہریہ میں فتح الباب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور اوّل اوّل جو بشارت کہ طالب کو عطا فرماتے ہیں، وہ یہی فتح الباب کی بشارت ہے۔ اس وقت قلب کو اپنی فراموش شدہ اصل پھر یاد آتی ہے اور اپنے فوق کی جانب متوجہ ہوتا ہے، اور تھوڑے ہی عرصے میں وہ نور کا شعلہ جو قلب سے اٹھنے لگا تھا، اب قالب سے برآمد (ظاہر) ہوتا ہے۔ اور یہ ہی مطلب ہے اُن کے اس قول کا کہ (لطیفہ قالب سے برآمد ہو) اب تو آہستہ آہستہ اپنے اصل کی طرف جو فوق العرش ہے، سیر کرنے لگتا ہے، اور شیخ کی صحبت کی برکت و یمن سے بڑے قوی قوی جذبات طالب کے لطائف پر وارد ہونے لگتے ہیں۔ رہی سیر کی تیزی و آہستگی، وہ تو میری فہمید میں شیخ کی توجہات کی کمی بیشی پر مبنی ہے۔ اگر شیخ اپنی توجہات طالب کے حق میں بکثرت صرف کرے گا تو طالب کی سیر تیز تیز واقع ہوگی۔ اور اگر شیخ کی توجہات کمی کے ساتھ واقع ہوئی تو طالب کی سیر بھی اُسی انداز پر وقوع میں آئے گی۔ طالبوں کی اپنی استعداد و لیاقت بھی مختلف طور پر واقع ہوئی ہے۔ اُن میں کچھ تو بڑی استعداد و لیاقت کے ہیں، جو

فِي صُحْبَةِ شَيْخِنَا وَإِمَامِنَا قَلْبِي وَرُوحِي قَدَاهُ وَجَرَّئِنَاهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَاز  
برکتِ توجہ است، کہ جذبہ دریں طریق مقدم اُفتادہ راہ را آسان ساختہ، چہ از رفتن  
تا بردن فرق ظاہر است، و خلاصہ سلوک کہ عبارت از قطع کردن مقاماتِ عشرہ مشہورہ  
است از توبہ و انابت و زہد و ریاضت و ورع و قناعت و توکل و تسلیم و صبر و رضا، در ضمن  
آں طی می شود، قربان پیرانِ خود شوم کہ چہ راہ سہلہ و آسانے برائے مایست فطرتاں و کم  
استعداداں مقرر ساختہ اند، ایں احسان حضرت شاہ نقشبند ست رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی  
عَنْہُ کہ پانزدہ روز سر بسجہ نہادہ دعا و تضرع در جناب الہی کردہ اند و عرض کردہ اند، کہ  
الہی مرا طریقہ وہ کہ البتہ موصل باشد، اللہ تعالیٰ دعائے ایشان مستجاب فرمودہ، و ایشان  
را طریقہ عنایت کرد، کہ اقرب طرق ست و البتہ موصل ست۔ لیکن شیخ کامل و مکمل باید  
کہ ظاہرش بکمال متابعت حضرت رسالت پناہی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
آراستہ و باطنش از ماسویٰ پیراستہ، و بدوام حضور حضرت حق سُبْحَانُہ در ساختہ باشند،  
و الا گناہ طریق چیست، باید دانست، کہ اکابر نقشبندیہ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْ اَہْلِہَا اصل  
کار بر جمعیت و حضور داشتہ، بہر رطب و پالس دست نہ انداختہ اند، و بصورت و اشکال غیبی  
متوجہ نمی شوند، و کشف و انوار را چنداں اعتبار نہادہ اند و طالب را بحصول چہار چیز  
رغبت می فرمایند جمعیت و حضور و جذبات و واردات کشش لطائف را کہ بطرف فوق می  
شود، جذبات می گویند، و واردات عبارت ست، از وارد شدن حالے از فوق بر قلب کہ  
طاقت تحمل آں داشتن متعسر ست جہت فوق بسبب ممارست التوجہ آن جہت ست و الا

۱۔ از پیراستن بالکسر بیائے مجہول و نثر و بعضی بفتح بمعنی کم کردن و بریدن چیزے را بجہت  
آرائش و زیبائی۔ غیاث

۲۔ ممارست کوشیدن و تفحص کردن و تجربہ نمودن و درکارے رنج نمودن و درمان کردن۔  
غیاث مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

ادنیٰ توجہ میں ہوائے آتشین کی مانند اوپر کو اس قدر تیزی کے ساتھ اڑتے جاتے ہیں کہ ان کی سرعت سیر میں ہر ایک شخص کی نظر کام نہیں کر سکتی اور ان میں کچھ کم لیاقت بھی ہیں، مگر گرتے پڑتے منزل مقصود تک پہنچ ہی جاتے ہیں۔ الغرض طالبانِ حق کو صحبتِ شیخ (علی الخصوص طریقہ نقشبندیہ میں) از حد ضروری ہے، کیونکہ صحبتِ شیخ کے بغیر اُن کی تگ و دو کا پاؤں اٹھ بھی نہیں سکتا، اور اُن کی اپنی ریاضتوں اور محنتوں سے کچھ بھی نہیں بن سکتا، الا ماشاء اللہ۔ چنانچہ ہم اس امر کا اپنے شیخ و امام (میرادل اور میری روح اُن پر قربان) کی صحبت میں بارہا مشاہدہ اور تجربہ کر چکے ہیں۔ توجہ کے برکات میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ اس طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم واقع ہوا ہے۔ اسی وجہ سے راستہ میں ایک طرح کی سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ کیونکہ جانے اور لے جانے میں تو بہت ہی بڑا فرق ہے۔ اور نیز سلوک کا خلاصہ یعنی فقر کی دس مشہور منزلوں (توبہ، انابت، زہد، ریاضت، ورع، قناعت، توکل، تسلیم، صبر، رضا) کا طے کرنا بھی اسی جذبہ کے ضمن میں ہی حاصل ہو جاتا ہے۔ میں اپنے پیروں پر قربان جاؤں کہ انہوں نے کم ہمت نالائقوں کے واسطے کیا ہی آسان راستہ مقرر کیا ہے۔ یہ سب حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا احسان ہے کہ آپ نے پندرہ روز تک سر بسجود ہو کر جناب الہی میں دعا و گریہ زاری کی۔ اور عرض کیا کہ خداوند! مجھ کو ایسا طریقہ عطا فرما جو یقیناً و قطعاً تجھ تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو ایسا راستہ عطا فرمایا جو اور راستوں کی بہ نسبت بہت ہی نزدیک ہے، اور یقیناً اُس تک پہنچانے والا بھی ہے۔ لیکن پھر بھی پیر ایسا کامل و مکمل ہونا چاہیے جس کا ظاہر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال متابعت کے ساتھ آراستہ و مزین ہو اور باطن غیر حق سبحانہ سے بے تعلق و پاک و صاف اور حضرت حق سبحانہ کے دوام حضور سے مشرف، ورنہ پھر اس طریقہ کا کیا گناہ اور کیا قصور۔ جاننا چاہیے کہ مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک حضور اور جمعیت ہی اصلی کام ہے۔ اسی واسطے ہر خشک و تر پر ہاتھ نہیں ڈالتے، اور غیبی صورتوں اور شکوک کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، اور کشف اور انوار کو چنداں معتبر نہیں خیال کرتے، اور طالب کو



او تعالیٰ را بیروں دائرہ جہات باید جست، و ہمیں واردات را دریں طریقہ عدم و وجود  
آں می گویند، اول ایں وارد بر سالک گاہے بلکہ بعد از ماہے و رود می کند و رفتہ رفتہ  
کثرت پیدا می کند، و بعد از ہر ہفتہ و ہر روز بلکہ در روزے چند بار تا وقتیکہ بتواتر و توانی  
مے انجامد و اتصال واردات می شود، آنکہ بزرگاں ایں طریقہ فرمودہ اند۔

بیت

وصل اعدام گر توانی کرد

کار مرداں مردوانی کرد

اشارات بائخالات ست، و ہمیں عدم و وجود عدم فنا و بقا ست، در جہت جذبہ  
لیکن فناء قلب و قہ متحقق شود کہ تعلق علمی و حسی بماسوائے از ساحت سینہ رخت بر نہد و  
خطرہ ماسوائے درون قلب ہرگز نیاید۔

بیت

خیال ماسوائے از دل بروں کن

گذر از چوں و حب بچگون کن

و فناء قلب در تجلیات افعالیہ الہیہ می شود یعنی دیدن افعال ماسوائے آثار فعل  
حضرت حق سُبْحَانَهُ تَعَالٰی، چوں ایں دید غالب آید صفات و ذاتِ ممکنات را مظهر  
صفات و ذات حضرت حق خواهد دید و بتوحید و جود می کہ عبارت از دیدن ہستی ممکنات  
امواج ہستی و تعالیٰ ست، ترنم خواهد نمود۔

بیت

غیرتش غیر در جہاں نگداشت

لا جرم عین جملہ اشیا شد



انہی چار چیزوں کی رغبت دیتے ہیں؛ جمعیت، حضور، جذبات، واردات (اول الذکر دونوں کے معنی اوپر بیان ہو چکے ہیں، مؤخر الذکر دو کے معنی یہ ہیں)۔ لطائف کی کشش فوق کی جانب کو جذبات کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور قلب پر کسی دشوارنا قابل برداشت حالت کے اوپر سے وارد ہونے کا نام واردات ہے۔ فوق (اوپر) کی جانب کا ذکر صرف اسی بنا پر ہے کہ عادۃً فوق ہی کی طرف توجہ کی جاتی ہے، ورنہ حق سبحانہ تعالیٰ جہات و اطراف سے بالکل پاک و مبرا ہے۔ اُس کو دائرہ جہات و اطراف سے باہر ڈھونڈنا چاہیے اور انہیں واردات کو اس طریقہ نقشبندیہ میں عدم اور وجود عدم بھی کہا جاتا ہے، اول اول یہ وارد (حالت) سالک پر کبھی کبھی بلکہ ایک ایک مہینہ کے بعد وارد ہوا کرتی ہے اور رفتہ رفتہ کثرت پیدا کرتی جاتی ہے۔ پھر تو ہفتہ وار اور روزانہ بلکہ ایک ایک روز کئی کئی بار اُس کا ورود ہونے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ پے در پے اور متواتر تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور واردات کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ وہ جو اس طریقہ کے بزرگوں نے فرمایا ہے۔ بیت:

اگر تجھ سے وصل اعدام ہو سکے تو البتہ مردوں کا کام تو کر سکے گا۔

اسی حالت کی طرف اشارہ ہے اور یہی عدم و وجود عدم جہت جذبہ میں فنا بھی ہے اور بقا بھی، مگر فنا قلب تو تب ہی حاصل ہوگی جبکہ ماسوا کا علمی و حسی تعلق سینہ سالک سے کوچ کر جائے اور غیر کا خطرہ تک بھی اُس کے دل میں نہ گزرے۔ بیت:

خیال ماسوا دل سے برون کر گزر چوں سے وحدت بیچگوں کر

اور فنا قلب تجلیات افعالیہ الہیہ میں حاصل ہوتا ہے، یعنی ماسوا کے افعال کو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے فعل کا اثر خیال کرنا۔ جب یہ دید و خیال طالب پر غلبہ کر جاتا ہے تو ممکنات کے ذات و صفات حضرت حق کے ذات و صفات کا مظہر (جائے ظہور) سمجھنے لگتا ہے اور تو حید و جودی، یعنی ممکنات کی ہستی کو ہستی حق کی موجیں سمجھنے کا گیت گاتا ہے۔ بیت:

اُس کی غیرت نے جہاں میں غیر نہیں چھوڑا، اسی بنا پر وہ ہر ایک چیز کا عین ہوا نہ

غیر۔

وَأَرْبَابٍ تَوْحِيدٍ وَجُودِي خُودِ رَاوَعَالِمِ رَاغَمِ سَاخْتِ دَرِ بَحْرِ جُودِ حَضْرَتِ حَقِّ غُوطِ خَوَاهِنْدِ

خورد۔

بیت

ز سَاِ مَطْرَبِ پَر سُوِزِ اِیْنِ رَسِیْدِ بَگُوشِ

کَہ چُوبِ وَتَارِ وَصَدَاِے تَنْنِ تَنْنِ وَہِمَہِ اُوسْتِ

وایں رافنائی اللہ گفتہ اند، وچوں سالک دریں بحرِ خارِ غوطہ خورد، غیر از بحرِ شہود

بصیرتش چیزے نیافت و بہر طرف کہ مشاہدہ کرد، سوائے دریا و امواج اوندید، بلکہ خود را

قطرہ ایں بحر دید، و از کمالِ استغراقِ امتیازِ قطرہ نیز مرتفع گشت۔

بیت

جُوئے اِیْنِ دَرِیَا تُوئی نِیکو بَجُوئے اِنْفَکَا کَہ نِیْسْتِ دَرِ دَرِیَا وَ جُوئے

حَضْرَتِ شَیْخِ اکْبَرِ قُدْسِ سِرَّةُ کَہ سِنْدِ اِیْنِ طَائِفَہِ عَلِیَہِ اِنْدِی فَرَمَایَنْدِ:

شعر

اَلْبَحْرُ بَحْرٌ عَلٰی مَا کَانَ فِی قَدَمِ اِنَّ الْحَوَادِثَ اُمَواجٌ وَاَنْهَارٌ

فَلَا یَحْجِبَنَّکَ اَشْکَالٌ تُشَاکِلُهَا عَمَّنْ تَشْکُلُ فِیْہَا وَہِیْ اَسْتَارٌ

و نیز می فرمایند:

قطعہ

لَا اَدَمَ فِی الْکُوْنِ وَلَا اِبْلِیْسَ لَا مُلْکَ سُلَیْمَانَ وَلَا بَلْقِیْسَ

فَالْکُلُّ عِبَارَةٌ وَّ اَنْتَ الْمَعْنٰی یَا مَنْ هُوَ لِلْقُلُوْبِ مِقْنَطِیْسٌ

مغربی می فرماید:

۱۔ بالکسر سنگ آہن رہا۔

اہل توحید و جود نے اپنے آپ کو اور تمام عالم کو گم کر کے حضرت حق کے دریا و جود میں غوطہ لگایا۔

بیت

مطرب کے پُرسوز ساز سے یہ ندا کان میں پہنچی کہ چوب اور تار اور تنن تنن کی آواز سب وہی ہے۔

اور اس کو فناء فی اللہ کہتے ہیں، اور سالک نے جب اس سمندر بے کنار میں غوطہ لگایا تو اُس کی بصیرت نے بجز سمندر کے اور کچھ بھی نہ پایا، اور جس طرف کو نظر اٹھائی تو سوائے سمندر اور اُس کی موجوں کے اور کچھ بھی نظر نہ آیا، بلکہ اپنے تئیں بھی اسی دریا کا ایک قطرہ پایا اور کمال استغراق کے باعث قطرہ اور دریا میں بھی امتیاز باقی نہ رہا۔

بیت

اب غور کر کہ تُو تو اسی دریا کی ایک نہر ہے، دریا اور نہر میں جدا یگی کہاں ہے۔  
اس طائفہ علیہ کی سند حضرت شیخ اکبر قدس سرہ فرماتے ہیں:

شعر

سمندر تو اپنی اُسی قدیمی حالت پر ہی موجود ہے، اور یہ تمام کائنات (جو تیرے مشاہدہ میں ہے) صرف اسی سمندر کی موجیں ہی موجیں اور نہریں ہی نہریں تو ہیں، سو یہ سب موجوں اور نہروں کی صورتیں اور شکلیں تیرے لیے ان کے اصلی متشکل سے حجاب نہ بن جائیں، یہ تو صرف پردے ہی پردے ہیں۔  
اور نیز سند الطائفہ فرماتے ہیں:

قطعہ

اے دلوں کے مقناطیس! اس عالم وجود و ہستی میں نہ آدم ہے نہ ابلیس اور نہ ملک سلیمان ہے اور نہ بلقیس، نہ تو سب کے سب الفاظ و عبارات ہیں اور تو ہی سب کا معنی ہے۔  
اور مغربی صاحب دیوان فرماتا ہے:

## غزل

ز دریا موج گوناگوں برآمد      ز بیچونی برنگ چوں برآمد  
گہے در کسوتِ لیلیٰ فرو شد      گہے بر صورتِ مجنوں برآمد  
چو یار آمد ز خلوتخانہ بیرون      همون نقشِ دروں بیرون برآمد  
ازیں دریادیں امواج ہر دم      ہزاراں گوہر مکنون برآمد  
بصدِ دستانِ بکامِ دوستانِ شد      بصدِ افسانہ و افسوں برآمد  
بدیں کسوت کہ می بنیش اکنون      یقین مے داں کہ اواکنون برآمد  
چو شعر مغربی در ہر لباسے      بغایت دلبر و موزوں برآمد

وچوں فنا بایں مرتبہ کمال رسید بوجہ مہوب اور موجود ساختہ بقائے از نزد خود  
عطا خواہند فرمود، و خود را در ہمہ و ہمہ را در خود مشاہدہ خواہند نمود، و عالم را مرآت جمال خود  
خواہند دید و از غایت شوق بایں اشعار ترنم خواہد بود۔

## غزل

چوں بنگرم در آئینہ عکس جمال خویش      گردد ہمہ جہاں حقیقت مصورم  
خورشید آسمان ظہورم عجب مدار      ذرات کائنات اگر گشت مظہرم

## قطعہ

عشقم کہ در دو کون و مکانم پدید نیست      عنقاءِ مغربم کہ نشانم پدید نیست  
زا برو و غمزہ ہر دو جہاں صید کردہ ام      منکرِ بداں کہ تیر و کمانم پدید نیست  
گویم بہر زباں و بہر گوش بشنوم      ایں طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست



## غزل

اُس دریاے وحدت سے کثرت کی گونا گوں موجیں برآمد ہوئیں، وہ (محبوب حقیقی) نیپونی سے چوں کہ رنگ میں آیا، کبھی پہنا لباس لیلیٰ کا، کبھی مجنوں کی صورت بن کے آ نکلا، خلوت سے جب وہ یار باہر آیا تو وہی ہو ہوا نہ رہی کا نقشہ باہر آیا۔ اس دریا سے ان موجوں کے ہمراہ ہزاروں چھپے ہوئے خوبصورت موتی نکل آئے، سوکمر، حیلے اور بہانے کیے تو پھر کہیں دوستوں کے موافق ہوا۔ غرض سو قصوں اور قضیوں کے بعد وہ نکلا، جس لباس میں اُس کو تاب دیکھ رہا ہے، یقین کر، کہ وہ اُس میں ابھی نکلا ہے۔ مغربی کے شعر کی مانند ہر لباس میں وہ نہایت ہی دل پسند اور موزوں نکلا۔

اور فنا فی اللہ جب اس حد کمال تک پہنچتا ہے تو اُس کو وجود مہوہب سے موجود کر کے خاص اپنے پاس سے ایک قسم کی بقا عطا فرماتے ہیں، پھر تو وہ اپنے آپ کو تمام میں اور تمام کو اپنے آپ میں مشاہدہ کرنے لگتا ہے، اور تمام عالم کو اپنے جمال کا آئینہ تصور کرتا ہے، اور ذیل کے فارسی اشعار نہایت شوق سے گانے لگتا ہے:

## غزل

جب میں آئینہ میں اپنے جمال کے عکس کا مشاہدہ کرتا ہوں تو سارا جہاں درحقیقت میرا ہی میرا نقشہ دکھائی دیتا ہے۔ خورشید آسماں بھی میرا ہی ظہور ہے۔ اگر تمام کائنات کے ذرات بھی میرا ہی مظہر بن چکے ہیں تو اے یار تو ہر گز بھی کچھ تعجب نہ کر۔ اور نیز مغربی کا قول ہے:

## قطعہ

میرا عشق جو کون و مکان میں ظاہر نہیں، تو پھر حیرانی کیا ہے۔ میں تو غنقاء مغرب ہوں، میرا تو ایک نشان تک بھی موجود نہیں، میں نے تو ابرو و غمزہ کے ساتھ دونوں جہاں شکار کر لیے۔ اے منکر! خیال کر کہ میرا تو تیرا کمان بھی ظاہر نہیں، میں تو ہر زبان سے بولتا ہوں اور ہر کان سے سنتا ہوں، طرفہ یہ کہ نہ تو میری زبان ہی ظاہر ہے اور نہ ہی میرا کان۔

بدانکه توحید و جودی و ذوق و شوق و واضح شدن اسرارِ معیت و آه و نعره و بے خودی و استغراق و سماع و رقص و وجد و تواجد همه در سیر لطیفهٔ قلب ست، و قلب اوّل در دائرهٔ امکان سیر می نماید، و از احوالِ آل دائرهٔ است، جذب و حضور و جمعیت و واردات و کشفِ کونی و کشفِ ارواح و کشفِ عالم مثال و سیر عالم ملک که عبارت از تحتِ افلاک ست، و ملکوت که عبارت از ملائکه و ارواح و بهشت و آنچه مافوقِ آسمانهاست، همه داخلِ دائرهٔ امکان ست، بلکه در نصفِ سافلِ آل دائرهٔ این چنین شعبه ها بنظری در آید، و این را سیرِ آفاقی می گویند، و کمالِ حضور و جمعیت و جذباتِ قویّه در دائرهٔ ثانی که عبارت از سیرِ تجلیاتِ افعالیّه است و سیرِ ظلالِ اسماء و صفات ست، و مسمّی بدائرهٔ ولایتِ صغریٰ ست، حاصل می شود، و از نصفِ عالیِ دائرهٔ امکان که فوقِ عرش ست چه و انماید که بسیارے از صوفیه نارسیده از باعث تنزیه و لامکانیت آن مقام را مرتبهٔ صفات و ذات فهمیده اند یکے می گوید، که سر استوای فوقِ عرش از اسرار غامضه است، این از جمله اغلاطِ صوفیه است، و در نصفِ دائرهٔ فوقِ عرش سیرِ نفسی، قرار داده اند بلکه کمالِ سیرِ نفسی در دائرهٔ ولایتِ صغریٰ که محلِ ظهورِ توحید و اسرارِ معیت است، واضح می شود امام علیؑ لطریقهٔ حضرت

شاه نقشبند فرموده اند که اولیاء اللہ بعد از فنا و بقا هر چه می بینند، در خودی بینند، و هر چه می شناسند، در خودی شناسند، و حیرت ایشان در نفس خودست وَفِيْ أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ بزرگی می گوید:

دائرهٔ ولایتِ صغریٰ  
که عبارت از  
ظلالِ اسماء و صفات ست

۱- و حال آنکه نه چنین ست که گمان برده اند، بلکه امکان را واجب تصور کرده اند۔ لمصحح سلمه الله

تعالی

۲- تا بندست مرقون خود را و در نصفِ دائرهٔ فوقِ عرش سیرِ نفسی قرار داده اند۔ لمصحح سلمه الله تعالی

جاننا چاہیے کہ توحید و جود، ذوق و شوق، آہ نعرہ، بخود، استغراق، سماع، رقص، وجد و تاجد، اور اسرار معیت کا ظہور، یہ سب کے سب حالات لطیفہ قلب ہی کی سیر میں سالک پر وارد ہوا کرتے ہیں، اور قلب اول اول تو دائرہ امکان ہی میں سیر کیا کرتا ہے اور جذب حضور، جمعیت واردات کشف کوئی، کشف ارواح اور کشف عالم مثال اسی دائرہ امکان کے احوال میں سے ہیں، اور سیر عالم ملک یعنی ماتحت افلاک کی سیر اور عالم ملکوت یعنی ملائکہ و ارواح و بہشت و مافوق افلاک کی سیر بھی اس دائرہ میں ہی داخل ہے۔ بلکہ یہ تمام شعبہ اُس دائرہ کے نصف زیریں حصہ میں ہی دکھائی دیتے ہیں، اور اس کو سیر آفاقی کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور کامل حضور و جمعیت اور قوی قوی جذبے تو دائرہ ثانی یعنی دائرہ ولایت صغریٰ میں حاصل ہیں، اور دائرہ ثانی تجلیات افعالیہ اور اسماء صفات کے ظلال کی سیر کا نام ہے، اور دائرہ امکان کے نصف حصہ عالی کا، جو فوق العرش ہے، کیا حال ظاہر کرے، اُس مقام کی تنزیہ و لامکانیت کے باعث بعض نارسیدہ ناقص صوفیوں نے اُس مقام کو ہی ذات و صفات کا مرتبہ خیال کر لیا۔ حتیٰ کہ بعض نے کہا کہ استوئی علی العرش کا راز اسی مقام کے دقیقہ اسرار میں سے ہے۔ یہ منجملہ اُن کے اغلاط سے ہے، مشائخ نے اس کے نصف فوق العرش کو سیر نفسی قرار دیا ہے، بلکہ سیر نفسی تو کامل طور پر ولایت صغریٰ کے دائرہ میں ہی ظاہر ہوتی ہے، جو توحید و جود اور اسرار معیت کے ظہور کا محل ہے۔ امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند نے فرمایا کہ اولیاء اللہ فنا و بقاء کے بعد جو کچھ بھی دیکھتے ہیں، اپنے ہی آپ میں دیکھتے ہیں، اور کچھ بھی پہچانتے ہیں، اپنے ہی آپ میں پہچانتے ہیں۔ اور ان کی حیرت بھی اپنے ہی آپ میں ہے۔ آیہ کریمہ: وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ اسی کی طرف مُشر

ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں:



## بیت

ہچو نابینا بر ہر سوئے دست  
با تو در زیرِ گلیمِ ست ہر چہ هست

علامت رسیدنِ قلب در دائرہ ولایتِ صغریٰ آنست کہ توجہ فوقِ مضحک شدہ احاطہٗ شش جہت می فرماید و معیتِ بیچونی حضرت حق سبحانہ بادر اک بیچوں محیطِ خود و محیطِ ہمہ عالم می بیند و بعضی را اسرارِ توحید و جودی دست میدہد و منشاء اسرارِ توحید و جودی آنست، کہ بسبب کثرتِ عبادات و مجاہدات و ترکِ مالوفات و مرغوبات و دوامِ ذکر و فکر غلبہٗ عشق و محبت بسوئے محبوب حقیقی پیدا می شود، و دل را جذبے و توجہ بسوئے آنجنابِ قدس، و یدامی گردد، و این مجاہدات و ترکِ مالوفات کہ موافقِ اتباعِ حبیبِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واقع می شود، تصفیہ باطن از علایقِ ماسوائے میکند، و آئینہ دل را از زنگِ غفلت و ہوا از دودہ می فرماید تا بحدیکہ باطن را مرایائے عکوس و ظلالِ اسما و صفات واجبی میکند و چوں سالکِ بیچارہ و عاشقِ دل دادہ کہ نادیدہ بمحبوبِ خود تعشقی بہم رسانیدہ بود، عکوس و ظلال را عینِ محبوب تصور کردہ بشطحیاتِ تکلم فرماید و صورتِ محبوب در آئینہ باطن خود دیدہ بخند و دودِ ہوش شدہ خیالِ وصال در سرش مے افتد، حافظ شیرازیؒ می فرماید:

## بیت

عکسِ روئے تو چو در آئینہ جام افتاد  
عارف از پرتو می در طمعِ خام افتاد

وچوں از غایتِ عطشِ فرق در میانِ ظلِّ واصلِ نئے تواند کرد، لاجرم نعرہ اتحاد و عمیقیت از نہادش مے بر آید۔



بیت

نہ بن اندھا، نہ لے جاہر طرف ہاتھ، ساتھ تیرے جو ہے زیرِ گلیم۔

ولایت صغریٰ کے دائرہ میں قلب کے پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ فوق کی جانب کی توجہ تو جاتی رہے اور بجائے اُس کے جہات ستہ کا احاطہ کرے، اور حضرت حق سبحانہ کی بے کیف معیت کو بے کیف ادراک کے ساتھ اپنے آپ کا اور تمام عالم کا محیط تصور کرے، اور بعضوں کو تو حید و جود کی اسرار بھی اسی میں حاصل ہو جاتے ہیں، اور تو حید و جود کی اسرار کا منشا و سبب غالباً تو یہ ہوا کرتا ہے کہ عبادتوں اور مجاہدوں کی کثرت اور اشیاء مالوفہ و مرغوبہ کی ترک اور ذکر و فکر پر دوام اور ہمیشگی کے باعث محبوب حقیقی کے عشق و محبت کا غلبہ اور دل کو اُس جناب قدس کی طرف توجہ اور جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، اور یہ مجاہدے اور اشیاء مالوفہ کی ترک جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے موافق واقع ہو تو ماسوائے باطن کو صاف اور آئینہ دل کو غفلت اور ہوائے نفسانی کے زنگ سے پاک کر دیتے ہیں، حتیٰ کہ باطن کو آسمان و صفاتِ واجبی کے ظلال اور پرتوں کا آئینہ بنا دیتے ہیں۔ اور جب یہ بیچارہ سالک ولدادۂ عاشق کہ جس نے بے دیکھے اپنے محبوب سے تعشق پیدا کر لیا تھا، محبوب کے عکس اور ظلال کو محبوب کا عین خیال کر لیتا ہے، تو سکر یہ کلمات برخلاف شریعت زبان پر لاتا ہے، اور اپنے محبوب کی صورت اپنے باطن کے آئینہ میں دیکھ کر بخود و مدہوش ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کے باطن میں محبوب کے وصال کا پختہ پختہ خیال بیٹھ جاتا ہے۔ حافظ شیرانی فرماتے ہیں:

بیت

تیرے چہرے کا عکس جب پیالے شراب کے شیشے میں پڑا تو عارف کا دل شراب کے پرتو سے طع خام میں آ پڑا۔

اور جب نہایت درجہ کی پیاس کے مارے ظل اور اصل میں فرق نہیں کر سکتا، تو اب خواہ مخواہ اس کے وجود سے اتحاد اور عینیت کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔

## بیت

چوں عکسِ رخِ دوست در آئینہ عیاں شد  
بر عکسِ رخِ خویش نگارم نگراں شد

وغلبہ ایں دید بجائے رسید، کہ تعین و تشخیص خود نیز از نظرش مرتفع شدند اے  
سبحانی و انا الحق از باطنش بلند شد، و چون در حدیث قدسی واردست اَنَا عِنْدَ ظَنِّ  
عَبْدِي بِیْ مُوَافِقُ ظَنِّ اَوْ بَا و معاملہ خواہند فرمود، و چون صاحبِ ایں حالت از خود و  
بایستہائے خود فانی گشتہ است، از طعن و ملامت دور است، و داخلِ زمرہ اولیاء است و  
از مجذوبانِ حق است، بدانند کہ قبل از رسیدنِ قلب در دائرہ ثانی کہ مقامِ انکشاف  
توحید است، سخنانِ توحید گفتن و اعتقاد وحدت وجود نمودن خلافِ شریعت است، نمی  
بہی، کہ دعوتِ انبیاء عظام عَلَیْہِمُ السَّلَامُ بتوحید وجودی نیست، بلکہ احکامِ شریعت  
موقوف بر اثنیّت است، و کتاب و سنت ناطق است، بہ نفیِ معبوداتِ باطلہ و یگانہ  
داشتنِ معبودِ حقیقیِ عبادت و عوام را تخیل و مراقبہ توحید کردن غیر از خسارتِ دنیا و  
آخرت نمی افزاید، مشائخ وقت را خدا انصاف دہد، کہ ایں چنین اعتقادِ ملحدانہ  
بمہرِ یدانِ خود تلقین می فرمایند و ایں بیچارگان را از صراطِ مستقیم منحرف می سازند، صَلُّوْا  
فَاصْلُوْا صَاعُوْا فَاصْغُوْا.

## بیت

بخیر دے چند ز خود بے خبر  
عیب پسندند بزعمِ ہنر  
باد شوند از پیراغے رسند  
دود شوند از بدماغے رسند

بیت

جب دوست کے چہرہ کا عکس آئینہ کے اندر ظاہر ہوا تو میرا معشوق اپنے ہی چہرہ کا عکس دیکھنے لگا۔ اور یہ دید اس حد تک اُس پر غالب ہوئی کہ اُس کا اپنا تعین و تشخیص بھی اُس کی نظر سے اٹھ گیا۔

پھر تو کیا تھا، سبحانی وانا الحق کی ندا اُس کے باطن سے بڑے زور کے ساتھ گونجنے لگی اور چونکہ حدیث قدسی میں حق تعالیٰ کا بندہ کے ظن و گمان کے موافق ہونا وارد ہوا ہے، لہذا خدا کی طرف سے اس کے ساتھ اُس کے ظن کے مطابق ہی معاملہ کیا جائے گا۔ اور نیز چونکہ ایسی حالت والا اپنے آپ اور اپنی تمام خواہشوں اور ارادوں سے فانی ہو چکا ہے، لہذا وہ طعن اور ملامت سے بالکل دور ہے، اور اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل اور مجذوبانِ حق میں شامل ہے۔ جاننا چاہیے کہ دائرہ ثانی میں، جو توحید و جود کی انکشاف کا مقام ہے، قلب کے پہنچنے سے پہلے پہلے توحید کی باتیں کہنا اور وحدت و جد کا اعتقاد کرنا شریعت کے بالکل برخلاف ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ انبیاء عظام علیہم السلام خلقِ خدا کو توحید و جود کی دعوت ہرگز نہیں دیتے، بلکہ شریعت کے جملہ احکامِ دینی اور کثرت پر موقوف ہیں، اور کتاب و سنت بھی معبوداتِ باطلہ کی نفی اور معبودِ حقیقی کو عبادت میں یگانہ سمجھنے کے ساتھ ناطق ہے۔ عوام الناس کو توحید و جود کی مراقبہ و تخیل سے سوائے دنیا و آخرت کے خسارہ کے اور کچھ بھی حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کے مشائخ کو انصاف عطا فرمائے کہ اپنے مریدوں کو ایسا ملحدانہ اعتقادِ تعلیم فرماتے ہیں اور اُن پیچاروں کو راہِ راست سے منحرف کرتے ہیں۔ پہلے خود بہکے، پھر اوروں کو بہکایا۔ پہلے خود ضائع ہوئے، پھر اوروں کو ضائع کیا۔

بیت

چند بیوقوف جن کو اپنے آپ کی بھی ہوش نہیں، ہنر کے خیال سے عیب کو پسند کیے بیٹھے ہیں۔ کبھی کسی چراغ تک اُن کی رسائی ہو جائے تو ہوا ہو جائیں، کبھی کسی کے دماغ میں جا پہنچیں تو دھواں بن جائیں۔



باید دانست کہ بعضے سالکان را قبل از قطع دائرہ امکان بلکہ قبل از برآمدن لطیفہ از قالب حالتی شبیہ بتوحید وجودی و ہمہ اوست، ظاہری شود، و موجیش آنکہ تخیل مراقبہ توحید صورت توحید در تخیلہ ایشان متصور می شود، و چون این تخیل غلبہ می کند، بخنان توحید بے تحاشی می گویند، خصوصاً در اوقات سماع و آواز خوش و تار و نغمہ کہ در قلب حرارتی و ذوقی پیدا می شود، بے باک ترمی شوند و اشعار توحید شنیدہ خود را بہ حال قائلان آن اشعار می شناسند و نمی دانند کہ ارباب این احوال را آداب و شرائط است کہ دریں ہما مفقود اند، معظم ترین شرائط اتباع سنت سنیہ است، و اجتناب از بدعت نامرضیہ حکایات مشائخ متقدمین قَدْ سَنَّا اللّٰہُ تَعَالٰی بِاَسْرَارِہِمُ دروَرع و تقویٰ معروف است، و جمع را چونکہ سیر عنصر ہوائی دست میدہد، کہ این عنصر لطافتی دارد و در ذرات ممکنات ساریست، ایشان آنرا وجود حق تصور یدہ سخنان توحید بر زبان می آرند، نمی دانند کہ این سیر داخل دائرہ امکان است، و مقام توحید بعد از انقطاع این دائرہ است و برخ بے سبب انکشاف عالم ارواح و بیچونی آن عالم نسبت بہ عالم اجسام و احاطہ آن مر عالم اجسام را آن را قیوم عالم تصوری نمایند و آنرا بخندائی می پرستند دریں مقام بعضے اکابر را نیز اشتباہ واقع شدہ سلطان العارفین قدس سرہ می فرمایند سی سال روح را بخندائی پرستیدم و چون عنایت ایزدی شامل حال این بزرگواراں بود، ایشانرا از اں مقام ترقی واقع شدہ آنگاہ این اشتباہ را دانستند بدانند کہ روح از عالم امکان است، الا آنکہ بلا مکانیت تعلق دارد و رنگ بیچونی دارد اما نسبت بہ بیچون حقیقی از قسم چونت و از مخلوقات حق است سُبْحَانَهُ کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیثِ التَّحْقِیْقِ و تفصیل این اشتباہات

۱۔ وکان اللہ ولم یکن معہ شیء. لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ



جاننا چاہیے کہ بعضے سالکوں پر دائرہ امکان طے کرنے سے قبل بلکہ قالب سے لطیفہ برآمد ہونے سے بھی پیشتر ایک حالت توحید و جودی اور ہمہ اوست کے مشابہ وارد ہو جایا کرتی ہے۔ اس کا سبب اور منشا یہ ہوا کرتا ہے کہ توحید و جودی کے مراقبہ کا تخیل کرنے سے توحید و جودی کی صورت اُن کی قوت متخیلہ میں منقش ہو جاتی ہے، اور اس تخیل کے غلبہ کے وقت توحید کے سخن وہ بے تحاشا کہنے لگتے ہیں، خصوصاً سماع و دلکش آواز و تار و نغمہ کے سننے کے وقت، جب اُن کے قلب میں ایک نوع کی حرارت کا ذوق و شوق پیدا ہو جاتا ہے تو اُس وقت زیادہ بیباک ہو جاتے ہیں اور توحید کے شعر سُن کر اپنے آپ کو اُن اشعار کہنے والوں کے ہم حال خیال کر لیتے ہیں۔ یا اُن کو معلوم نہیں کہ ان حالات والوں کے لیے چند ایک آداب و شرائط ضروری و لا بدی ہیں، جو اُن بے معنی لوگوں میں بالکل مفقود ہیں۔ اُن کے اہم ترین شرائط میں سے ایک بہت بڑی لازمی شرط سنت صحیحہ پر چلنا اور بدعت غیر پسندیدہ سے بچنا ہے۔ تقویٰ، پرہیز گاری و عانت احتیاط کے بارہ میں مشائخ متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ کے قصص و حکایات مشہور و معروف ہیں (اُن سب کو اپنا نصب العین بنانا چاہیے)۔ غصہ ہوائی جو نہایت ہی لطیف اور ممکنات کے تمام ذرات میں سرایت کیے ہوئے ہے، بعضوں کو جب اُس کی سیر کا اتفاق پڑتا ہے تو یہ لوگ اُس کو وجود حق خیال کر کے توحید و جودی کی باتیں زبان پر لانے لگتے ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ یہ سیر تو دائرہ امکان میں داخل ہے، اور توحید و جودی کا مقام تو اس دائرہ کے انقطاع کے بعد آتا ہے، اور کچھ لوگ عالم ارواح کے انکشاف و ظہور کے باعث اور عالم اجسام کی نسبت اُس کے پیچوں و بے کیف ہونے کے سبب اور عالم اجسام پر اُس کے احاطہ کرنے کی وجہ سے اُس (عالم ارواح) کو تمام جہان کا قیوم (نگہبان) خیال کر لیتے ہیں، اور اُسی کو نعوذ باللہ خدا سمجھ کر پوچھنے لگتے ہیں۔ اس مقام میں بعضے اکابر کو بھی اشتباہ واقع ہوا ہے۔ سلطان العارفین (شیخ بایزید بسطامی) قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک روح کو خدا سمجھ کر پوچھا رہا۔ اور چونکہ عنایت خداوندی ان بزرگوں کے شامل حال تھی لہذا ان کو اس مقام سے جب ترقی حاصل ہوئی تو اس اشتباہ کو

در مکاتیب شریفه حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ  
با انکشاف تمام موجودست راقم گوید کہ چند سال بندہ را ایں چنین مغالطہ در پیش آمدہ  
است و قبل از رسیدن در مقام توحید سخنان خلاف شرع از زبانش سر میزدہ  
اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ بدانند کہ صوفیہ علیہ کہ احوال توحید دارند، و  
یوحدت وجود قائل اند، پنج مراتب وجود را معین کردہ اند، و حضرات خمس نیز مینامند،  
مرتبہ اولی را وحدت می گویند، و در ایں مرتبہ تعین اول کہ تعین علمی اجمالی ست  
اثبات می نمایند یعنی اول تعین کہ بر احدیت مجرہ متعین شدہ ہمیں تعین است، و ایں  
مرتبہ را تعین اول و حقیقۃ الحقائق و حقیقت محمدی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم می  
فرمایند، و مرتبہ لاہوت نیز می گویند و مرتبہ ثانیہ را احدیت و تعین ثانی می گویند، و  
ایں مرتبہ را مرتبہ تفصیل اسماء و صفات حضرت حق و مرتبہ حقائق جمیع ممکنات می گویند و  
ایں مرتبہ را مرتبہ جبروت می گویند و ایں ہر دو تعین را در مراتب وجوب اثبات می  
کنند، و مرتبہ ثالثہ را مرتبہ عالم ارواح ملکوت می شمارند، و مرتبہ رابعہ را مرتبہ عالم مثال  
و مرتبہ خامسہ را مرتبہ عالم اجسام و ناسوت قرار دادہ اند و ایں مراتب سہ گانہ را  
مراتب امکانی گفتہ اند، و احکام یک مرتبہ را بر مرتبہ دیگر ثابت کردن پیش ایشان  
زندقہ است۔

بیت

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد  
گر حفظ مراتب کنی زندیقی

انہوں نے معلوم کر لیا۔ واضح رہے کہ روح درحقیقت عالم امکان سے ہے، مگر لامکانیت سے تعلق ضرور رکھتی ہے۔ اور ایک نوع کی پیپونی بھی اس کو حاصل ہے، لیکن پیپون حقیقی کی بہ نسبت یہ چوں کی قسم اور خدائے تعالیٰ کی مخلوق اور پیدائش سے ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ رہی ان اشتباہات کی پوری تحقیق و تفصیل، سو وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاتیب شریفہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ مذکور ہے (وہاں ملاحظہ کریں)۔ راقم (مصنف رسالہ) کہتا ہے کہ چند سال تک بندہ کو بھی یہی مغالطہ پیش آیا، اور توحید کے مقام میں پہنچنے سے قبل ہی شریعت کے برخلاف کچھ کلمے میری زبان سے سرزد ہوتے رہے، تو بہ استغفار۔

جاننا چاہیے کہ توحید و جود کی کے احوال کے ساتھ متصف اور وحدت وجود کے قائل صوفیوں نے وجود کے پانچ مرتبے معین کیے ہیں۔ اُن کو حضرات خمس کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ پہلے مرتبہ کو وحدت کہتے ہیں، اور اسی مرتبہ میں تعین اول، جو تعین علمی اجمالی ہے، ثابت کرتے ہیں۔ یعنی وہ سب سے پہلا تعین (تقید و اختصاص) جو احدیت مجرّدہ کو لاحق ہوا ہے، یہی تعین ہے اور اسی مرتبہ کو تعین اول اور حقیقۃ الحقائق اور حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرتبہ لاہوت بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرے مرتبہ کو واحدیت اور تعین ثانی کہتے ہیں اور اس مرتبہ کو حضرت حق کے اسما و صفات کی تفصیل کا مرتبہ اور تمام ممکنات کے حقائق کا مرتبہ اور مرتبہ جبروت بھی کہا جاتا ہے۔ اور ان ہر دو تعین کو مراتب وجوب میں ثابت کرتے ہیں۔ اور تیسرے مرتبہ کو عالم ارواح و ملکوت کا مرتبہ شمار کرتے ہیں۔ اور چوتھے مرتبہ کو عالم مثال کا مرتبہ اور پانچویں مرتبہ کو عالم اجسام و ناسوت کا مرتبہ قرار دیا ہے۔ اور ان تین مؤخر الذکر مراتب کو امکانی مراتب کہا ہے۔ اور ایک مرتبہ کے احکام دوسرے مرتبہ کے لیے ثابت کرنا اُن کے نزدیک سوائے زندقہ اور بے دینی کے اور کچھ بھی نہیں۔ بیت:

وجود کا ہر مرتبہ جدا جدا حکم رکھتا ہے، اگر تو مراتب کی رعایت ملحوظ نہ رکھے تو تُو بے

دین و لحد ہے۔



یعنی اسم یک مرتبہ واحکام او بر مرتبہ دیگر اطلاق نمودن و جاری ساختن کفرست  
صریح مثلاً در مرتبہ ناسوت کہ نام آن مرتبہ انسان ست، و حکم او عجز و بیچارگی و عابدیت  
ست، و در مرتبہ وحدت کہ نام آن مرتبہ اللہ و حکم او استغنا و بے نیازی و معبودیت ست،  
ایں ہر دو اسما و احکام را یکے ساختن نزدِ صوفیہ محققین کفر محض و ارتدادِ صرف ست بشنو بشنو  
کہ چوں ایں مراتب خمسہ را بہ تعمق نظر فکر نموده میشود ہمہ داخل دائرہ ولایت صغریٰ مشہود  
می گردد، وَ الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ زیرا کہ چوں لطائف خمسہ را سیر تفصیلی واقع می  
شود، اول گذر ایشان در دائرہ امکان واقع خواہد شد، و عالم اجسام و ارواح و ملکوت و  
مثال کہ ہمہ داخل دائرہ امکان اند، مشہود سا لک خواہند شد، بعد از قطع ایں دائرہ چونکہ  
عروج خواہد شد، در دائرہ ولایت صغریٰ قدم خواہد نہاد، و در ایں دائرہ سیرِ ظلال اسماء و  
صفات واقع می شود و ایں ظلال در نظر سا لک عین اسماء و صفات مشہود می گردد، و چوں ہر  
نقطہ از ایں دائرہ از مبداء خود ناشی ست، چونکہ بعد از قطع تفصیلے بآں نقطہ اجمالی خواہد  
رسید آں نقطہ را حقیقت محمدی و تعین اول کہ تعین علمی ست، میدانند، و فوق آں نقطہ ذات  
بخت و احدیت مجرہ خیال میکند تعالی اللہ عَنْ ذَالِکَ عَلُوًّا کَبِیْرًا.

بیت

عنقا شکار کس نشود دام باز چین

کاینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

باید دانست، کہ ایں دائرہ ظلال اسماء و صفات مبداء تعین جمع ممکنات ست  
سوائے انبیاء عظام و ملائکہ کرام عَلَیْهِمُ السَّلَامُ بدانکہ ہر فردے از افراد عالم را از  
جناب الہی علی التواتر و التوالی فیوض تازہ میرسد، از قسم وجود و حیات و نعمت ہائے  
دیگر کہ تعداد آں از احاطہ بشری بیرون ست، و آں فیوض بتوسط صفات و ظلال آں



یعنی ایک مرتبہ کا اسم دوسرے مرتبہ پر بولنا اور ایک مرتبہ کا حکم دوسرے مرتبہ پر جاری کرنا بالکل صریح کفر ہے۔ مثلاً ناسوت کے مرتبہ کا نام انسان ہے، اور اُس کا حکم عجز و نیاز اور عبادت کرنا ہے، اور وحدت کے مرتبہ کا نام اللہ ہے اور اس کا حکم بے پروائی اور بے نیازی اور معبود ہونا ہے۔ سو ان دونوں اسموں اور حکموں کو ایک بنادینا محققین صوفیہ کے نزدیک بلاشبہ کافر اور مرتد ہو جانا ہے۔ یہاں سنو سنو کہ ان پانچ مرتبوں کو جب نظر غائر سے دیکھا جائے تو یہ سب کے سب ولایت صغریٰ ہی کے دائرہ میں داخل معلوم ہوتے ہیں۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ سیر تفصیلی کے وقت لطائف خمسہ کا گزراؤ لا دائرہ امکان میں ضرور ہوگا تو عالم اجسام و عالم ارواح و عالم ملکوت و عالم مثال جو دائرہ امکان میں داخل ہیں، سب کے سب سالک کے مشاہدہ میں آئیں گے۔ پھر اس دائرہ کے طے کرنے کے بعد چونکہ لطائف کو عروج ہوگا تو سالک اس عروج کے وقت ولایت صغریٰ میں قدم رکھے گا، اور اس دائرہ میں اسما و صفات کے ظلال کی سیر اُس کو حاصل ہوگی، اور یہ ظلال سالک کی نظر میں اسما و صفات کا عین دکھائی دیں گے، اور چونکہ اس دائرہ کا ہر نقطہ اپنے مبدا و منشا سے ناشی و حاصل ہوا ہے، لہذا سیر تفصیلی قطع کرنے کے بعد اُس نقطہ اجمالی پر جب نظر پڑے گی تو اُس نقطہ کو حقیقت محمدی اور تعینِ اول (جو تعین علمی ہے) سمجھے گا، اور اُس نقطہ کو ذات محض اور احدیث مجرّده خیال کرے گا (اللہ تعالیٰ تو اس سے کہیں برتر ہے)۔

بیت

اٹھالے جال عنقا کب کسی کے ہاتھ آتا ہے

لگاتا ہے یہاں جو جال خالی ہاتھ جاتا ہے

جاننا چاہیے کہ یہ اسما و صفات کے ظلال کا دائرہ سوائے انبیاء و عظام اور ملائکہ کرام علیہم السلام کے تمام ممکنات کا مبدا تعین ہے، اور نیز یہ امر بھی معلوم رہے کہ افراد عالم کے ہر ہر فرد کو جناب الہی سے پے درپے اور متواتر نوبہ نو فیوضات پہنچتے رہتے ہیں، جیسے وجود و حیات اور دیگر بہت سی نعمتیں، جن کی تعداد احاطہ بشریٰ سے خارج ہے، اور یہ تمام فیوض صفات اور

واسطہ اندر میان مخلوقات و ذات حق اگر ایس اسماء و صفات نمی بودند، عالم کہ معدوم محض بود، وجود و بقا نمی یافت، زیرا کہ حضرت ذات کہ بکمال استغنا موصوف ست بعالم مناسبہ ندارد اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ پس ہر شخصے از اشخاص عالم را از ظلے از ظلال صفات کہ آن ظلال لاتناہی ست، فیوض و کمالات میرسد و آن ظل را مبداء تعین و حقیقتِ ای شخص می گویند، و عین ثابت نیز می نامند آنکہ صوفیہ گفتہ اند، الطَّرُقُ اِلَى اللّٰهِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ اشارت بہمیں ظلال ست، و چوں لطیفہ داخل دائرہ ولایتِ صغریٰ شد در اصل و حقیقتِ خود فانی و مستہلک خواہد شد، و بقا بآن حقیقت خواہد یافت، پس فناءِ لطیفہٴ قلب در تجلی فعلی خواہد شد، دریں وقت افعال خود و افعال جمیع مخلوقات از نظرش محو ہند بود، و بجز فعل یک فاعل حقیقی در نظرش نخواہد آمد، ولایتِ ایں لطیفہ را ولایتِ حضرت ابوالبشر آدم عَلَیْہِ السَّلَام می فرمایند، پس سالکے کہ از راہ ایں ولایت داخل مقصود شود او را آدمی المشرّب می گویند، و فناءِ لطیفہ روح در صفاتِ ثبوتیہ حق سبحانہ می شود، دریں وقت سالک صفاتِ خود را از خود و صفاتِ جمیع مخلوقات را از جمیع مخلوقات مسلوب ساختہ حضرت حق سبحانہ منسوب خواہد دید، و چوں وجود کہ اصل جمیع صفات است وجود را از خود و از جمیع ممکنات نفی ساختہ اثبات آنرا غیر از حضرت حق سبحانہ نخواہد کرد، لا جرم بتوحید و جودی قائل خواہد شد، و ولایتِ ایں لطیفہ را ولایت

۱۔ بدانکہ لطائف عالم امر را بہ چند تنبیر ایں علیہم الصلوٰۃ والسلام مرحمت فرمودہ اند،

لطیفہ قلب را حضرت آدم و لطیفہ روح را حضرت نوح و حضرت ابراہیم و لطیفہ سر را حضرت موسیٰ و لطیفہ خفی را حضرت عیسیٰ و لطیفہ انہی را حضرت محمد رسول اللہ علیہ و علیہم افضل الصلوٰات والتسلیمات۔<sup>لمصحی سلمہ اللہ تعالیٰ</sup>

۲۔ از حیات و علم و قدرت و ارادہ و کلام و سمع و بصر و تکوین۔<sup>لمصحی سلمہ اللہ تعالیٰ</sup>

ان کے ظلال کی وساطت سے مخلوقات اور ذات حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں۔ اگر یہ اسماء و صفات نہ ہوتے تو یہ عالم جو معدوم محض تھا، ہرگز وجود و بقانہ پاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ کی ذات پاک جو کمال استغنا اور بے پروائی کے ساتھ موصوف ہے، اس کو عالم کے ساتھ فی حد ذاتہا تو کسی قسم کی بھی مناسبت نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ۔ (بے شک خدائے تعالیٰ تمام عالموں سے بے نیاز ہے)۔ پس اشخاص عالم سے ہر ایک شخص کو صفات کے غیر متناہی ظلال میں سے کسی ایک ظل سے فیوض و کمالات پہنچتے ہیں۔ اُس ظل کو اُس شخص کا مبدئ تعین اور اُس کی حقیقت اور اُس کا عین ثابتہ بھی کہتے ہیں۔ صوفیہ کرام کا یہ قول (اللہ تعالیٰ کی طرف موصل راستے انفاس خلائق کے شمار کے برابر ہیں) انہی ظلال کی طرف اشارہ ہے۔ اور لطائف خمسہ میں سے جب کوئی لطیفہ ولایت صغریٰ کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے تو اپنے اصل اور اپنی حقیقت میں فانی اور نیست و نابود ہو کر اُس اپنی حقیقت کے ساتھ بقا حاصل کر لیتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ لطیفہ قلب کی فنا فعلی تجلی میں ہوگی۔ اس وقت سالک کے اپنے اور تمام مخلوقات کے فعل اُس کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں، اور بجز ایک فعل فاعل حقیقی کے اُس کی نظر میں اور کچھ بھی نہیں آتا، اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں۔ پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے مقصود کو پائے، اُس کو آدمی المشرّب کہا جاتا ہے، اور لطیفہ روح کی فنا حق سبحانہ کی صفات ثبوتیہ میں ہوتی ہے۔ اس وقت سالک اپنے صفات کی اپنے آپ سے اور تمام مخلوق کے صفات کی تمام مخلوق سے نفی کر کے صرف حق سبحانہ کی طرف ہی منسوب دیکھے گا اور سالک جب وجود کی، جو تمام صفات کی اصل ہے، اپنے آپ سے اور تمام ممکنات سے بھی نفی کر کے بجز حضرت حق سبحانہ کے اور کسی کے لیے بھی ثابت نہیں کرے گا، تو اُس وقت خواہ مخواہ توحید و جود کا قائل و معتقد ہو جائے گا۔ اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی ولایت قرار دیتے ہیں۔ اور جو سالک کہ اس ولایت کے راستے سے اصل مقصود ہوا، اُس کو ابراہیمی المشرّب کہا جاتا ہے۔ اگر



حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام می فرمایند پس سائل کہ از ین راہ ولایت و اصل خواہد شد، اور ابراہیمی المشرک می گویند اگر سائل سوال کند، کہ تو توحید و جودی را در لطیفہ روح کہ ولایت ابراہیمی ست ارقام نمودی یا آنکہ حضرت خلیل علیہ السلام دائرہ نفی را بہ تمام و کمال طے فرمودہ و بیچ دقیقہ از دقائق شرک فرو نگذاشتہ، لَا أُحِبُّ الْأَفْلَیْنِ گویاں متوجہ حضرت ذات مجرہ کہ وراء الوراہ ست گشتہ فرمودند اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلذِّیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ جواب آں بچند وجہ گفتہ میشود، جواب اول آنکہ در لطیفہ روح اگر چہ توحید و جودی منکشف شود، لیکن ایں توحید نہ مثل توحید ست کہ در سیر لطیفہ قلب واضح شدہ بود، کہ آنجا وجود ممکنات را از غلبہ محبت وجود حضرت حق سبحانہ می یافت و ایں جا وجود را کہ خیر محض و بابرکت صرف است، غیر از حق سبحانہ را اثبات نمی کند، و ممکنات را عدم محض و ناچیز صرف می یابد، عدم را وجود انگاشتن و وجود را بر عدم محمول ساختن از کمال غلبہ سکرو بے شعوری گشت۔

بیت

نہ آں ایں گرد دونی ایں شود آں

ہمہ اشکال گردد بر تو آساں

جواب دوم آنکہ انس از خواص روح ست، سائل کہ را در ین مقام انس خاص بحق سبحانہ پیدائی گردد، ضرورۃً تلو از ہمہ بر تافتہ، متوجہ محبوب خود کہ حضرت ذات ست می

۱۔ پس شان شان از ین توحید بدر جہا علی موفوق ست۔ لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

۲۔ پس آں شایاں شان شان نبود بلکہ نقصان داشت اما ایں نہ چنین ست۔

۳۔ و امریکہ بے اختیار بوتوق در آید زیانے ندارد۔ لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ



کوئی سائل سوال کرے اور کہے کہ تو نے تو حید و جود کی کو لطیفہ روح میں، جو ولایت ابراہیمی ہے، لکھ دیا ہے، حالانکہ حضرت خلیل علیہ السلام نے تو دائرہ نفی پورا پورائے فرمالیا، اور دقائق شرک سے کوئی ایک دقیقہ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ اور لَا أَحَبُّ الْأَفْلِسَيْنِ (میں دوست نہیں رکھتا چھپ جانے والوں کو) کہتے ہوئے حضرت ذات مجردہ کی طرف، جو پرے سے پرے ہے، متوجہ ہو کر فرمایا، اِنِّیْ وَجْهْتُ وَجْهَیْ... (بیشک میں نے متوجہ کیا اپنا چہرہ اُس کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب کی ایک طرف ہو کر اور میں نہیں شریک کرنے والوں سے)۔ اس سوال کا جواب کئی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

پہلا جواب یہ ہے کہ لطیفہ روح میں گو تو حید و جود بھی منکشف ہوتی ہے، مگر یہ تو حید اُس تو حید کی مانند ہرگز نہیں، جو لطیفہ قلب کی سیر میں ظاہر ہوئی تھی کیونکہ سالک اُس جگہ پر ممکنات کے وجود کو مارے محبت کے حضرت حق سبحانہ کا وجود ہی پاتا تھا، اور اُس جگہ وجود کو، جو بالکل خیر ہی خیر اور برکت ہی برکت ہے، سوائے حق سبحانہ کے اور کسی دوسرے کے لیے ثابت ہی نہیں کرتا، اور ممکنات کو تو عدم محض اور بالکل ناجیز ہی اعتقاد کرتا ہے، عدم کو وجود خیال کرنا اور وجود کو عدم پر محمول کرنا سکر کے کمال غلبہ اور بے شعوری سے ناشی ہے۔

بیت

نہ وہ یہ ہونہ یہ وہ ہو، سبھی اشکال ہوں آسان تجھ پہ اے یار۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اُنس و محبت روح کی ایک خاص خاصیت اور لازمی صفت ہے، بناء علیہ سالک کو اس مقام میں حضرت حق سبحانہ کے ساتھ ایک خاص قسم کا اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر تو خواہ مخواہ سب سے منہ پھیر کر اپنے محبوب حضرت ذات ہی کی طرف متوجہ ہونا اس کا لازمی فرض ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ولایت، ولایت کبریٰ ہے۔ وہاں پر حضرت حق سبحانہ کے اسما، صفات و شیونات کا قرب سالک کو میسر آتا ہے، اور اس ولایت کے حالات کا محل ورود لطیفہ نفس ہے، اور اس ولایت میں تو حید شہودی اور دوسرے معارف و

شود، جواب سوم آنکه ولایت انبیاء کرام عَلَیْهِمُ السَّلَامُ ولایت کبریٰ است، که در آنجا قرب اسما و صفات و شیونات حضرت حق است و مورد احوال آن ولایت لطیفه نفس است و آنچه در آن ولایت متکشف می شود، توحید شهودیت و معارف دیگر نه توحید وجودی که انکشاف آن در قرب ظلال اسما و صفات است، نه عین آنها و آنچه ولایت لطائف عالم امر را منسوب بحضرات انبیاء عَلَیْهِمُ السَّلَامُ می فرمایند معنیش آنست، که قریبکه لطائف خمسہ عالم امر را حاصل می شود، ظل قربی است که انبیاء را در مقام اصل حاصل شده است مثلاً قربی که در لطیفه روح حاصل می شود ظل قرب ولایت خلیلی است، و قس علیٰ هذا جواب چهارم آنکه اگر چه ولایت لطیفه روح ولایت خلیلی است عَلَیْهِ السَّلَامُ لیکن در مقام نبوت آنحضرت را شانه است، که بعد از حضرت خاتمیت صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ افضل انبیاء شده اند، و معارف مقام نبوت بمعارف ولایت پنج مناسبته ندارد، بلکه صاحب مقام نبوت را از معارف توحید وجودی هزاراں ننگ و عارست، بر سر اصل سخن رویم و گوئیم که فناء لطیفه سر در شیونات ذاتیه حضرت حق می شود، و درین مقام سالک ذات خود را در حضرت حق سبحانه مضحل می یابد ولایت این لطیفه را ولایت حضرت موسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ می گویند، پس سالکی که ازین راه ولایت واصل مقصود شود، او را موسوی المشرّب خواهند گفت و فناء لطیفه خفی در صفات سلبيه او تعالیٰ ست درین مقام سالک تفرید جناب کبریا از جمیع مظاهری فرماید و ولایت این لطیفه را ولایت حضرت عیسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ می گویند، پس سالکی که ازین راه ولایت واصل می شود، او را عیسوی المشرّب خواهند گفت، راقم گوید غنی عنه در ابتدا مناسبت خود بحضرت عیسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ دریافت کرده مبداء تعین خود را اسم الحی معلوم کرده بودم بعد از مدت بسیار بخد مت مبارک حضرت پیر دستگیر خود عرض کردم که مناسبت خود بجناب

علوم کا انکشاف و ظہور ہوتا ہے، نہ کہ توحید و جود کی کا، کیونکہ اُس کا انکشاف تو اسماء و صفات کے ظلال کے قُرب میں ہوا کرتا ہے، نہ کہ اسماء و صفات کے عین میں، اور لطائف خمسہ عالم امر کی ولایت جو حضرات انبیاء علیہم السلام کی جانب نسبت کرتے ہیں، اُس سے یہ مراد ہے کہ لطائف خمسہ عالم امر کو جو قُرب حاصل ہوتا ہے، وہ اُس قُرب کا ظِل ہے جو کہ انبیاء کرام کو مقام اصل میں حاصل ہوا ہے۔ مثلاً جو قُرب کہ لطیفہ روح میں حاصل ہوتا ہے، وہ ولایت خلیلی کے قُرب کا ظِل ہے، اور اسی پر دوسروں کو بھی قیاس کر لے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ گولطیفہ روح کی ولایت خلیلی ولایت ہے مگر مقام نبوت میں حضرت خلیل علیہ السلام کی ایک شان و بزرگی ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرے سب انبیاء کی نسبت افضل ہیں اور مقام نبوت کے معارف و علوم ولایت کے علوم و معارف کے ساتھ تو کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے، بلکہ مقام نبوت کے صاحب کو تو توحید و جود کی معارف و علوم سے ہزار ہا ننگ و عار ہے۔ اب ہم اصل بات کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ لطیفہ سر کی فنا حضرت حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ میں ہوتی ہے اور اس مقام میں سالک اپنی ذات کو حق سبحانہ کی ذات میں گم و نیست و نابود پاتا ہے۔ اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں۔ پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستے واصل مقصود ہو، اُس کو موسوی المشرّب کہا جاتا ہے، اور لطیفہ خفی کی فنا اللہ تعالیٰ کی سلبیہ صفات میں ہوتی ہے۔ سالک اس مقام میں جناب کبریا حق جل و علا کو تمام مظاہر سے جدا و ممتاز پاتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں۔ پس جو سالک اس ولایت کے راستے سے مقصود و مراد تک پہنچے، اُس کو عیسوی المشرّب کہیں گے۔ راقم الحروف غفی عنہ (مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے کہ شروع شروع میں میں نے اپنی مناسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریافت کر کے اپنا مبداء تعین اسم الحی معلوم کیا تھا۔ پھر ایک مدت دراز کے بعد اپنے حضرت پیر و شگیر کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ میں اپنی مناسبت جناب حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ



حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیه الصلوٰۃ والسلام دریافت نموده ام، آنحضرت توجہ فرمایند، کہ از ولایت عیسیٰ بولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فائز شوم آنحضرت ارشاد کردند کہ ما توجہ میکنیم، تو نیز متوجہ باش الحال از برکت توجہ ایشان امید دارم کہ ترقی شدہ باشد، وفاء لطیفہ انہی در مرتبہ شان الہی است کہ جامع این ہمہ مراتب است دریں مقام سالک مطلق باخلاق الہی می شود، بدانکہ حضرت امام ربانی رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ تہذیب لطائف جدا جدائی فرمودند لیکن فرزند گرامی آنحضرت اعی حضرت ایشان محمد معصوم رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ و خلفائے ایشان راہ کوتاہ ساختہ تہذیب لطیفہ قلب فرمودہ بہ تہذیب لطیفہ نفس می پردازند، کہ در ضمن این ہر دو لطیفہ لطائف اربعہ را تہذیب بہ ہم میرسد، لیکن جناب مبارک حضرت پیر دستگیر قلبی و روحی فدای ہمہ لطائف توجہی فرمایند، بندہ را بمراقبہ ہر یک لطیفہ جدا جدا نیز امر فرمودہ اند، چنانچہ مراقبہ قلب را بایں طریق فرمودند، کہ قلب خود را مقابل قلب مبارک حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم بجناب الہی عرض باید کرد، کہ فیض تجلی افعالی کہ از قلب مبارک حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقلب حضرت آدم علیہ السلام رسیدہ است، در قلب من برسد، و قلوب مشائخ کرام را کہ تا آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وساطت فیض اند مانند عینک باید داشت و بچنین لطیفہ روح خود را مقابل روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داشتہ بجناب الہی عرض نماید، کہ فیض تجلیات صفات ثبوتیہ کہ از روح مبارک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بروح حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام رسیدہ است، در لطیفہ روح من فائز شود و ہم چنین لطیفہ سر خود را مقابل سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داشتہ عرض کند، کہ الہی فیض شیونات ذاتیہ حضرت حق کہ از لطیفہ سر مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ



والسلام کے ساتھ پاتا ہوں۔ آپ حضور توجہ فرمائیں کہ عیسوی ولایت سے منتقل ہو کر ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فائز المرام ہو جاؤں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہم توجہ کریں گے تو بھی متوجہ رہ۔ اب پیردنگیر کی بابرکت توجہ سے میں امید رکھتا ہوں کہ ترقی واقع ہوئی ہوگی اور لطیفہ انہی کی فنا شان الہی کے اُس درجہ و مرتبہ میں ہے جو ان تمام مراتب پر مشتمل اور سب کا جامع ہے۔ سالک اس مقام میں واصل ہو کر اخلاق الہی کے ساتھ مخلوق ہو جاتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لطائف کی تہذیب جدا جدا فرمایا کرتے تھے۔ مگر آپ کے فرزند گرامی حضرت ایشاں خولجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے خلفاء نے راستہ کوتاہ کر دیا ہے۔ شروع ہی سے لطیفہ قلب کی تہذیب فرما کر لطیفہ نفس کی تہذیب کے درپے ہو جاتے ہیں، کیونکہ ان دونوں کی تہذیب کے ضمن میں ہی باقی چار لطیفوں کی تہذیب بھی بہم پہنچ جاتی ہے۔ لیکن جناب مبارک حضرت پیردنگیر (میرادل و جان اُن پر قربان) تمام لطائف پر توجہ فرماتے ہیں، اور اپنے غلام (مصنف رسالہ) کو ہر ایک لطیفہ کے مراقبہ کا جدا جدا بھی حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ قلب کے مراقبہ کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ سالک اپنے قلب کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کے (رو برو) رکھ کر جناب الہی میں یوں عرض کرے کہ الہی! تجلی افعالی کا فیض جو حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے حضرت آدم علیہ السلام کے قلب میں پہنچا ہے، وہ میرے قلب میں پہنچے۔ اور دعا کے اثناء میں تمام مشائخ کرام کے قلوب کو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک، جو فیض کا واسطہ اور ذریعہ ہیں، عینک کی مانند خیال کرے۔ اور اسی طرح اپنے لطیفہ روح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے رو برو رکھ کر جناب الہی میں یوں عرض کرے کہ خداوند! اپنے صفات ثبوتیہ کے تجلیات کا فیض جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سے حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام کی روح کو پہنچا ہے، وہ میرے لطیفہ روح میں پہنچے۔ اور اسی طرح اپنے لطیفہ سر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے مقابل تصور کر کے یوں دعا کرے کہ الہی! اپنے شیونات ذاتیہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ در سر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ نَبِیِّنَا وَعَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رسیدہ است، در سر من برسد، بعد از اں لطیفہ خفی خود را مقابل لطیفہ خفی حضرت رسالت پناہی دارد، و عرض کند، کہ الہی فیض تجلیات صفات لسلبیہ کہ از خفی مبارک آنحضرت بخفی حضرت عیسیٰ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ رسیدہ است، در لطیفہ خفی من فالض شود من بعد لطیفہ آنخی خود را مقابل لطیفہ آنخی حضرت رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ داشتہ عرض کند، کہ الہی فیض تجلیات شان جامع خود را کہ در آنخی آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رسانیدہ در آنخی من برساں، باید دانست کہ ولایت ایں لطائف ہمہ در دائرہ ولایت صغریٰ می شود بلکہ ایں لطائف را عروج تا بدائرہ اولیٰ ولایت کبریٰ نمی شود، بدانکہ چنانچہ در دائرہ امکان مراقبہ احدیت می کنند ہم چنان در ولایت صغریٰ بمراقبہ معیت کہ مفہوم آیہ شریفہ وَهُوَ مَعَكُمْ اِنَّ مَا کُنْتُمْ است می فرمایند و تمام شدن سیر دائرہ امکان را اگر کشف دارد، خود خواہد دانست، یا شیخ صاحب کشف خواہد گفت، و اگر ہر دو کشف نہ دارند، پس باید، کہ جمعیت قلب خود را ملاحظہ نمودہ باشد اگر بے خطرگی یا کم خطرگی کہ خطرہ مانع حضور نشود، تا بچہا رگھڑی کامل برسد، پس مراقبہ معیت شروع باید نمود و معیت او تعالیٰ را با خود و بہمہ لطائف و عناصر خود بلکہ با ہر ذرہ از ذرات ممکنات ملحوظ باید داشت، تا معیت بپوئی او تعالیٰ با دراک بپوین مدرک شود، و جہات تسستہ را احاطہ نماید و توجہ و حضور کہ پیدا شدہ بود رو با ضحلال آرد، آنوقت شروع در ولایت کبریٰ کہ ولایت انبیائے کرام است و دائرہ اسما و صفات و شیونات حضرت حق ست می فرمایند۔

۱۔ مانند آنکہ خدائے تعالیٰ از ہر عیب و نقصان پاک است نہ زمانی ست نہ مکانی نہ جسم دارندہ مادہ وغیرہ وغیرہ لیس کمثلہ شی و هو السميع البصير۔ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

۲۔ کہ متضمن سہ دائرہ و یک قوس است۔ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

۳۔ یعنی فوق تحت قدام خلف یمن و یسار

کافیض جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ سر مبارک سے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر میں پہنچا، میرے سر میں پہنچے۔ بعد ازاں اپنے لطیفہ خفی کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ خفی کے روبرو خیال کر کے عرض کرے کہ الہی! اپنے تجلیات صفات سلبیہ کافیض جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خفی مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خفی میں پہنچا ہے، وہ میرے لطیفہ خفی میں فائض ہو۔ پھر اپنے لطیفہ انہی کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی شریف کے سامنے رکھ کر عرض کر کہ الہی! اپنی شان جامع کی تجلیات کافیض جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انہی شریف میں تو نے پہنچایا ہے، میرے انہی میں پہنچا۔

جاننا چاہیے کہ ان تمام لطائف کی ولایت، ولایت صغریٰ کے دائرہ میں حاصل ہوتی ہے، بلکہ ان لطائف کو ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ تک عروج حاصل ہوتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ جس طرح دائرہ امکان میں مراقبہ احدیت کرتے ہیں، اسی طرح ولایت صغریٰ میں مراقبہ معیت، جو آیہ شریفہ: **وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ** کا مفہوم ہے، کرتے ہیں۔ اور دائرہ امکان کے سیر کی انتہا یوں معلوم ہو سکتی ہے کہ سالک اگر صاحب کشف ہے تو خود آپ ہی اپنے کشف کے ذریعے شناخت کر لے گا، یا اُس کا شیخ صاحب کشف اُس کو متنبہ کر دے گا۔ اور اگر دونوں کشف سے عاری ہیں تو پھر طالب کو چاہیے کہ اپنے قلب کی جمعیت کا ملاحظہ کرے۔ اگر بے خطرگی یا اس قدر کم خطرگی کہ خطرہ حضور کا مانع نہ ہوئے، یعنی کامل چار گھڑی تک پہنچے تو اس تقدیر پر مراقبہ معیت شروع کر دیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کی معیت کو اپنے آپ اور اپنے تمام لطائف و عناصر بلکہ ممکنات کے ذرات سے ہر ذرہ کے ساتھ ملحوظ رکھنا چاہیے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی بیچوں معیت بیچوں ادراک کے ساتھ ادراک کی جائے اور جملہ جہات سترہ کا احاطہ کر لے، اور جو توجہ و حضور کہ پیدا ہوا تھا، اپنا منہ نیستی کی جانب پھیرے۔ اُس وقت ولایت کبریٰ کی سیر میں، جو انبیاء کرام کی ولایت اور حضرت حق سبحانہ کے اسماء و صفات و شیونات کا دائرہ ہے، شروع ہوتے ہیں۔



## فصل

## در بیان ولایت کبریٰ

کہ فناء انا و لطیفہ نفس ست باید دانست کہ چوں اسرار تو حید و جودی و سر معیت برین ذرہ بے مقدار و رو نمودند، چنان دریافت شد، کہ از عرش المجید بل فوق آں تاثری نورے محیط خود و محیط ہر ذرہ ممکنات دیدم و رنگ آں نور بسبب بی رنگی بسیاہی مناسبت داشت و مصداق **لَوْ كَانَ سِوَاللّٰهِ فِیْ عَمَاءٍ** بود، و دران استغراق حاصل شد، و بعضے از اسرار و علوم ایں مقام واضح گشت، تا آنکہ بتاریخ پانزدہم شہر ربیع الاول از ہماں کسسال کہ بندہ در حضور حاضر شدہ بود، و از وقت ابتدائے توجہ تا ایں ہنگام عرصہ دو ماہ و پنج روز گذشتہ بود، حضرت پیر و نگیر **مَدَّ ظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی** توجہ بر لطیفہ نفس بندہ فرمودند، در ہماں توجہ دیدم کہ آفتاب وارے از مطلع نفس طلوع نمود، و آن نور سیاہ کہ ذات حضرت حق می فہمیدم، از ہم ریخت حتی کہ نام و نشان آں نور نماند، دیدم کہ وجود ممکنات کہ در نور سیاہ معدوم و مضحل دریافت مے شد، باز ظہور نمود، مانند وجود ستارہا و شمعشان انوار آفتاب، لیکن در سیر قلبی تیزی بصر ایں قدر نبود، کہ در وجود ممکن و واجب تمیز توان کرد،

- ۱۔ قال اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استویٰ لہ ما فی السموات و ما فی الارض و ما بینہما و ماتحت الثری۔ <sup>لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ</sup>
- ۲۔ یعنی و ایں ذرہ بے مقدار ایں حدیث بود، و درال الخ۔
- ۳۔ و ہذا قطعۃ من حدیث طویل رواہ الترمذی۔
- ۴۔ یعنی سنہ یک ہزار و دو صد و ست و پنجم ۱۲۲۵ھ۔ <sup>لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ</sup>



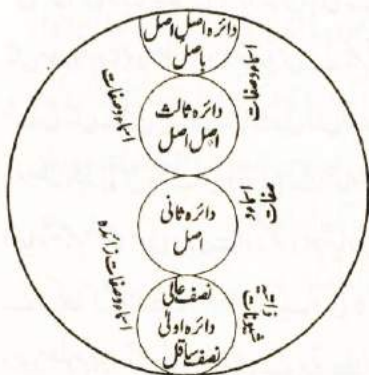
## فصل

### ولایت کبریٰ کے بیان میں

جو کہ لطیفہ نفس و انا کی فنا کا نام ہے۔ جاننا چاہیے، توحید و جود کی اور معیت حق کے اسرار جب اس ذرّہ بے مقدار پر وارد کیے گئے، تو یہ معلوم ہوا کہ عرش مجید، بلکہ اُس کے فوق سے لے کر تحت الثریٰ تک ایک نور ہے، جو مجھ کو اور ممکنات کے ہر ذرّہ کو احاطہ کیے ہوئے ہے، اور اُس کا رنگ اُس کی بے رنگی کے سبب سیاہی کے مناسب اور حدیث شریف و کَانَ اللّٰهُ فِيْ عَمَاءٍ کا مصداق تھا، اور اُس میں مجھے استغراق حاصل ہوا، اور اس مقام کے کچھ اسرار و علوم بھی مجھ پر واضح ہوئے۔ گذشتہ حالات کا میں مورد بنارہا، یہاں تک کہ اسی سال کی ماہ ربیع الاول کی پندرہویں کو پیر دستگیر کے حضور میں حاضر ہوا اور ابتداء توجہ سے اس وقت تک دو ماہ پانچ روز گزر چکے تھے، جس وقت پیر دستگیر مدظلہم العالی نے میرے لطیفہ نفس پر توجہ فرمائی۔ اسی توجہ میں میں نے دیکھا کہ آفتاب کی مانند میرے نفس کے مطلع سے ایک نور نے طلوع کیا۔ اور وہ نور سیاہ جس کو میں حضرت ذات حق سمجھتا تھا، نیست و نابود ہو گیا۔ حتیٰ کہ اُس نور کا کچھ بھی نام و نشان باقی نہ رہا۔ میں نے دیکھا کہ ممکنات کا وجود جو سیاہ نور میں معدوم و نابود معلوم ہوتا تھا، اُس نے پھر ظہور کیا، جیسے ستاروں کا وجود آفتاب کے انوار و شعاع میں۔ لیکن سیر قلبی میں بصر کی اس قدر تیزی نہ تھی کہ ممکن اور واجب کے وجود میں تمیز کر سکتا، لہذا اُس وقت اُن دونوں کے اتحاد کا قائل ہو گیا۔ چونکہ ولایت کبریٰ کی سیر میں، جو انبیاء علیہم السلام کی ولایت اور صحو و ہوشیاری کا مقام ہے، نظر کی تیزی عنایت کی گئی تو میں نے دیکھا کہ ممکنات کا وجود البتہ ایک نوع کا ثبوت و استقرار رکھتا ہے۔ لیکن اشیاء کا وجود ظلی و جود معلوم ہوا، جس کو جود الہی کے پر تو نے اعدام پر پڑ کر موجود کر دیا، اور اسی طرح ممکنات

لهذا قائل باتحاد شده بود، چونکه در سیر ولایت کبرئى که ولایت انبیاست، و مقام صحو و هوشیاری ست حدت نظر عنایت کردند، دیدم که وجود ممکنات البته شوتے و استنقرارے دارد لیکن وجود اشیاء وجود ظلى دریافت شد که پرتوے از وجود الهی بر اعدام تافته، آنرا موجود ساخته است، و همچنین صفات ممکنات پرتوے از صفات او سبحانه مشهود گردید، نه عین آنها و همیں ست معنی تو حید شهودی که در لطیفه نفس مشهود می شود، و از اینجا معنی اقربیت او تعالی در یاب و فرق دیگر در میان معیت و اقربیت او بشنو، که غایت معیت اتحاد است، و کمال اقربیت در اثنیت لیکن اگر وجود ممکن نمودارست، مستفاد از حضرت حق است سبحانه ساز خود و اگر صفات ظاہر گشت، ہم از آن جناب ست و حقیقت او عدم ست، که مشارا علیه پنج اشارت نمی تواند شد و اشارت انا و انت بر وجود خواهد یافت، نه بر عدم پس از یس تحقیق معلوم شد، که وجود اصل نسبت بوجود ظل بظل نزدیک ترست، زیرا که ظل هر چه دارد، از اصل دارد، نه از خود و اگر بر وجود خود نگاه میکند، پرتوے از اصل می یابد نه از خود و اگر بصفات خود نظری اندازد، ہم نمونه از صفات اصل می بیند، لاجرم باقربیت اصل اقرار خواهد نمود، چه قریکه ظل را بخود پیدا گردیده است از باعث وجود اصل است، پس اصل اقرب آمد، بظل از وجود او اگر چه بیان اقربیت در تقریر نمی

گنجد، و در تحریر راست نمی آید، چه عقل ناقص در ادراک نزدیک تر بر از خود عاجز است، لیکن این معامله وراء طور عقل است، موقوف بر انکشاف تام است، باید دانست که دائره ولایت کبرئى متضمن سه دائره و یک قوس است یعنی نیمه دائره در



کے صفات حق سبحانہ و تعالیٰ کے صفات کا پرتو ہیں، نہ ان صفات حق کا عین اور تو حید شہودی کا معنی، جس کا مشاہدہ لطیفہ نفس میں ہوتا ہے، یہ ہی ہے، اور حق تعالیٰ کی اقریت کے معنی میں یہاں سے غور کے ساتھ سمجھ لے۔ اور دوسرا فرق اللہ تعالیٰ کی اقریت و معیت میں یہ ہے، سن لے کہ معیت کی غایت اتحاد ہے، اور اقریت کا کمال اثبیت اور دوئی میں ہے لیکن ممکن میں اگر وجود نمودار ہے تو حضرت حق سبحانہ سے ہی استفادہ ہے، نہ خود اُس کے اپنے پاس سے اور اگر اُس میں صفات کا ظہور ہے تو وہ بھی اُسی جناب سے اُس کی اپنی حقیقت تو عدم ہی عدم ہے جو کسی ایک اشارہ کا بھی مشاۃ الیہ نہیں ہو سکتا، اور انا و انت کا اشارہ وجود ہی کی جانب ہو گا، نہ عدم کی۔ پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اصل کا وجود ظل کے وجود کی نسبت ظل کے بہت زیادہ نزدیک ہے۔ کیونکہ ظل کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ اُس نے اپنے اصل سے لیا ہوا ہے، نہ کہ اپنے پاس سے، اور اگر وہ اپنے وجود پر نگاہ کرتا ہے تو اُس کو بھی اپنے اصل ہی کا پرتو پاتا ہے اور اگر وہ اپنے صفات پر نظر ڈالتا ہے تو اُن کو بھی اپنے اصل کے صفات ہی کا نمونہ دیکھتا ہے، لہذا اپنے اصل کی اقریت کا خواہ مخواہ اقرار کرے گا، کیونکہ ظل کو جو قرب اپنے ساتھ پیدا ہوا ہے، وہ اس کے اصل کے وجود ہی کے سبب سے ہے۔ پس اصل ظل کے وجود کی نسبت ظل کے زیادہ قریب ہے۔ گو اقریت کا بیان تقریر میں نہیں آ سکتا، اور تحریر میں بھی ٹھیک ٹھیک نہیں آ سکتا کیونکہ عقل ناقص اپنے سے زیادہ نزدیک کے ادراک سے عاجز ہے، لیکن یہ معاملہ عقل کے قانون سے دور دور اور کامل انکشاف پر موقوف ہے۔ جاننا چاہیے کہ ولایت کبریٰ کا دائرہ تین دائروں اور ایک قوس (نصف دائرہ) کو متضمن ہے۔ ولایت کبریٰ کے ان تین دائروں میں سے پہلے دائرے میں اقریت اور تو حید شہودی کی سیر منکشف ہوتی ہے اور اس دائرے کا نصف تحتانی اسماء اور صفات زائدہ کا متضمن ہے، اور اس کا نصف فوقانی حق سبحانہ کے شیدونات ذاتیہ پر مشتمل ہے۔ عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج اسی دائرے تک ہوتا ہے، اور اس دائرے کا محور فیض لطیفہ نفس بشرکت لطائف مذکورہ ہے۔ اور اس دائرہ میں مراقبہ اقریت کا (یعنی آیہ شریف وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ



دائرہ اولیٰ از دوائر ثلاثہ ولایت کبریٰ سیر اقر بیت و توحید شہودی منکشف می شود و نصف سافل این دائرہ متضمن اسماء و صفات زائده است و نصف عالی آن مشتمل بر شیونات ذاتیہ تا این دائرہ عروج لطائف خمسہ عالم امر می شود، و مورد فیض این دائرہ لطیفہ نفس است، با شرکت لطائف مذکورہ و دریں دائرہ مراقبہ اقر بیت یعنی مفہوم آیہ شریفہ وَنَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ خیال می کنند، چوں از دائرہ اقر بیت عروج واقع خواهد شد، سیر در دائرہ اصل خواهد افتاد، و از دائرہ اصل بدائر اصل اصل ترقی خواهد نمود، و از اصل اصل باصل ثالث کہ عبارت از قوس ست سیر خواهد کرد، و دریں دایرہ دوم دائرہ کمال استہلاک و اضمحلال حاصل میشود، و چوں حضرت پیردنگیر دریں دوائر برای بندہ توجہ فرمودند، دیدم کہ میز آب نور بیرنگ ازین دوائر بر لطیفہ نفس من بشدت تمام ریختند کہ وجود و ہستی مرا مثل نمک کہ در آب افتد تمام گداخت، حتی کہ نام و نشان از وجود من باقی نماند، و زوال عین و اثر میسر شد، و اطلاق لفظ انا بر خود معتمد دانستم و موردے برائے انا نیافتم، حتی کہ در دریائے عدمیت فرو رتم، کہ نا پیدا کنار بود، بہ یقین معلوم گردید، کہ حقیقت فنا دریں ولایت میسر میشود، و آنچه در ولایت سابق بود، صورت فنا بود، و دریں دایرہ مراقبہ محبت یعنی مفہوم آیہ کریمہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ میکنند، و دریں دوائر مورد فیض لطیفہ نفس ست، کہ عبارت از انائے سالک ست، بدانکہ مراقبہ این دوائر بایں طریق می کنند، کہ خود را بخيال داخل آں دائرہ کردہ لحاظ می فرمایند، کہ فیض محبت از دائرہ اصل اسماء و صفات بر لطیفہ انائے من وارد می شود، و همچنین از دائرہ اصل اصل فیض محبت بر انائے من ورود می کند، و همچنین از قوس کہ اصل ثالث ست، فیض



حَبْلِ الْوَرِيدِ کا مفہوم) تصور کرتے ہیں۔ سالک دائرہ اقریبیت (یعنی پہلے دائرہ) سے جب عروج کرے گا تو پھر اُس کی سیر دائرہ اصل میں واقع ہوگی۔ اور دائرہ اصل سے دائرہ اصل الاصل کی طرف ترقی کرے گا اور اصل الاصل سے تیسرے اصل یعنی قوس کی طرف سیر کرے گا۔ اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی و نصف فوقانی میں کامل استہلاک و نیستی پیدا ہوتی ہے اور حضرت پیر دستگیر نے ان سہ گانہ دوائر میں اپنے اس غلام پر جب توجہ فرمائی تو میں نے دیکھا کہ ان دوائر سے بی رنگ نور کا ایک میزاب (پنالہ) میرے لطیفہ نفس پر پوری طاقت سے گرایا گیا، جس کے باعث میرا وجود و میری ہستی نمک در آب کی مانند بالکل گل گئی، حتیٰ کہ میرے وجود کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہا، اور عین و اثر کے زوال کا مقام میسر ہوا۔ اور لفظ انا کا اطلاق اپنے اوپر میں نے بہت ہی دشوار جانا، بلکہ میں نے انا کے ورود کا محل ہی نہ پایا۔ حتیٰ کہ عدمیت کے ناپیدا کنار دریا میں ڈوب گیا۔ اس وقت یہ یقین معلوم ہوا کہ فنا کی حقیقت تو اسی ولایت میں حاصل ہوتی ہے۔ اس سے پہلے پہلے جو کچھ بھی تھا، وہ تو فنا کی صورت ہی صورت تھی اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی اور نصف فوقانی میں مراقبہ محبت یعنی آیۃ شریفہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ کا مفہوم کرتے ہیں۔ اور ان دوائر میں مورد فیض لطیفہ نفس ہے، یعنی سالک کا انا مخفی نہ رہے کہ ان دوائر میں مراقبہ اس طریقہ سے کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو اپنے خیال سے دائرہ کے اندر داخل کر کے یہ لحاظ و تصور کرتے ہیں کہ دائرہ اصل اسماء و صفات سے محبت کا فیض میرے لطیفہ انا پر وارد ہو رہا ہے۔ اور اسی طرح دائرہ اصل الاصل سے محبت کا فیض میرے انا پر ورود کر رہا ہے۔ اور ایسا ہی تیسرے اصل، یعنی قوس سے بھی محبت کا فیض اسی لطیفہ کو پہنچ رہا ہے۔ اور ان دوائر میں کلمہ توحید کا زبانی ذکر بھی بلحاظ معنی فائدہ بخشتا ہے۔ راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ لہذا) کہتا ہے کہ پیر دستگیر (میں اُن کے قربان) کی توجہ سے یہ تینوں دائرے بھی مجھ پر مکشوف ہوئے اور ان دوائر ثلاثہ کی ایک دوسرے سے امتیاز و جدائیگی میرے علم میں عرض و طول کے اندر ضعف و قوت میں انوار

محبت بریں لطیفہ می آید، ودریں دوائر تہلیل لسانی بلحاظ معنی نیز مفید می افتد، راقم گوید،  
 عفی عنہ کہ بندہ را بتوجہ پیر و سنگیر جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاہُ کشف ایں دوائر شدہ است، آنچه ما  
 بہ الامتیاز ایں دوائر دریافتہ ام، قلت و کثرت انوار بضعف و قوت در عرض و طول و بیرنگی  
 نسبت فوق ست، بما تحت خود و نیز درویشا نے را کہ توجہ دریں دوائر کردہ ام، اکثر یا  
 کشف ایں دوائر حاصل شدہ است و علامت قطع شدن ہر دائرہ و تمام شدن او آنست،  
 کہ دائرہ مثل قرص آفتاب بر سائلک مکشوف می شود، ہر قدر از دائرہ کہ قطع می شود، ہماں  
 قدر از دائرہ نورانی بکمال شعشعاں ہویدای گرد و آل قدر از دائرہ کہ قطع نشدہ است،  
 مانند آفتاب کہ در وقت کسوف بے نور می نماید معلوم می شود، و علامت تمام شدن دائرہ  
 ولایت کبری آنست، کہ معاملہ فیض باطن کہ بدماغ تعلق داشت بسینہ متعلق می شود ایں  
 وقت شرح صدر حاصل می گردد و وسعت سینہ آن قدر می شود، کہ از بیان خارج است  
 اگرچہ در سیر قلبی وسعت قلب آن مقدار شدہ بود، کہ آسمانہائے متعدد درون قلب خود  
 دیدہ بودم، و در قلب خود قلوب بسیار مشاہدہ نمودہ بودم، لیکن ایں وسعت فقط در قلب  
 بود، و وسعت صدر کہ در ولایت کبری حاصل می شود، شامل تمام سینہ عموماً و در محل لطیفہ انھی  
 خصوصاً می شود، و علامت شرح صدر بطریق وجدان آنست، کہ چوں و چرا از احکام  
 قضا مرتفع می شود، ودریں مقام نفس مطمئنہ می گردد، و بر مقام رضا ارتقاے فرماید و در جمیع  
 احوال راضی بقضا میماند، اگر بعد قطع شدن ایں دوائر مراقبہ اسم الظاہر نماید، و مورد فیض  
 ایں مراقبہ لطیفہ نفس و لطائف خمسہ عالم امر خیال نماید، قوت و عرضہ در نسبت باطن  
 پیدای شود چنانچہ حضرت پیر و سنگیر بندہ خود را ایں مراقبہ تلقین فرمودہ بودند، و فوائد آنرا  
 دریافتہ ام، و یاراں را ایں مراقبہ تلقین نمودہ ام باید دانست، کہ بچنای کہ ظلال اسما و

کی کمی وزیادتی پر مبنی ہے۔ و نیز ماتحت کی بہ نسبت نسبت فوق کے بیرنگ ہونے پر، اور اپنے مذکورہ مکشوفہ دوائر سہ گانہ میں جن درویشوں کو میں نے توجہ دی، اُن میں سے اکثروں پر یہ دوائر منکشف ہوئے۔ اور ہر دائرہ کے قطع و تمام ہونے کی علامت یہ ہے کہ دائرہ آفتاب کے قرص کی مانند سالک پر ظاہر ہو جائے۔ اور دائرہ کا جس قدر حصہ قطع ہو جائے، اتنا ہی حصہ کمال نورانیت کے ساتھ ظاہر ہو، اور جس قدر دائرہ کا حصہ بے قطع باقی رہ جائے، وہ بے نور معلوم ہو، جیسا کہ آفتاب کسوف کے وقت بے نور دکھائی دیتا ہے۔ اور ولایت کبریٰ کے کامل دائرہ کے طے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فیض باطن کا معاملہ جو دماغ سے تعلق رکھتا ہے، سینہ کے متعلق ہو جاتا ہے۔ اس وقت شرح صدر بھی حاصل جاتی ہے اور سینہ کی وسعت و فراخی تو اس قدر حاصل ہو جاتی ہے جو بیان سے باہر ہے۔ گو سیر قلبی میں قلب کی وسعت اس قدر ہو گئی تھی کہ کئی آسمان میں نے اپنے قلب کے اندر مشاہدہ کیے تھے اور کئی ایک قلب بھی اپنے قلب میں دیکھے تھے۔ لیکن یہ وسعت فقط قلب ہی تک محدود تھی۔ اور وسعت صدر جو ولایت کبریٰ میں حاصل ہوتی ہے، وہ تو تمام سینہ میں عموماً اور محل لطیفہ انہی میں خصوصاً ہوتی ہے۔ اور شرح صدر کی علامت بطریق وجدان یہ ہے کہ شرح صدر میں قضا و قدر کے احکام سے چوں و چرا و تمام اعتراضات رفع ہو جاتے ہیں اور نفس بھی مطمئن ہو جاتا ہے اور عروج کر کے مقام رضا میں پہنچ جاتا ہے، اور تمام احوال میں راضی بقضا رہتا ہے۔ اگر سالک ان دوائر کے طے ہونے کے بعد اسم الظاہر کا مراقبہ کرے اور اس مراقبہ میں مور فیض لطیفہ نفس اور لطائف خمسہ عالم امر کو تصور کرے تو نسبت باطن میں بڑی قوت اور وسعت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ حضرت پیر دنگیر نے اپنے اس غلام کو بھی اس مراقبہ کی تعلیم فرمائی تھی اور اس کے فوائد و نتائج بھی مجھ کو حاصل ہو گئے تھے اور اپنے یاروں کو بھی میں نے یہ مراقبہ تعلیم کر دیا تھا۔ جاننا چاہیے کہ جیسے اسماء و صفات کے ظلال تمام خلایق کے باستثنائے انبیاء کرام و ملائکہ عظیم علیہم السلام مبادی تعینات ہیں، اور اس مرتبہ کی سیر ولایت صغریٰ کے نام سے منسوب کی گئی



صفات مبادی تعینات خلّاق اند، سوائے انبیاء کرام و ملائکہ عظام عَلَیْهِمُ السَّلَامُ و سیرایں مرتبہ را مُسْمًی بولایت صغریٰ ساختہ اند، سیرایں مرتبہ اسما و صفات و شیونات را کہ مبادی تعینات انبیاء کرام اند، مُسْمًی بولایت کبریٰ می فرمایند و مبادی تعینات ملائکہ عظام کہ مُسْمًی بولایت علیا است هنوز در پیش است۔

ہے، ایسے ہی اسماء صفات و شیونات جو انبیاء کرام کے مبادی تعینات ہیں، ان کی سیر کو ولایت کبریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور ملائکہ عظام کے مبادی تعینات جن کو ولایت علیا کہا جاتا ہے، ابھی تک ان کی سیر درپیش ہے۔

## فصل

## در بیان ولایت علیا و سیر عناصر ثلاثه

سوائے غصہ خاک و فنا و بقاء آنها چوں در دوائر ولایت کبریٰ حضرت پیر و سنگیر  
 بریں کمترین غلامین خود تو جهات فرمودند و احوال و کیفیات ہر دائرہ بریں بندہ فائز  
 شد، تا آنکہ توجہ برائے شرح صدر فرمودند، دیدم کہ معاملہ دماغی متعلق بصدر بصد ر شد، و  
 وسعت سینہ را دریافتم از پانزدہم جمادی الثانی از سال مسطور توجہ بر عناصر غلام خود  
 فرمودند دیدم کہ عناصر ثلاثہ را جذبات الہیہ در رسید و عروج واقع شد، و احوال لطیفہ و  
 کیفیات بیرنگ بر عناصر وارد شدند و این عناصر ثلاثہ را فائز در ذاتیکہ مستی الباطن  
 است، میسر شد، و اضمحلال و استہلاک این عناصر را در این مرتبہ مقدسہ حاصل گردید، و  
 بقای بآں مرتبہ متعالیہ میسر شد، و مناسبی بملائکہ کرام بہر سید زیارت این بزرگواراں  
 نیز میسر شد، و خود را داخل در مقام ایشان یافت بدانکہ سیر در ولایت صغریٰ و ولایت  
 کبریٰ سیر در اسم الظاہر بود، و سیریکہ در ولایت علیا حاصل میشود، سیر در اسم الباطن  
 است و فرقہ در میان اسم الظاہر و اسم الباطن آنست، کہ در سیر اسم الظاہر تجلیات صفاتی  
 وارد می شود، بملا حظہ ذات و در سیر اسم الباطن اگرچہ تجلیات اسما و صفات است، لیکن  
 احیاناً ذات ہم مشہودی گرد و تعالت و تقدست و صورت مثالی این دائرہ از عنایت  
 حضرت پیر و سنگیر بر این فقیر منکشف گشت، دیدم کہ دائرہ ولایت علیا ظاہر شد، لیکن مانند  
 خطوط شعاعی آفتاب اسما و صفات حضرت حق این دائرہ را احاطہ نمودہ، لیکن احیاناً بیخطوط



## فصل

### اس فصل میں تین امر کا بیان ہے

(۱) ولایت علیا، (۲) عناصر ثلاثہ، آب و آتش یا باد کی سیر، (۳) انہی تین کی فنا و بقا۔

حضرت پیر دستگیر نے جب ولایت کبریٰ کے دوائر میں اپنے اس کمینہ غلام پر توجہات فرمائیں، اور ہر دوائر کے احوال و کیفیات اس غلام پر وارد ہوئے۔ حتیٰ کہ شرح کے واسطے بھی توجہ فرمائی تو میں نے دیکھا کہ دماغی معاملہ نے سینہ کے ساتھ تعلق پکڑا اور سینہ کی وسعت بھی مجھ کو معلوم ہوئی۔ پھر سن بارہ سو پچیس ہجری کے ماہ جمادی الثانی کی پندرہویں تاریخ کو اپنے غلام کے عناصر پر توجہ فرمائی۔ میں نے دیکھا کہ میرے عناصر ثلاثہ پر الہی جذبات وارد ہوئے اور عروج واقع ہوا۔ اور پاکیزہ حالات اور بیرنگ کیفیات نے عناصر پر صدور فرمایا۔ اور ان عناصر ثلاثہ کو اسم الباطن کی مسمیٰ و مصداق ذات میں فنا میسر ہوئی، اور اُس مرتبہ مقدسہ میں ان عناصر کو نیستی و استہلاک بھی حاصل ہوا، اور اس مرتبہ متعالیہ کے ساتھ بقا بھی حاصل ہوئی اور ملائکہ کرام کے ساتھ بھی مناسبت پیدا ہوئی اور ان بزرگوں کی زیارت بھی نصیب ہوئی اور اپنے آپ کو میں نے اس مقام کے اندر داخل پایا۔ اب معلوم رہے کہ ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ کی سیر اسم الظاہر کی سیر تھی، اور ولایت علیا میں جو سیر حاصل ہوتی ہے، وہ اسم الباطن کی سیر ہے۔ اور اسم الظاہر و اسم الباطن کے درمیان یہ فرق ہے کہ اسم الظاہر کی سیر میں ذات کا لحاظ کرنے کے بغیر ہی محض صفاتی تجلیات وارد ہوتی ہیں۔ اور اسم الباطن کی سیر میں گواہ و صفات کی بھی تجلیات میسر آتی ہیں، مگر کبھی کبھی ذات تعالت و تقدس بھی مشاہدہ میں آتی جاتی ہے۔ اور حضرت پیر دستگیر کی مہربانی سے اس دائرہ کی صورت مثالی بھی اس فقیر پر منکشف ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ولایت علیا کا دائرہ

دائرہ  
صفات  
علیا

ہم آں دائرہ مشہود می شود اما در کمال بی رنگی ظاہر  
میگردد، باز آں خطوط شعاعی روپوش میشوند، بدانکہ  
ولایتِ علیا مانند مغر است، و ولایتِ کبریٰ چون  
پوست بلکہ ہر دائرہ تحتانی نسبت بدائرہ فوقانی ہمیں

مناسبت دارد، مگر در کمالات نبوت کہ نسبت بولایتِ ایں مناسبت ہم متصور نیست، و  
دریں دائرہ مراقبہ ذاتے کہ مستحکم الباطن است، می نمایند و مورد فیض دریں ولایت  
عناصر ثلاثہ اند، سوائے عنصر خاک و تہلیل لسانی و صلوة تطوع باطول قنوت ترقی بخش  
این مقام است، و دریں مقام ارتکاب رخصت شرعی ہم خوب نیست، بلکہ عمل بعزیمت  
دریں مقام ترقی می بخشد، سرش آنست، کہ عمل بر رخصت آدمی را بطرف بشریت میکشد،  
و عمل بعزیمت، مناسبہ بملکیت پیدا میکند، پس ہر قدر کہ مناسبت بملکیت زیادہ حاصل  
شود، ترقی دریں ولایت زودتر میسر آید و اسرار یکہ دریں ولایت حاصل می شود، مانند  
توحید و جود و شہودی نیست، کہ چیزے بہ بیان در آید بلکہ اسرار ایں ولایت لائق تر  
باستئار اند، و بیچ وجہ قابل اظہر نیستند، خوش گفت۔

بیت

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز

ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

و اگر فی المثل چیزے گفتہ شود، عبارتے از کجا پیدا آید، کہ ایں اسرار را بیان نماید  
در یافت ایں اسرار بدون توجہ شیخ کہ دریں ولایت تحققة پیدا نموده و بایں اسرار فائز  
گردیدہ است، محال است این قدر و این مائے، کہ دریں وقت باطن سالک مظهر مستحکم

۱۔ یعنی آں اسرار بایں مشابہ نیست کہ چیزے از آنہا در بیان آید، و بہ بیان سزد۔

ظاہر ہوا۔ مگر آفتاب کے شعاعی خطوط کی مانند حضرت حق کے اسماء و صفات اس دائرہ کو احاطہ کیے ہوئے تھے، لیکن وہ دائرہ کبھی کبھی بغیر ان خطوط کے بھی مشہود ہوتا ہے۔ مگر کمال بیرونی میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور پھر وہ خطوط شعاعی روپوش ہو جاتے ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ ولایت علیا مغز کی مانند ہے اور ولایت کبریٰ چھلکے کی مانند، بلکہ ہر دائرہ تحتانی بھی دائرہ فوقانی کی نسبت یہی مناسبت رکھتا ہے۔ مگر کمالات نبوت میں ولایت کی بہ نسبت اس قسم کی مناسبت بھی نہیں ہو سکتی۔ اور اس دائرہ میں اسم الباطن کی مسمیٰ و مصداق ذات کا مراقبہ کرتے ہیں، اور فیض کا مورد اس ولایت میں عناصر ثلاثہ آب آتش باد ہیں۔ اور کلمہ توحید کا زبان سے ذکر کرنا اور نفلی نماز طول قیام و قرأت کے ساتھ ادا کرنا، اس مقام میں ترقی بخشنے والا ہے۔ اور اس مقام میں رخصت شرعی کا اختیار کرنا بھی مستحسن نہیں خیال کیا گیا، بلکہ عزیمت پر عمل کرنا اس مقام میں ترقی بخشتا ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ رخصت پر عمل کرنا آدمی کو بشریت کی طرف کھینچ لے جاتا ہے اور عزیمت پر عمل کرنا ملکیت کے ساتھ مناسبت پیدا کرتا ہے۔ پس جس قدر ملکیت کے ساتھ زیادہ مناسبت حاصل ہوگی، اُسی قدر اس ولایت میں ترقی جلد تر میسر آئے گی۔ اور اس ولایت کے حاصل شدہ اسرار توحید و وجودی اور توحید شہودی کی مانند نہیں ہیں کہ بیان میں آسکیں، بلکہ اس ولایت کے اسرار تو پوشیدہ رکھنے کے ہی زیادہ لائق ہیں اور کسی طرح بھی اظہار کے قابل نہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ بیت:

راز کا پردہ سے باہر آنا مصلحت کے خلاف ہے، ورنہ رندوں کی مجلس میں تو ہر قسم کی خبر موجود ہے۔

اور بالفرض کسی راز کے اظہار کا قصد بھی کیا جائے تو ایسی عبادت کہاں سے آئے جو ان اسرار کو بیان کر سکے۔ ان اسرار کا علم ایسے ہی شیخ کی توجہ سے حاصل ہو سکتا ہے جس نے اس ولایت میں کمال اتصاف پیدا کیا ہو اور ان اسرار کے فیض سے فیضیاب ہو چکا ہو۔ ورنہ ان اسرار کی دریافت تو بالکل محال ہے۔ میں صرف اس قدر ظاہر کر دیتا ہوں کہ اس وقت سالک کا باطن اسم الباطن کے مسمیٰ و مصداق کا مظہر بن جاتا ہے۔ سمجھنے والے سمجھ گئے



الباطن می شود، فَهَمَ مَنْ فَهَمَ ودریں ولایت وسعتی در تمام بدن پیدا میشود و احوال لطیفہ بر تمام قالب می آید، چون حضرت پیر دستگیر بر غلام خود توجہ تا ایں مقام فرمودند، بندہ را ضرورتے پیش آمد کہ قصد رفتن رام پور کر دوں، و از جناب مبارک حضرت ایشاں استدعای رخصت نمودم بندہ را در جمیع اصحاب خود خلعت خلافت مرحمت فرمودند، و ملبوس خاص کہ کلاہ قمیص و عصا و سجادہ است، عطا کردند و بدست خویش کلاہ مبارک بر سر بندہ نہادند، و قمیص در بر پوشانیدند، و ایں الفاظ بر زبان شریف در آوردند، کہ چنانچہ حضرت مرزا صاحب قبلہ مرا بخلافت خویش ممتاز فرمودند، ما بچنان ترا اجازت طریقہ عطا کردیم، باز ارشاد کردند، کہ ترا در نسبت خاندان قادری و چشتی توجہ می فرمائیم، و بندہ را برابر زانوے مبارک خویش بہ نشانیدند و عالمین ربانی و عارفین سبحانی اعنی حضرت مولانا خالد رومی و حضرت مولوی بشارت اللہ بھڑاچی را کہ از قدوہ اصحاب و از خلص احباب حضرت ایشاں اند قریب بندہ بہ نشانیدند، اوّل فاتحہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ، توجہ در نسبت قادری کردند، در مراقبہ دیدم، کہ جناب مبارک حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف ارزانی فرمودند و بطورے بر گردن غلام خود نشستہ اند کہ ہر دو پائے مبارک آل حضرت برابر سیدہ من ہستند، و آل حضرت تاج مکمل بر سر و لباس فاخرہ در بردارند، و انوار مبارک آل حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرا احاطہ فرمودند، و در رنگ نسبت آل حضرت رنگین گردیدم، من بعد حضرت پیر دستگیر دست مبارک بر زانوے بندہ زدہ فرمودند، ترا در نسبت چشتیہ توجہ میکنم، آگاہ باش، و فاتحہ بارواح مبارک حضرات چشتیہ خواندہ متوجہ شدند، دیدم کہ حضرت خواجہ

۱۔ یعنی صاحب حال شدہ۔ ۲۔ بلدہ ایست معروف در ممالک متوسط ہندوستان ریاست اسلامی۔

۳۔ اعنی شیخ الشیوخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اور اس ولایت کے وقت سالک کے تمام بدن میں وسعت و فراخی پیدا ہو جاتی ہے، اور لطیف لطیف احوال سارے جسم پر وارد ہوتے ہیں۔ جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے غلام پر اس مقام تک توجہ فرمائی تو مجھ کو ایک ایسی ضرورت پیش آئی، جس کی وجہ سے میں نے رام پور جانے کا قصد کیا۔ اور حضرت پیر دستگیر کی خدمت مبارک میں رخصت کی درخواست کی تو حضرت نے اپنے یاروں کے مجمع میں خلافت کی خلعت عطا فرمائی اور اپنا ملبوس خاص (یعنی کلاہ و قمیص و عصا و سجادہ) مرحمت فرمایا، اور خاص اپنے ہاتھ کے ساتھ کلاہ مبارک میرے سر پر رکھا اور قمیص پہنائی، اور یہ الفاظ اپنی زبان مبارک پر مذکور فرمائے، جیسے حضرت مرزا صاحب قبلہ نے مجھ کو اپنی خلافت کے ساتھ ممتاز فرمایا، ویسے ہی ہم نے بھی تجھ کو طریقت کی اجازت عطا کی۔ اس کے بعد ارشاد کیا کہ خاندان قادری اور چشتی میں بھی ہم تجھ کو توجہ دیتے ہیں۔ یہ فرما کر بندہ کو اپنے زانو مبارک کے برابر بٹھالیا اور ہر دو عالم ربانی و عارف سبحانی مولانا خالد رومی اور حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب بھڑاچھی کو بھی، جو جناب پیر دستگیر کے برگزیدہ اور مخلص احباب میں سے ہیں، بندہ کے قریب ہی بٹھالیا۔ بعد ازاں آپ نے پہلے بروح پاک حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ پڑھ کر نسبت قادری میں توجہ دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ جناب مبارک حضرت لغوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے اور اپنے غلام (مصنف رسالہ) کی گردن پر اس وضع سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک میرے سینہ کے برابر ہیں، اور آپ نے اپنے سر پر ایک جڑاؤ درخشاں تاج رکھا ہوا ہے اور بدن میں مکلف لباس پہنا ہوا ہے، اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انوار مبارک مجھ کو احاطہ کیے ہوئے ہیں، اور میں آنحضرت کی نسبت کے رنگ میں رنگین ہو گیا ہوں۔ بعد ازاں حضرت پیر دستگیر نے میرے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ لے اب میں تجھ کو نسبت چشتیہ میں توجہ دیتا ہوں، خبردار ہو جا۔ اور بار و اح مبارک کہ حضرت چشتیہ فاتحہ پڑھ کر توجہ فرمائی شروع کی۔ دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت خواجہ

خواجگان اعلیٰ حضرت خواجہ معین الدین و حضرت خواجہ قطب الدین و حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر و حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ و حضرت مخدوم علاؤ الدین علی صابر قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم تشریف آوردند، و نور نسبت ہر یکے ازیں اکابر جدا جدا معینہ کردم، و آثار نسبت ہائے ایں اکابر در خود یافتہم، دیدم، کہ حضرت نظام الدین بکمال محبوبیتے کہ دارند، ظہور فرمودند، و در پائے مبارک آنحضرت رنگ حنا دریافتہ شد، چوں ایں معاملہ گذشت، حضرت پیر دستگیر فرمودند، کہ نسبت ایں اکابر جدا جدا دریافتی، بندہ عرض کرد، کہ بلے از تصدق آنحضرت اگر ارشاد شود جدا جدا عرض نمایم، فرمودند، خاموش، و ایں اسرار از مردماں پوش، و اجازت نامہ بدست خط خاص مزین بہ مہر خود فرمودہ بہ بندہ عنایت کردند، و آں اجازت نامہ ایں ست، کہ بطریق اختصار ثبت نمودہ می شود۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

بعد حمد و صلوة فقیر عبد اللہ معروف غلام علی عفی عنہ گزارش می نماید، کہ فضائل و کمالات مرتبت صاحبزادہ و الانسب حضرت حافظ محمد ابوسعید اسعد اللہ فی الدارین اشتیاق کسب نسبت باطنی آباء کرام خود رحمۃ اللہ علیہم پیدا شد، و رجوع بہ فقیر آوردند، بر عایت حقوق بزرگان ایشان با ایں ہمہ عدم لیاقت خود از اجابت مسئول چارہ ندیدم، و توجہات بر لطائف ایشان کردہ شد، بعنایت الہی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم در چندے لطائف ایشان را جذبات الہیہ در رسید، زیرا کہ معمول منست، کہ توجہات بر لطائف خمسہ معاینم، و توجہ و حضور با کیفیات و بعضی علوم و اسرار ایشان را دست داد، و آں توجہ استہلا کے یافت، و رنگے از فنادر باطن ایشان طاری شد، و



خواجگان حضرت خولجہ معین الدین و حضرت خولجہ قطب الدین و حضرت خولجہ فرید الدین گنج شکر و حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء و حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم تشریف لائے ہیں اور ان اکابر میں سے ہر ایک کی نسبت کا نور میں نے جدا جدا معاینہ کیا۔ اور نیز ان اکابر کی نسبت کے آثار اپنے اندر پائے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت نظام الدین نے اپنی کمال محبوبیت کے ساتھ ظہور فرمایا اور آپ کے پاؤں مبارک میں مہندی کا اثر معلوم ہوا۔ جب یہ تمام معاملہ گزر چکا تو حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ کیا تو نے ان اکابر کی نسبت جدا جدا دریافت کر لی ہے؟ بندہ نے عرض کی کہ جی ہاں، حضور کے تصدیق سے دریافت کر چکا ہوں۔ اگر ارشاد ہو تو جدا جدا عرض کروں؟ اس پر فرمایا کہ خاموش رہ، اور یہ اسرار لوگوں سے پوشیدہ رکھ۔ اور اپنا خاص دستخطی اجازت نامہ اپنی خاص مہر سے مزین فرما کر بندہ کو عنایت فرمایا۔ اور وہ اجازت نامہ یہ ہے، جو بطریق اختصار اس جگہ نقل کیا جاتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و صلوة کے بعد فقیر عبد اللہ معروف بہ غلام علی عفی عنہ گزارش کرتا ہے کہ صاحبزادہ عالی نسب صاحب فضائل و کمالات حافظ محمد ابوسعید کو (اللہ اُس کو دارین میں سعادت مند کرے) اپنے آباء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی باطنی نسبت کے حاصل کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا، بناء علیہ انہوں نے اس فقیر کی طرف رجوع فرمایا۔ فقیر نے باوجود اپنی تمام اس عدم لیاقتی کے اُن کے بزرگوں کے حقوق کی رعایت کے باعث اُن کے سوال کی اجابت سے کسی طرح چارہ نہ دیکھا، اور اُن کے لطائف پر توجہات کی گئیں۔ خدائے تعالیٰ کی مہربانی سے بطفیل پیراں کبار رحمۃ اللہ علیہم تھوڑے ہی عرصے میں اُن کے لطائف کو جذبات الہیہ نے آپایا، (کیونکہ میرا معمول یہ ہے) کہ لطائف خمسہ پر یکبارگی اپنی توجہات عمل میں لاتا ہوں۔ و نیز اُن کو توجہ اور حضور و کیفیات و بعض علوم و اسرار حاصل ہوئے، اور اُس توجہ کی وجہ سے ایک نوع کا استہلاک ان میں پیدا ہوا، اور فنا کا رنگ اُن کے باطن میں ظاہر ہوا اور توحید حالی کے پرتو کے حضور نے بندوں کے افعال کو اُن کی نظر سے پوشیدہ کر دیا، اور انہوں نے ان

ظہور پر توی از تو حید حالی افعال عباد را از نظر ایشان مستور گردانید، ومنسوب بحضرت حق سبحانہ یافتند، پس توجہ بر لطیفہ نفس ایشان کردہ شد، بہ عروج و نزول آں در انجا مستہلک آں حالات گشتند، و انتساب صفات خود بحضرت حق سبحانہ یافتند، و آثارا شگستگی رسید، کہ اطلاق انا بر خود معتد دانستند، و نورے از وحدت شہود بر باطن ایشان تافت، ممکنات را مریائے وجود و تابع وجود حضرت حق سبحانہ شناختند، بعد از اں توجہ و القاء انوار نسبت بر عناصر ایشان کردہ می شود و جذبے و توجہی عناصر را نیز دریافتہ است

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ ذٰلِكَ و آنچه در اینجا نوشتہ ام با ظہار و اقرار ایشان مسطور شد، و ایں ہمہ حالات و واردات ایشان را من ہم دریافتہ ام و اصحاب من ہم شہادت آنہم عنایات الہی سبحانہ در بارہ ایشان دادند فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ ذٰلِكَ و از کرم کریم کار ساز سبحانہ بواسطہ مشائخ کرام رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ امید وارم کہ بشرط التزام صحبت ترقیات کثیرہ فرمایند، وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ پس دریں صورت ایشان را اجازت تلقین طریقہ نقشبندیہ احمدیہ دادہ شد، کہ تعلیم اذکار و مراقبات و القاء سیکنہ در قلوب سالکان نمایند، بعنایت الہی سبحانہ و فاتحہ بآرواح طیبہ مشائخ قادریہ و چشتیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ بجهت حصول توسل و ایشان بآں کبرای عظام و افاضہ فیوض آں اکابر در باطن ایشان نیز خواہد شد، تا دریں دو طریقہ علیہ ہر کہ از ایشان توسل خواہد بیعت از و گیرند، و شجرہ ایں حضرت با دعنایت فرمایند، و تلقین و تربیت بطریقہ نقشبندیہ احمدیہ فرمایند، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِّلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اَمِيْن تَمَّ كَلَامُهُ الشَّرِيفُ و بعد از تمامی سلوک عبارت دیگر دریں اجازت نامہ افزودند انشاء اللہ تعالیٰ در جائے ازیں رسالہ اجازت نامہ بجهت تبرک ایراد خواہم کرد۔

افعال کو حضرت حق سبحانہ کی طرف منسوب پایا۔ پھر اُن کے لطیفہ نفس پر اُس کے عروج و نزول کے ساتھ توجہ ڈالی گئی تو وہ اُس مقام میں اُن حالات کے اندر مستہلک ہو گئے، اور اپنے صفات کو حضرت حق سبحانہ کی طرف منسوب پایا، اور اُن کے اُن کو اس قدر شگفتگی حاصل ہوئی کہ اپنے اوپر لفظ اُن کا اطلاق دشوار جانا اور اُن کے باطن پر وحدت شہود کا نور چمکا، اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہ کے وجود و توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا۔ بعد ازاں ان کے عناصر پر توجہ و نیز نسبت کے انوار کا القا کیا جا رہا ہے، اور انہوں نے عناصر کے جذب و توجہ کو بھی معلوم کر لیا ہے۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**۔ اور اس جگہ میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے، اُن کے اظہار و اقرار سے لکھا ہے اور اُن کے ان تمام حالات و واردات کو میں نے خود بھی معلوم کر لیا ہے، اور میرے یاروں نے بھی اُن کے بارے میں خدائے حق سبحانہ کے ان تمام عنایات کی شہادت دی ہے۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**۔ اور خدائے کریم کا رساز سبحانہ کے کرم سے بطفیل مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم میں امیدوار ہوں کہ بشرط التزام صحبت اُن کو بہت کچھ ترقیات حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر ہر گز ہر گز کسی طرح بھی دشوار نہیں ہے، لہذا ان کو طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے تعلیم کی اجازت دے دی گئی کہ خدائے پاک کی عنایت و مہربانی سے اذکار و مراقبات کی تعلیم دیا کریں، اور طالبوں کے دلوں میں سکینت و اطمینان بھی القا کیا کریں، اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب بار و اح طیبہ مشائخ قادر یہ چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بھی پڑھی گئی، تاکہ ان کو اُن کبرائے عظام کے ساتھ توسل حاصل ہو، اور نیز اُن کے باطن میں اُن کے فیوض و برکات واصل ہوں۔ اور ان دو طریقہ علیہ میں جو کوئی ان سے توسل چاہے، یہ اُس سے بیعت لیں اور ان حضرات کا شجرہ اُس کو عنایت فرمائیں، اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تلقین اور اس کے موافق اس کی تربیت فرمائیں۔ اے خدا! تو ان کو متقین و پرہیزگاروں کا امام و پیشوا بنا۔ آمین۔ یہاں تک ہمارے پیر دنگیر کا کلام تمام ہوا۔ اور میرا سلوک تمام ہونے کے بعد اس اجازت نامہ میں حضرت پیر دنگیر نے اور عبارت زیادہ فرمائی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی رسالہ میں کسی اور جگہ اجازت نامہ تبرک کے طور پر درج کر دوں گا۔



## فصل

## در بیان کمالات ثلاثہ اعنی کمالات نبوت و کمالات رسالت و کمالات الوالعزم

چوں بعد از چند ماه از رام پور مراجعت نموده بہ قدم بوسی حضرت پیر دستگیر مشرف گردیدم، حضرت ایشان از ماہ ذیقعد از سال مسطور بر غصہ خاک غلام خود توجہ فرمودند، و فیض از کمالات نبوت کہ عبارت از تجلی ذاتی دائمی ست بریں لطیفہ ورود فرمودند معارف ایں مقام فقدان ہمہ معارف ست، و نکارت ہمہ حالات باطن و بیرونی و بے کیفی نقد وقت می شود، و در ایمانیات

دائرہ  
کمالات  
نبوت

و عقائد قوتہا پیدا می شود، و استدلالی بدیہی می گردد، و معارف ایں مقام شرائع انبیاء ست، در اینجا وسعت باطن آن قدر می شود، کہ وسعت جمیع ولایات چہ ولایت صغریٰ و چہ ولایت کبریٰ و چہ ولایت علیا در جب ایں نسبت لاشی محض و ضیق صرف است، و در ولایات البتہ مناسبتہ با یک دیگر یافتہ می شود، اگر چہ مناسبت صورت<sup>۱</sup> و حقیقت باشد، اما در اینجا آل نسبت ہم مفقود ست، و با وجود فقدان<sup>۲</sup> و نکارت حالات باطن و یأس و دید قصور کہ خود را از کافر فرنگ بدتر میدانند حقیقت وصل عریانی اینجا حاصل است، و پیش

۱- یعنی مناسبت صورت با حقیقت۔

۲- یعنی فقدان ہمہ معارف۔

## فصل

### کمالات ثلاثہ یعنی کمالات نبوت و کمالات رسالت و کمالات الواعزم کے بیان میں

چند ماہ کے بعد رام پور سے جب میں نے واپس آ کر حضرت پیر دستگیر کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تو حضرت پیر دستگیر نے اُسی سال کے ذیقعد مہینہ میں اپنے غلام کے عنصر خاک پر توجہ فرمائی، اور کمالات نبوت کا فیض (یعنی تجلی ذاتی دائمی) میرے اس لطیفہ پر وارد فرمایا۔ اس مقام کے علوم و معارف بس یہ ہی ہیں کہ تمام علوم و معارف مفقود ہو جائیں، اور باطن کے تمام حالات ہی بے شناخت ہو جائیں، اور اس مقام میں بیرنگی اور بے کیفی حاصل الوقت ہو جاتی ہے اور ایمانیات اور عقائد میں بھی ہر طرح کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، اور استدلالی علم بدیہی ہو جاتا ہے، اور اس مقام کے معارف انبیاء کرام کی شریعتیں ہیں۔ اس مقام میں باطن کی وسعت اور فراخی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ تمام ولایت (عام اس سے کہ ولایت صغریٰ ہو یا ولایت کبریٰ یا ولایت علیا) کی وسعت و فراخی اس نسبت کے پہلو میں محض ناچیز اور تنگی ہی تنگی ہے، اور کچھ بھی نہیں۔ ان ولایات کے آپس میں تو البتہ ایک قسم کی مناسبت پائی جاتی ہے، گو صورت اور حقیقت کی ہی مناسبت ہو، لیکن اس جگہ وہ نسبت بھی مفقود ہے، اور باوجود مفقود ہو جانے تمام معارف کے اور بے شناخت ہو جانے تمام حالات باطن کے اور پیدا ہو جانے یاس و نا اُمیدی کے اور معلوم کر لینے اپنے قصور کے اس حد تک کہ کافر فرنگ سے بھی اپنے آپ کو بدتر جاننے لگے۔ حقیقتاً وصل عریانی (بے حجابانہ میل و ملاپ) اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے۔ اور اس سے پہلے پہلے جو جو وصل بھی تھے، وہ تو صرف وہم و خیال ہی کے دائرہ میں داخل تھے۔ اور ایک نوع کا سراپ تھا، آب نما وہاں پر تو

ازیں ہر وصلے کہ بود، داخل دائرہ وہم و خیال بود، سراپے بودہ آب نما کہ تشنہ وصل  
آب را در آنجا غیر از حسرت و ندامت چیزے بدست نبود، بندہ را وقتیکہ از تو جہات  
حضرت پیر دستگیر ایں مقام کشف گردید، معاملہ میسر آمد، کہ شبیہ و برویت بود، اگرچہ  
رویت نبود، کہ موعود با خرتست، و بر آں ایماں داریم، لیکن معاملہ کہ اینجا میسری شود،  
نسبت بمشاهدات ولایت کالزویہ ست و چنانچہ رویت آخرت مخصوص بعالم خلق ست  
ہیچناں معاملہ اینجا نیز نصیب عالم خلق ست، لطائف عالم امر اینجا لاشی محض میگردند و  
ہیچنیں لطیفہ نفس و عناصر ثلاثہ در اینجا ناچیز میشوند، ایں معاملہ مخصوص بہ عنصر خاک  
است، اگر عناصر دیگر را ازیں دولت نصیب است، بہ تبعیت ایں عنصر لطیف است،  
احکام شرائع و اخبار غیب از وجود حق و صفات اوسمانہ و ہیچنیں معاملہ قبر و حشر و ما فیہا و  
بہشت و دوزخ و غیر ہما کہ مخبر صادق صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ازاں خبر داده است،  
دریں مقام بدیہی و عین الیقین می گردد، مثلاً اگر کسے گوید کہ حضرت حق موجود است،  
ہیچ ریبے در اں نمے یابد و محتاج، ہیچ دلیلے نمی گردد مثل چیزے مرئی و اگر کسے گوید، کہ زید  
موجود است، در موجودیت زید محتاج بنظر و فکر می شود و وجود حضرت حق سبحانہ مانند  
آئینہ می شود و وجود اشیا مثل صور مرئیہ در آئینہ کہ وجود ایں صور در وہم و خیال است و  
وجود آئینہ فی الواقع، لیکن در آئینہ صوری اول صورت محسوس می شود، بعد ازاں آئینہ، و  
در اینجا بخلاف آنست، کہ در اول نظر وجود آئینہ مرئی می شود، و وجود اشیا بعد از دقت  
نظر، لہذا وجود حضرت حق سبحانہ بدیہی می شود و وجود ممکنات نظری معاملہ عجب تر بشنو کہ  
با وجود علو و بساطت و بی رنگیہائے ایں مقام و قتیکہ انکشاف تام در اینجا حاصل می گردد،  
معلوم می شود، کہ مقابل نظر ایں مقام بود، حیرت افزاید، کہ با وجود محاذی بودن ایں  
مقام و اقربیت آں دریں مدت چرا در نظر نمی آمد، و چرا دید ہارانی کشادیم و در پس



پانی کے پیاسے کے ہاتھ میں سوائے حسرت اور ندامت کے اور کچھ بھی حاصل نہ تھا۔ حضرت پیردشگیر کی توجہات سے جب اس غلام پر یہ مقام مکشوف ہوا تو رویت کے مشابہ معاملہ میسر آیا۔ اگرچہ وہ رویت نہ تھی کیونکہ اس کے وعدہ کا محل و موقع تو آخرت ہے، ہم اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن جو معاملہ یہاں پر حاصل ہوتا ہے، ولایت کے مشاہدات کی نسبت وہ بھی رویت ہی کی مانند ہے۔ اور جیسے آخرت کی رویت عالم خلق ہی کے ساتھ مخصوص ہے ویسے ہی اس جگہ کا معاملہ بھی عالم خلق ہی کے حصہ میں ہے۔ عالم امر کے لطائف تو اس جگہ محض لاشی ہو جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ لطیفہ نفس اور عناصر ثلاثہ بھی اس مقام پر ناچیز ہو جاتے ہیں۔ یہ معاملہ تو عنصر خاک ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اگر دوسرے عناصر کو اس دولت سے کچھ حصہ ملتا بھی ہے تو صرف اسی عنصر لطیف کے طفیل و تبعیت ہی سے ملتا ہے۔ شریعت کے تمام احکام اور غیب کی تمام خبریں یعنی حق تعالیٰ کا وجود اور اُس سبحانہ کے صفات اور اسی طرح قبر کا معاملہ اور حشر و ما فیہا اور بہشت و دوزخ وغیرہ وغیرہ جس جس امر کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، اس مقام میں یہ سب کے سب بدیہی اور عین الیقین ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے تو اس میں کوئی شک و شبہ نہیں پایا جاتا، اور نہ اس پر کسی دلیل کی حاجت پڑتی ہے، جیسے مشاہدے کی چیز میں دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور اگر کوئی شخص مثلاً زید کے موجود ہونے کی خبر دے تو سامع دلیل کا محتاج ہوتا ہے، وجود حق میں نہیں ہوتا۔ اور اس مقام میں حضرت حق سبحانہ کا وجود آئینہ کی مانند ہو جاتا ہے اور اشیاء کا وجود ان صورتوں کی مانند جو آئینہ میں نظر آتی ہیں، ہو جاتا ہے، کیونکہ ان صورتوں کا وجود تو وہم و خیال ہی میں ہے اور آئینہ کا وجود واقع اور نفس الامر میں ہے، لیکن ظاہری آئینہ میں پہلے صورت محسوس ہوتی ہے، پھر بعد میں آئینہ، اور اس مقام میں اُس کے برخلاف اوّل اوّل آئینہ کا وجود دیکھنے میں آتا ہے، پھر کہیں بنظر غور کرنے کے بعد اشیاء کا وجود دکھائی دیتا ہے۔ لہذا حضرت حق سبحانہ کا وجود بدیہی ہو جاتا ہے اور ممکنات کا وجود نظری۔ اس سے زیادہ تعجب ناک معاملہ سنو کہ اس مقام کی بلندی

کو چہائے لطائف عالم امر مقصود رami جستیم، طرفہ تر آنکہ برای حصولِ ایں مقام اذکارے کہ در صوفیہ معمول است ہیج سودمند نیست، اما تلاوتِ قرآن مجید با ترتیل و ادائے صلوة با آدابِ آں و اذکارے کہ از حدیثِ شریف ثابت است دریں مقام ترقی می بخشد، از شغلِ علم حدیث و اتباعِ سنن حبیبِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قوتے و تنویرے دریں مقام بہم میرسد و حقیقتِ سِرِّ قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذْنٰی دریں دائرہ منکشف می شود اگر چہ در ہر مقام سابق توہم ایں معرفت ناشی شدہ بود، لیکن آنجا معاملہ با ظلال یا صفات بود و اینجا با حضرت ذاتِ تَعَالٰی وَ تَقَدُّسُ تَفْصِیْلِ ایں معاملہ آنچہ قاصر ایں نافہم آمدہ است نوشتہ می شود، بگوشِ ہوش استماع فرمایند، چون سالک رافنا و بقا بصفات واجبی کَمَا یَنْبَغِی میسر شد و صفات را با حضرت ذاتِ قَرَبے ست، کہ اطلاق لفظاً لَا هُوَ وَلَا غَیْرُہٗ در آنجا کردہ اند، و سالک را از جہتِ فَنائے کہ در مرتبہ صفات حاصل گشتہ، ازیں قَرَبِ نَصِیْب یافتہ، بقرَبِ قَابِ قَوْسَیْنِ قَائِلِ خواہد شد، و چون در مرتبہ حضرت ذاتِ فانی خواہد شد، و در اں مرتبہ بقا خواہد یافت لا جرم بقرَبِ اَوْ اَذْنٰی تَكَلُّمِ خواہد نمود، و حقیقتِ ایں معاملہ موقوف بر کشف است از تقریر و تحریرِ راست نمی آید، و اگر گویم خداوند کہ کسے چہ فہم نماید، و سِرِّ ذَنْیِ فَتَدَلِّی کہ دریں مقام مکشوف می شود از اں ہم نازک تر است، لہذا اعنانِ قلم از میدانِ بیانِ آں بر تافتہ، کہ فہمِ عوام بلکہ فہمِ خواص ہم از اں قاصر است، باید دانست کہ در تجلی ذاتی دائمی سہ مرتبہ اثبات کردہ اند، مرتبہ اولی را کمالات نبوت قرار دادہ اند، چنانچہ بیاں آں کردہ شد، و در اینجا مراقبہ ذاتے کہ منشاء کمالات نبوتست می فرمایند، و مرتبہ ثانیہ را کمالات رسالت

۱۔ یعنی صفات حضرت حق نہ عین ذاتند و نہ غیر آں، غیر اینجا بمعنی مبائن گفتہ اند فافہم۔ لمصحح

سلمہ اللہ تعالیٰ۔

اور بساطت اور سیرنگی کے باوجود جب اس مقام کا پورا پورا انکشاف حاصل ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام تو بالکل نظر کے روبرو ہی تھا۔ اُس وقت حیرانی بڑھ جاتی ہے کہ باوجود محاذی و قریب تر ہونے اس مقام کے اتنی مدت تک کیوں نہیں نظر آتا تھا۔ اور ہم نے کیوں نہیں آنکھیں کھولیں۔ اور اپنے مقصود کو لطف عالم امر کے کوچوں میں کیوں تلاش کرتے رہے۔ طرفہ تریہ کہ اس مقام کے حصول کے واسطے صوفیہ میں جو اذکار معمول ہیں، کچھ بھی مفید نہیں۔ ہاں البتہ قرآن مجید کی باتر تیل تلاوت اور با آداب نماز کی ادائیگی اور جو اذکار حدیث شریف سے ثابت ہیں، یہ سب اس مقام میں ترقی بخش ثابت ہوئے ہیں۔ علم حدیث کے شغل اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن کی اتباع سے اس مقام میں ایک طرح کی قوت اور نورانیت پیدا ہوتی ہے، اور قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذُنِی کے راز کی حقیقت اس دائرہ میں منکشف ہوتی ہے۔ اگرچہ ہر سابق مقام میں اس معرفت کا توہم تو ضرور پیدا ہوا تھا، مگر وہاں پر معاملہ صرف ظلال یا صفات ہی کے ساتھ تھا، اور یہاں پر تو خود حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے ساتھ ہے۔ اس معاملہ کی تفصیل تو کچھ اس نا فہم قاصر کے فہم میں آئی ہے، لکھی جاتی ہے۔ ہوش کے کان سے سنیں۔ سالک کو صفات واجبہ میں جب کَمَا یَنْبَغِی فناء بقا حاصل ہوگی اور صفات کو تو حضرت ذات کے ساتھ قرب لائین اور لا غیر حاصل ہے اور سالک نے اس فنا فی الصفات کی وجہ سے اس قرب کا حصہ لے لیا ہے تو سالک اب خواہ مخواہ قرب قَابِ قَوْسَیْنِ کا قائل ہوگا۔ اور جب سالک مرتبہ حضرت ذات میں فانی ہوگا، اور اُس مرتبہ میں بقا بھی حاصل کرے گا، تو اب لامحالہ قرب اودانی کے حصول کا مدعی ہوگا۔ اب رہی اس معاملہ کی پوری پوری حقیقت، سو اُس کا انکشاف کشف ہی سے ممکن ہے، تقریر و تحریر میں تو ہرگز آ ہی نہیں سکتا۔ اگر کچھ کہا بھی جائے تو خدا جانے کوئی کیا سمجھے (لہذا اتنے ہی پر کفایت کی جاتی ہے)۔ باقی رہا سِرِّ دَنِّی فَتَدَلِّی، جو اس مقام میں مکشوف ہوتا ہے وہ تو اُس مقام (قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذُنِی) سے بھی زیادہ نازک ہے، لہذا اُس کے بیان کے میدان سے عنانِ قلم پھیری جاتی ہے، کیونکہ عوام کا فہم بلکہ خواص کا بھی اس سے قاصر ہے۔ جاننا چاہیے



قرار دادہ اند، و درینجا مراقبہ ذاتے کہ

دائرہ  
کمالات  
رسالت

منشاء کمالات رسالت است، می فرمایند و فیض این مقام بر ہیئت وحدانی سالک می آید و ہیئت وحدانی عبارت از مجموع عالم امر و عالم خلق است، کہ بعد تصفیہ و تزکیہ ہر کدام را ہیئت دیگر پیدا شدہ

است مثلاً چنانچہ شخصی خواہد، کہ معجونے از آدویہ چند مختلف التاثر در ست سازد، اول ہر یک را از ازل آدویہ جدا جدا کوفتہ و بیختہ می نہند، من بعد ہمہ آدویہ را در قوام قند یا عسل جمع می سازد و آدویہ مذکورہ ہیئت دیگر و خواص دیگر پیدا کردہ، معجون نام می یابد ہم چنین اطائف عشرہ سالک یک ہیئت دیگر پیدا کردہ دریں مقام و مقامات فوقانی عروجات کثیرہ می فرمایند، و در ماہ ذی الحجہ از عام مذکور حضرت پیر و سنگیبر بر ہیئت وحدانی این غلام خود توجہ کردند، و ہم چنین در ہر مقام فوقانی الی آخر المقامات المجددیہ یک یک ماہ توجہ فرمودند، و فیض از کمالات رسالت و رود فرمودہ و دریں مقام کثرت انوار خود از مقام سابق و وسعت با و بے رنگیہا و رود فرمودند، نسبت این مقام بمقام سابق و ہم چنین نسبت ہر مقام فوقانی بامقام تحتانی چون نسبت مغز با پوست است، بعد ازیں در

دائرہ  
کمالات  
الوالعزم

مرتبہ ثالثہ کہ عبارت از کمالات الوالعزم است توجہ فرمودند، و فیض این مقام در کمال علو و کثرت انوار بر ہیئت وحدانی وارد شد، دریں جا مراقبہ ذاتے کہ منشاء کمالات الوالعزم است می نمایند، دریں مقام کشف

اسرارِ مقطعات لُحْر آنی و تشابہات فرقی منکشف می شود، و بعضی اکابر را محرم اسرارے

۱۔ مانند الم. ن. حم. المص. لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ۔

کہ مشائخ کرام نے تجلی ذاتی دائمی میں ترتیب وار تین مرتبے ثابت کیے ہیں۔ پہلا مرتبہ کمالات نبوت کا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس امر کا بیان مذکور ہوا، اور اس مرتبہ میں ذات منشا کمالات نبوت کا مراقبہ کرتے ہیں۔ دوسرا مرتبہ کمالات رسالت کا ہے اور اس مرتبہ میں ذات منشا کمالات رسالت کا مراقبہ فرماتے ہیں، اور اس مقام کا فیض سالک کی مجموعی ہیئت وحدانی پر وارد ہوتا ہے، اور ہیئت وحدانی سے عالم امر و عالم خلق کا مجموع من حیث ہو مراد ہے، جو ہر ایک کے تصفیہ و تزکیہ کے بعد ان دونوں کی ایک دوسری مجموعی ہیئت پیدا ہو گئی ہے۔ جیسے مثلاً کوئی شخص چاہے کہ مختلف تاثیر چند دواؤں سے ایک معجون مرکب تیار کرے تو پہلے اُن میں سے ہر ایک دوا کو ٹچھان کر رکھ لیتا ہے۔ بعد ازاں تمام کو قند یا شہد کے قوام میں ملا کر حل کر دیتا ہے۔ اب تمام مذکورہ ادویہ ایک دوسری ہیئت اور دوسرے خواص پیدا کر کے ایک خاص معجون کے نام سے موسوم ہوتی ہیں۔ ایسے ہی سالک کے لطائف عشرہ ایک دوسری صورت و شکل پیدا کر کے اس مقام اور مقامات فوقانی میں کثرت کے ساتھ عروج حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کی ہیئت وحدانی پر توجہ فرمائی، اور اسی طرح ہر مقام فوقانی میں یکے بعد دیگرے مقامات مجددیہ کے آخر تک ایک ایک ماہ توجہ دیتے رہے، اور کمالات رسالت سے فیض وارد ہوتا رہا۔ اور اس مقام میں بہ نسبت مقام سابق اپنے انوار کثرت کے ساتھ اور وسعت و بزرگی بھی بکثرت وارد فرمائی۔ اس مقام کی نسبت اپنے سابق مقام سے اور ایسے ہی ہر مقام فوقانی کی نسبت مقام تحتانی کے ساتھ ایسی ہے جیسے مغز کی نسبت پوست اور چھلکے کے ساتھ۔ بعد ازاں تیسرے مرتبہ یعنی کمالات الواعزم میں حضرت پیر دستگیر نے توجہ فرمائی اور اس مقام کا فیض اپنی کمال بلندی اور کثرت کے ساتھ ہیئت وحدانی پر وارد ہوا۔ اس جگہ ذات منشا کمالات الواعزم کا مراقبہ کرتے ہیں۔ اور اس مقام میں مقطعات و متشابہات قرآنی کے اسرار کھلتے ہیں۔ اور بعض بزرگوں کو تو ان اسرار کا محرم راز بنا دیا جاتا ہے، جو محبت و محبوب کے درمیان ہو گزرے ہیں۔ اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے باعث آنجناب

کہ در میان محب و محبوب گذشتہ است می سازند، وبواسطہ اتباع حبیب خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم از الوش خاص آنجناب عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نصیبہ عطا می فرمایند و فتنیکہ دریں مقام حضرت پیر و سنگیر این غلام خود را بتوجہ مخصوصہ خود سرفراز ساختند در ایام این بدنام را اَسْرار یک حرفی از ازل حروف کہ غالباً آں حرف ص ست یا حرف دیگر، در وقت تحریر دریا و بندہ نمانده مکشوف شدہ بود، بیان آں اَسْرار در خور حوصلہ بشر ممکن نیست اگر گوید متکلم را تاب نماند و مستمع از ہوش رود، و اگر بر تقدیر تسلیم چیزے خواہد، کہ بیان نماید، عبارتے از برائے بیان آں اسرار از کجا پیدا آید، کہ تقریر کند و اگر این اَسْرار ممکن الاظہار می بودند، البتہ امام الطریقہ حضرت مجدد الف ثانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ چیزے از ازل اسرار ارشادی فرمودند، این کمینہ درویشاں بلکہ ننگ و عار ایشاں را چہ میرسد، کہ نام این چیز با بگیرد، لیکن برائے اظہار شکر جناب الہی جل شانہ و احسان حضرت پیر و سنگیر مدظلہم العالی این چنین گفتگو در تحریر آیدہ باید دانست، کہ از وقتیکہ لمعاملہ باطن بہ ہیئت وحدانی مے افتد، ترقی باطن محض بہ تفضل می شود کہ ہیچ عمل را دخل نمی ماند، اگر چہ در جمیع مقامات بے فضل الہی جل شانہ از ہیچ عمل ترقی ممکن نیست، لیکن اعمال مانند اسباب ہستند اما دریں مقامات این اسباب را ہم دخل نیست اگر چہ در ازالہ کدورات بشری ذکر اثر تمام دارد، لیکن برائے ترقی باطن نتیجہ نمی بخشد، مثلاً ہر گاہ مشغول بذکر اسم ذات یا نفی و اثبات یا تہلیل لسانی می شود، می بیند، کہ دریں مقامات آں ذکر نمی رسد، و در راہ بینماید، مگر وقتیکہ لفظ محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم با تہلیل ضم کردہ می شود، و درود با او ضم کردہ می خواند، البتہ قوتے در مقامات

۱۔ یعنی بر تقدیر تسلیم تاب متکلم و ہوش مستمع۔

۲۔ یعنی از آغاز کمالات رسالت۔ لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ



علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص پس خوردہ میں سے حصہ عطا فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب حضرت پیردستگیر نے اپنے اس غلام کو اس مقام میں اپنی مخصوص توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا، انہی دنوں میں اس بدنام (مصنف رسالہ) پر ان حروف میں سے ایک حرف کے اسرار مکشوف ہوئے۔ غالباً وہ حرف ص ہے، یا کوئی اور، تحریر کے وقت مجھے یاد نہیں رہا۔ ان اسرار کے بیان کی گنجائش بشر کے حوصلہ میں نہیں ہے۔ اگر بیان میں آئیں بھی تو متکلم بے تاب اور سامع بیہوش ہو جائے۔ اور بر تقدیر تسلیم اگر کچھ بیان کرنا بھی چاہے تو ان اسرار کے بیان کے لیے وہ عبارت کہاں سے آئے جو ان کو بیان کرے۔ اور اگر یہ اسرار ممکن الاظہار ہوتے تو البتہ امام الطریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اسرار میں سے ضرور کچھ نہ کچھ ارشاد فرماتے۔ یہ کمینہ درویش، بلکہ درویشوں کی ننگ و عار کو کیا حق حاصل ہے کہ ان چیزوں کا نام تک بھی لے۔ لیکن جناب الہی جل شانہ کے شکر اور حضرت پیردستگیر مدظلہم العالی کے احسان کے اظہار کے واسطے ایسی گفتگو تحریر میں آئی۔ جاننا چاہیے کہ جس وقت سے باطن کا معاملہ ہیئت وحدانی کے ساتھ پڑتا ہے، تبھی سے باطن کی ترقی فقط تفضل (فضل خداوندی) ہی سے وقوع میں آتی ہے۔ کسی عمل کا بھی اُس میں دخل نہیں رہتا، اگرچہ تمام مقامات میں فضل خداوندی کے بغیر کسی عمل سے بھی ترقی ممکن نہیں۔ مگر اعمال اسباب کی مانند تو ضرور ہی ہیں۔ لیکن ان مقامات میں تو اسباب کا بھی کوئی دخل نہیں۔ دیکھو ذکر کو، اگرچہ کدورات بشری کے زائل کرنے میں پورا پورا اثر ہے، لیکن باطن کی ترقی میں نتیجہ بخش واقع نہیں ہوتا۔ مثلاً سالک جب ذکر اسم ذات یا نفی واثبات یا تہلیل لسانی کے ساتھ مشغول ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ ان مقامات میں وہ ذکر نہیں پہنچتا، اور راہ ہی میں رہ جاتا ہے۔ مگر جب لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہلیل کے ساتھ ملائے اور درود بھی اُس کے ساتھ ملا کر پڑھے، تو البتہ مقامات فوقانی میں ایک نوع کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ لفظ مبارک محمد رسول اللہ کی وسعت تہلیل کی نسبت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اور قرآن مجید کے سبب سے ان مقامات میں ترقیات واقع ہوتی ہیں۔ اور سالک جس مرتبہ میں پہنچتا ہے، قرآن مجید ہی کے

فوقانی دست میدهد، بلکه وسعت لفظ مبارک محمد رسول الله از تہلیل زیادہ مفہوم می شود، و بواسطہ قرآن مجید ترقیات ایں مقامات حاصل می شود، و بہر مرتبہ کہ میرسد، بواسطہ کلام مجیدی رسد، باید دانست کہ از کمالات الوالعزم بدو طرف سلوک کردہ می شود، و دریں امر اختیار مرشدست، بہر طرف کہ خواہد، طالب را تسلیک فرماید، یک راہ بطرف حقائق الہیہ میرود، و آن عبارت از حقیقت کعبہ و قرآن و صلوة ست، و راہ دیگر بسوئے حقائق انبیاء ست عَلَيْهِمُ السَّلَامُ و آن عبارت از حقیقت ابراہیمی و موسوی و محمدی و احمدی ست عَلَيْهِمُ السَّلَامُ آنچہ بندہ را حضرت پیردستگیر توجہ فرمودند اولاً بطرف حقائق الہیہ فرمودند، لہذا حقائق الہیہ را بر حقائق انبیاء مقدم ساختم و بذکر آن می پردازم۔

ذریعے سے پہنچتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ کمالات الواعزم سے دو طرف راستہ جاتا ہے۔ اس میں مرشد کو اختیار ہے کہ طالب کو جس طرف چاہے اُسی طرف لے جائے۔ ایک راستہ تو حقائق الہیہ کی طرف جاتا ہے، یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ کی طرف، اور دوسرا راستہ حقائق انبیاء علیہم السلام کی طرف۔ اور حقائق انبیاء سے مراد حقیقت ابراہیمی و حقیقت موسوی و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی علیہم السلام ہے۔ حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو پہلے حقائق الہیہ کی طرف توجہ فرمائی، لہذا حقائق الہیہ کو حقائق انبیاء پر میں نے مقدم کیا، اور اُنہی کے بیان میں مشغول ہوتا ہوں۔



## فصل

# در بیان حقائق الهیه که عبارت از حقیقت کعبه و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ است

از اتفاقات زمانه در آخر محرم الحرام ۱۲۲۶ هـ<sup>۱</sup> و قتیکه راقم را تا بکمالات اولی العزم توجه شده بود، عزیمت رام پور اختیار کردم، و در ماه جمادی الثانی از سال مسطور باز حاضر حضور پر نور گردیدم از ابتدائے ماه رجب توجه در حقیقت کعبه فرمودند در اینجا عظمت و کبریائی حضرت حق سبحانه مشهود شد، و همیشه بر باطن من مستولی گردید، در اینجا مراقبه ذاتیکه مسجود ممکنات ست می فرمایند، و بعد از

دائرہ  
حقیقت  
کعبه ربانی

چند روز فنا و بقا باین مرتبه مقدسه حاصل شد، خود را متصف باین شان یافتیم، و توجه ممکنات بجانب خویش دانستم، اگر چه در مرتبه کمالات بی رنگی های بسیار حاصل بود و در این مقامات ستم مقدار نیست، لیکن علو و وسعت نسبت باطن بیش از بیش است، و در حقائق انبیاء باین همه علو و وسعت از حقائق الهیه هم بی رنگی کمتر است، سرش آنچه بخاطر فائز بنده میرسد، آنست که چونکه سالک را فنا و بقا بمرتبه ذات بخت میسر شد، و متخلق باخلاق آں

۱- میگویند، که کمالات در رنگ دریا است، و حقائق امواج آن دریا- لمحصح سلمه الله تعالی

۲- یعنی یک هزار و دویست و شش- لمحصح سلمه الله تعالی-

۳- یعنی حقائق الهیه ثلاثه مذکورہ-

## فصل

### حقائق الہیہ یعنی حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآن اور حقیقت صلّوہ کے بیان میں

اتفاقاً محرم الحرام سن بارہ سو چھپیس ہجری کے آخر میں، جب کہ راقم الحروف (مصنف) کو حضرت پیر دستگیر نے کمالات الواعزم تک توجہ فرمائی تو رام پور کا میں نے قصد کیا، اور اسی سال کے ماہ جمادی الثانی میں پھر حضور پُر نور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ماہ رجب کے شروع میں حقیقت کعبہ میں توجہ فرمائی۔ اس جگہ حضرت حق سبحانہ کی عظمت و کبریائی مشہود ہوئی، اور میرے باطن پر ایک عظیم الشان ہیبت طاری ہوئی۔ اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ کرتے ہیں جو تمام ممکنات کی مسجود ہے، اور اس کے بعد چند ہی روز میں اس مرتبہ مقدسہ میں فنا و بقا حاصل ہوئی۔ میں نے اپنے آپ کو اس شان سے موصوف پایا اور تمام ممکنات کی توجہ اپنی طرف دیکھی۔ اگرچہ کمالات کے مرتبہ میں بہت سی بیرنگیاں حاصل تھیں، اور ان مقامات میں اس قدر نہیں ہیں، لیکن نسبت باطن کی بلندی و وسعت زیادہ سے زیادہ ہے۔ اور حقائق انبیاء میں باوجود اس تمام بلندی و وسعت کے حقائق الہیہ سے بیرنگی بھی بہت کم ہے۔ اس کا راز بندہ کے ناقص خیال میں جو کچھ آتا ہے، وہ یہ ہے کہ سالک کو اس مقام پر فنا و بقا مرتبہ ذاتِ بحت میں حاصل ہوتی ہے، اور سالک اس مرتبہ مقدسہ کے اخلاق کے ساتھ متخلق (موصوف) بھی ہو جاتا ہے، تو بالضرور سالک کی مدرکہ (ذہن) میں ایک نوع کی ایسی قوت تو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کے باعث فوقانی نسبتوں کا ادراک تو کر لیتا ہے مگر اس کی وجہ سے ان فوقانی مقامات کی بیرنگی کو دریافت نہیں کر سکتا۔

مرتبہ مقدسہ گردید لاجرم در مدر کہ نیز قوتے بہم میرسد، کہ باں ادراک نسبت ہائے فوقانی می کند، ازیں باعثِ بیرنگی آں مقامات دریافت نمی کند۔

مصرع

کہ رستم را کشد ہم رخسارِ رستم

چہ نسبت کمالات بانسبت ہائے فوقانی از یک جنس معلوم می شود، اگر چہ مناسبت در صورت باشد، و در نسبت کمالات بیرنگی ازاں ممر بود، کہ سالک را از پیش (یعنی در ولایت فنا و بقا) بمرتبہ صفات و شیونات حاصل شدہ بود، ہماقد ر قوتے در مدر کہ او حاصل بود، لہذا ادراک مرتبہ حضرت ذات خیلے دشوار بود، چہ کمالات ولایت از مرتبہ دیگر حاصل بود، و کمالات مرتبہ نبوت از باب دیگر ست، کہ باہم ہیچ مناسبتے ندارند اگر چہ مناسبت صورتی باشد، و آنچہ بعضی اکابر مرتبہ ولایت را ظل لمرتبہ نبوت فرمودہ اند، نزد فقیر این سخن ثابت نشدہ و آنچہ من دریافتہ ام در ہیچ امر فیما بین اینہا نسبتے نمی یابم، و مرتبہ کمالات را بایں حقائق نسبتے ثابت ست، بلکہ محققان سخر فرمودہ اند، کہ حقائق نسبت بکمالات مانند امواج اند، معنی این سخن آں باشد، کہ چونکہ در کمالات ظہور تجلیات ذاتی دائمی ست، لاجرم ہر نسبتے کہ فوقانی ست، خارج از مرتبہ ذات نمی توان شد، پس اطلاق لفظ امواج راست آمد، و آنچہ در ادراک ایں ناقص العقل آمدہ است و نسبت حقائق

۱۔ بالفتح رنگ سپید و سرخ در ہم آمیختہ، و چون اسپ رستم ہمیں قسم رنگ داشت ازیں جہت

اسپ رستم را رخسار گفتند، و مجازاً ہر اسپ را رخسار گویند۔ غیاث المصیح سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۔ یعنی فیما بین کمالات ولایت و کمالات نبوت نسبت ظلیت و اصلیت فہیدہ اند نزد فقیر الخ۔

۳۔ یعنی محققان آں نسبت اجمالیہ را بمرتبہ تفصیل آوردہ فرمودہ اند، کہ حقائق الخ۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

۴۔ یعنی آں ست، کہ در نسبت حقائق الخ۔ سلمہ اللہ تعالیٰ



رستم پہلوان کو رستم ہی کا گھوڑا اٹھا سکتا ہے۔

(فوقانی نسبتوں کے ادراک کی وجہ یہ ہے) کہ کمالات کی نسبت اور فوقانی نسبتیں ایک ہی جنس کی معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ جنسیت و مناسبت صورت ہی صورت میں کیوں نہ ہو۔ بلکہ کمالات کی نسبت میں اسی وجہ سے بیرنگی حاصل تھی کہ سالک کو اس سے قبل (یعنی مرتبہ ولایات میں) فنا و بقا صرف صفات و شیونات کے مرتبہ ہی میں حاصل ہوئی تھی، اور اس کی مدد کہ میں قوت بھی اسی قدر پیدا ہوئی تھی، لہذا حضرت ذات کے مرتبے کا ادراک اس پر بہت ہی دشوار تھا، اس لیے کہ ولایت کے کمالات اور مرتبہ سے حاصل ہوئے تھے، اور مرتبہ نبوت کے کمالات اور قسم سے ہیں۔ یہ دونوں آپس میں کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے، اگرچہ صورتی ہی مناسبت کیوں نہ ہو۔ اور بعض اکابر کا یہ قول کہ مرتبہ ولایت مرتبہ نبوت کا ظل ہے، فقیر (مصنف رسالہ ہذا) کے نزدیک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ اور جو کچھ میں نے دریافت کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ان دونوں میں باہم کوئی نسبت بھی متحقق نہیں، ہاں البتہ مرتبہ کمالات و حقائق الہیہ ثلاثہ کے مابین ایک نوع کی نسبت ثابت ہے، بلکہ بعض محققین فن نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ حقائق الہیہ کمالات کی بہ نسبت ایسی ہیں جیسے دریا کی موجیں۔ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ چونکہ کمالات میں ذاتی دائمی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے تو لامحالہ ہر فوقانی نسبت مرتبہ ذات سے کسی طرح باہر نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ سے لفظ امواج کا اطلاق یہاں پر بالکل صحیح ہے۔ اور اس بارے میں جو کچھ مجھ ناقص العقل کے فہم و ادراک میں آیا ہے، وہ یہ ہے کہ حقائق کی نسبت میں وہ اشیاء ظاہر ہوتی ہیں جو کمالات کی نسبت میں ظاہر نہیں۔ مثلاً کعبہ معظمہ کی حقیقت میں عظمت و کبریائی اور تمام ممکنات کی مسجودیت اس طرز پر ظہور کرتی ہے کہ اس کے ادراک میں عقل بھی عاجز اور لنگ رہ جاتی ہے۔ اور میں معلوم کرتا ہوں کہ اس عالی مرتبہ کا حصول مرشد کی ان مقامات میں توجہ کرنے کے بغیر نہایت ہی دشوار ہے، اِلَّا مَا شَاءَ اللہ۔ اور جب حضرت پیر دستگیر نے قرآن مجید کی حقیقت میں توجہ فرمائی تو میں نے مراقبہ میں

چیز باظہوری کند، کہ در نسبت کمالات آن ظہور نیست، مثلاً در حقیقت کعبہ معظمہ ظہور عظمت و کبریائی و مسجدیت آن مر ممکنات را بہ نحوے ظہوری فرماید کہ عقل در ادراک آن لنگ و عاجز می ماند، وی یابم کہ حصولِ ایں مرتبہ متعالیہ بدو توجہ مرشد در اں مقامات متعذر است إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ تَعَالٰی وچوں حضرت پیردشگیر در حقیقت

قرآن مجید توجہ فرمودند، در معاملہ معاینہ نمودم کہ دروے  
آن سراوقات عظمت و کبریائی جائے یافتم و در عالم  
مثال چنان دیدم، کہ گویا بر بامِ خانہ کعبہ برآمده ام،  
آنجا زینہ نہادہ اند، کہ ازاں زینہ عروج فرمودہ، داخل

دائرہ  
حقیقت  
قرآن

حقیقت قرآنی شدم و آن عبارت از مبدا و وسعت بیچونی حضرت ذاتِ ست، و وسعت  
حضرت ذاتِ ازیں مقام شروع می شود، و احوالے ظاہری گردد کہ شبیہ بوسعت ست،  
والّا اطلاق لفظ وسعت در آنجا از تنگی میدان عبارت ست و سر شگفتن غنچہ دہن محبوب  
حقیقی ایں جادریافت میگرد، فَافْهَمُ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَاصِرِينَ بواطن کلام اللہ دریں  
مقام می گردد، ہر حرفے را از حروفِ قرآنی دریائے یافتم بے پایاں کہ موصل کعبہ  
مقصود ست مگر نکتہ عجب تر بشنو، کہ بایں ہمہ قصص مختلفہ و اوامر و نواہی متبائنہ در وقت  
قرأت چیز باظہوری کند و اسرارے بمیان می آید، و قدرت او تعالیٰ و حکمت بالغہ حق  
سبحانہ ظاہری گردد، کہ برائے تعلیم و تفہیم ہمہ عوام قصص و حکایاتِ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ  
ذکر فرمودہ است و برائے ہدایت بنی آدم احکام شریعت ارشاد کردہ و در بطون ایں  
حروف چہ کیفیات و چہ معاملات ست حیرت بر حیرت مے، فزاید در ہر حرفے بشانے  
خاص ظہوری فرماید و دلہائی جان باز اں را در صیدی آرد، خوش گفت - بیت:

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں      بمیرد تشنہ مستقی و دریا ہچنایاں باقی

معائنہ کیا کہ عظمت و کبریائی کے سראوقات (شاہی پردوں) کے اندر میں نے جگہ پائی۔ اور میں نے عالم مثال میں ایسا دیکھا کہ گویا میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا ہوں اور وہاں پر ایک زینہ رکھا ہے۔ میں اس زینہ سے حقیقت قرآنی میں داخل ہو گیا اور حقیقت قرآنی سے مراد حضرت ذات کی بیچونی و بے کیفی کی وسعت و فراخی کا ابتدائی مرحلہ ہے اور حضرت ذات کی وسعت اسی مقام سے شروع ہوتی ہے، یعنی وہ حالات و کیفیات ظاہر ہوتے ہیں جو وسعت کے شبیہ ہیں۔ ورنہ لفظ وسعت کا اطلاق اس جگہ عبارت والفاظ کے میدان کی تنگی کی وجہ سے ہے، اور محبوب حقیقی کے غنچہ دہن کا کھلنا اسی مقام میں معلوم ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو، اور کلام اللہ کے بطون (مخفی راز) اسی مقام میں ظاہر ہوتے ہیں۔ میں نے قرآن کریم کا ایک ایک حرف دریائے بے کنار پایا، جو کعبہ مقصود تک موصل (پہنچانے والا) ہے۔ ایک اور عجیب تر نکتہ سنو کہ باوجود ان تمام مختلف قصص و حکایات کے اور متبائن اوامر و نواہی کے قرأت کے وقت اقسام اقسام کے اشیاء اور انواع انواع کے اسرار کھلتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کے اسرار بالغہ معرض ظہور میں آتے ہیں۔ دیکھو تمام عوام کی تعلیم و تفہیم کی خاطر تو قصص و حکایات انبیاء علیہم السلام کے ذکر فرمائے گئے ہیں اور بنی آدم کے ارشاد و ہدایت کے واسطے احکام شریعت ارشاد کیے گئے، اور قرآن کریم کے حرفوں کے باطن میں کیا کیا کیفیتیں اور کیسے کیسے معاملے موجود ہیں کہ حیرت پر حیرت بڑھتی ہے۔ ہر حرف میں ایک خاص شان کے ساتھ ظہور فرماتا ہے اور جانبازوں کے دل کا شکار کرتا ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

بیت

نہ اس کے حسن کی کوئی غایت ہے، نہ سعدی کے سخن کی نہایت، استسقا والا تو پیا سے کا پیا سا ہی مر جائے اور دریا ویسے کا ویسے ہی رہے۔



در وقت قرآن مجید لسانِ قاری حکمِ شجرہ موسوی پیدا می کند و برائے قرأتِ قرآن تمام قالب زبان می گردد، و علو نسبت اینجا بمشابه ایست که نسبت کمالات با این همه علو و وسعت بلکه حقیقت کعبہ معظمہ با این عظمت و کبریائی در تحت مشہود میگردد و دریں جا مراقبہ مبداء وسعت بیچوں حضرت ذات می فرمایند، و مورد فیضِ ایں مقامات ہیئت وحدانی سالک است، بعد از ایں حضرت پیر و سنگبر در دائرہ حقیقت صلوٰۃ توجہ فرمودند، دریں دائرہ کمال وسعت بیچوں حضرت ذات مشہود گردیده از وسعت و علو ایں مقام چه وانماید، کہ حقیقت قرآن مجید یک جز و اوست، و جز و دیگر حقیقت کعبہ است از کیفیات و واردات ایں مقام چه گوید، و اگر گوید کیست کہ فہم نماید خوش گفت:

دائرہ  
حقیقت  
صلوٰۃ

بیت

بطراۃً دامنِ ناز او چه ز خاکساری مارسد  
نہ ز دامنِ ہبہ بلندی کہ ز گرد سمرہ و عارسد

دریں جا مراقبہ کمال وسعت بیچوں حضرت ذات می فرمایند، سالک کہ از ایں حقیقت مقدسہ خطے یافتہ دار ادائی وقت صلوٰۃ گویا از ایں نشاۃ می برآید و نشاۃ اخروی در آید، و شبیر رویت اخروی حاصل می نماید، در وقت تحریمہ دست از ہر دو جہاں شستہ و ہر دو جہاں را پس پشت انداختہ اللہ اکبر ویاں در حضور حضرت سلطان ذیشان جل شانہ حاضر می شود، و پیش ہیبت و عظمت و کبریائی آنحضرت جل جلالہ خود را متبذل و

۱- طراز بکسر نقش و نگار ہر چیز و نقش و علم جامد و بمعنی سنجاف - غیاث

۲- تفصیل ماقبل ست بایں نہج کہ در وقت تحریمہ الخ - صحیح سلمہ اللہ تعالیٰ

قرآن مجید کی قرأت کے وقت قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم پیدا کرتی ہے، اور قرآن مجید کی قرأت کے وقت سارا قالب (بدن) زبان ہی زبان ہو جاتا ہے، اور نسبت کی بلند اس جگہ تو اس درجہ کی ہے کہ کمالات کی نسبت باوجود اس اپنی تمام علو و وسعت کے، بلکہ حقیقت کعبہ معظمہ باوجود اس عظمت و کبریائی کے حقیقت قرآن کے تحت میں مشہود ہوتی ہے، اور اس مقام میں بچوں حضرت ذات کی وسعت کے مبداء کا مراقبہ کرتے ہیں۔ اور ان مقامات کے فیض کا محل و روضا ملک کی ہیئت وحدانی ہی ہے۔ زان بعد حضرت پیر و سنگیر نے دائرہ حقیقت صلوة میں توجہ فرمائی۔ اس دائرہ میں بچوں حضرت ذات کی کمال وسعت مشاہدہ میں آئی۔ اس مقام کی وسعت اور بلندی کا کیا حال بیان کرے، مگر اس قدر تو ضرور جان لو کہ حقیقت قرآن مجید اس کا ایک جزو ہے اور دوسرا جزو حقیقت کعبہ ہے۔ اس مقام کے واردات و کیفیات کی کیا وصف بیان کرے، بالفرض اگر کچھ بیان کرے بھی تو کون سمجھے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

بیت

اس کے دامن ناز کے سنجاف تک ہماری خاکساری و نیاز مندی کی رسائی کہاں، اس نے اپنی آنکھ کی پلک اتنی بلندی پر نہیں جھپکی کہ اس کے سرمہ کے گردا گرد ہماری دعا ہی کی رسائی ہو جائے۔

اس مقام میں حضرت ذات بچوں کی کمال وسعت کا مراقبہ کرتے ہیں، جس جس سالک نے اس مقدس حقیقت سے کچھ بھی حظ حاصل کیا ہے، وہ گویا ادائے نماز کے وقت عالم دنیا سے نکل کر عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے اور رویت اُخروی کے مشابہ حالت حاصل کر لیتا ہے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھا اور دونوں جہاں پس پشت ڈال کر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا ہوا حضرت سلطان ذی شان جل شانہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔ اور بارگاہِ جل جلالہ کی عظمت و کبریائی کی بیبت کے آگے اپنے آپ کو ذلیل و ناچیز خیال کر کے محبوب حقیقی پر قربان ہوئے جاتا ہے، اور قرأت کے وقت موبہوب وجود

لاشی محض دانستہ، قربان محبوب حقیقی می گرداند و در وقت قرأت بوجود موهوب کہ لائق آن مرتبہ است موجود گردیدہ تکلم با حضرت حق سبحانہ و مخاطب از آنجناب مقدس می شود بسان او گویا شجرہ موسوی می گردد، لکن مَرَّانْفَا فِی حَقِیقَةِ الْقُرْآن و تکیہ بر کوع میرود، و غایت خشوع می نماید، بزمید قرب ممتاز می شود و در وقت قرأت تسبیح بکیفیت دیگر مشرف می گردد، لاجرم برای نعمت تحمید گویاں قومہ می نماید، و باز در حضور حضرت حق راست می ایستد، و سر در ادائے قومہ آنچه در فہم قاصر بندہ می در آید، آنست کہ چونکہ قصد ادائے سجود دارد، پس از قیام بسجود رفتن موجب مزید تذلل و انکسار است از آنکہ از رکوع بسجود در رکوع و قریبیکہ در حین ادائے سجود حاصل می شود چہ بیان نمودہ شود، کہ عقل در ادراک آں عاجز و قاصرست، مفہوم می گردد کہ خلاصہ ہمہ نماز سجودست، السَّاجِدُ یَسْجُدُ عَلٰی قَدَمِی اللّٰهِ حدیث شریف است و آیت کریمہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اَیْمَاۤیَ بَایں قرب می فرماید، خوش گفت:

بیت

سر در قدمش بروں ہر بار چہ خوش باشد

راز دل خود گفتن با یار چہ خوش باشد

و چون دریں قرب تو ہم آں شدہ بود، کہ عنقا بدام افتاد، باز تکبیر گویاں در جلسہ بہ نشست یعنی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ أَنْ أَعْبُدَهُ حَقَّ عِبَادَتِهِ وَأَقْرَبَ إِلَيْهِ حَقَّ قُرْبِهِ** و در

۱۔ چنانچہ در بیان حقیقت قرآن مجید عنقریب گذشتہ۔ <sup>لمصحح</sup> سلمہ اللہ تعالیٰ

۲۔ یعنی مطلوب حقیقی را یافتیم و ہمراہ خود رسیدیم۔

۳۔ یعنی معنی ایں تکبیر چنین خیال کند و فہمہ کہ اللہ تعالیٰ برترست از ینکہ پرستم اور اسزاوار پرستیدن او و نزدیک شوم با و چنانکہ شاید و باید در رنگ آنکہ گفتہ اند ما عَبْدُ نَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ.



سے، جو اس مرتبہ کے لائق ہے، موجود ہو کر حضرت حق سبحانہ کے ساتھ متکلم اور اس جناب سے مخاطب ہوتا ہے۔ اس کی زبان گویا موسوی شجرہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ ابھی ابھی حقیقت قرآن میں اس کا ذکر ہوا۔ جب رکوع کرتا ہے اور غایت درجہ کا خشوع بھی تو بالضرور زیادہ قرب کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے۔ اور تسبیح کرنے کے وقت ایک اور خاص کیفیت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ پھر اب تو خواہ مخواہ حمد و ثنا کرتا ہوا قومہ کرتا ہے اور دوبارہ حضرت حق کے حضور میں برابر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور قومہ کرنے میں میرے فہم ناقص میں یہ راز ہے کہ چونکہ اب ادائے سجود کا ارادہ کرتا ہے تو قیام سے سجدہ کی طرف جانے میں رکوع سے سجود کی جانب جانے کی نسبت تذلل اور انکسار زیادہ ہے اور ادائے سجود کے وقت جو ایک خاص قرب حاصل ہوتا ہے، اُس کا کیا بیان کیا جائے۔ اس کے ادراک میں تو عقل بھی عاجز و قاصر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ساری نماز کا خلاصہ سجود ہی سجود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سجدہ کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کے دو قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔ اور آیہ کریمہ: **وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ** (اور سجدہ کر اور نزدیک ہو) اسی قرب کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

بیت

بار بار اُس کے قدموں پر سر رکھنا کیا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ یا رے اپنے دل کا بھید کھولنا کیا ہی خوش آتا ہے۔

اور چونکہ قرب سجود سے خیال ہوا تھا کہ عنقا (مطلوب حقیقی) دام میں آپھنسا، لہذا **اللَّهُ اكْبَرُ** کہتا ہوا جلسہ میں بیٹھ گیا، یعنی اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ میں اُس کی کما حقہ عبادت کر سکوں اور **كَمَا يَنْبَغِي** اُس کا قرب حاصل کر لوں، اور اُسی سابق جرم کی جلسہ میں معافی مانگتا ہے کہ **اَللّٰهُمَّ وَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ**... پھر اور زیادہ قرب طلب کرنے کے واسطے دوبارہ سجدہ کرتا ہے۔ ازاں بعد تشہد میں بیٹھ کر اُس نعمت قرب کے احسان و انعام پر باری تعالیٰ کی جناب میں شکر و تحیات بجالاتا ہے۔ اور کلمہ شہادت کی یہ

جلسہ سوال مغفرت می کند، از جریمہ اس توہم کہ ناشی شده بود، باز بجهت طلب مزید قرب بسجده میرود، و باز در تشهد نشسته شکر و تحیات بجناب باری بر احسانِ اس قرب بجا می آرد، و کلمہ شہادتین از جهت آنست کہ دولت اس قرب بدو تصدیق و اقرارِ توحید و رسالت محال است باز درودی خواند، از جهت آنکہ اس نعمت بہ طفیل و تبعیت آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حاصل گشتہ و اختیار صلوٰۃ ابراہیمی برائے آنست کہ در حینِ ادائے نماز خلوتی با محبوب حقیقی دست داده بود و ندیکی خاص و مصاحبت با اختصاص کہ عبارت از منصب خلعت ست، نصیب حضرت خلیل ست عَلَی نَبِیِّنَا وَاٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ گویا کہ از برکت اس درود آں ندیکی را طلب می کند فَافْہَمُ باید دانست، و قتیکہ در ادائے نماز سنن و آداب آں کَمَا یَنْبَغُ بجا آورده می شود مثلاً از آداب نماز است، کہ در وقت قیام جائے سجود را نظر دارد و در رکوع بر قدمین و در سجود بر پرہ بنی و در قعود بر ہر دوزانو ہم چنین ہمہ آداب را رعایت کند، البتہ حقیقت صلوٰۃ جلوه می فرماید و آنکہ برائے حضور و جمیعت در قیام چشم بند کردہ متوجہ می شوند، از اس چیز ہا حضور لطائف البتہ پیدا می شود، لیکن برائے ظہور نسبت ہائے فوقانی حاجت بند کردن چشم نیست، بلکہ اینجا ہر حضور یکہ ہست، قالب راست و حضور قالب در رعایت آدابیکہ موافق سنت خواہد افتاد، البتہ خواہد شد، و بند کردن چشم در قیام نماز بدعت است، اگرچہ برائے حضور جائز داشتہ اند ہم چنین در سماعت قرآن مجید اگر از شخصے خوش خوانے شنودہ می شود، نسبتِ ولایات ظہور می کند، و اگر از شخص درست خوانے شنودہ می شود، نسبتِ حقائق فوقانی ظہور خواہد کرد، چہ باواز خوش قلب را مناسبے کلی ست لا جرم ظہور خواہد نمود، و چون بصحت الفاظ و ادائے حروف از مخرج و ترتیل قرآۃ بخواند، اگرچہ خوش

۱- یعنی اس کہ من حق را یافتم۔ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

وجہ ہے کہ یہ سارا قرب وغیرہ کا معاملہ توحید و رسالت کی تصدیق و اقرار کے بغیر ناممکن ہے۔ پھر درود شریف اس واسطے پڑھتا ہے کہ یہ تمام نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طفیل حاصل ہوئی ہیں۔ اور ابراہیمی درود شریف اس وجہ سے اختیار کیا گیا ہے کہ ادائے نماز کے وقت محبوب حقیقی کے ساتھ خلوت میسر آتی ہے، اور خاص ہم نشینی اور باخصوصیت مصاحبت (منصب خلّت) تو صرف حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا حصہ ہے۔ گویا درود شریف کی برکت کے باعث اسی ندیمی و ہم نشینی کو طلب کرتا ہے۔ خوب سمجھ لو۔ جاننا چاہیے کہ جب ادائے نماز میں اس کے سنن و آداب کما حقہ بجالائے جائیں تو البتہ اس وقت نماز کی حقیقت اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ مثال کے طور پر جان لو کہ نماز کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نمازی قیام کے وقت اپنی نظر سجدہ گاہ کی طرف رکھے، اور رکوع میں قدموں پر، اور سجود میں ناک کے نرمہ پر، اور قعود (بیٹھنے) میں دونوں گھٹنوں پر۔ اس کی اور ایسے ہی تمام آداب کی بھی رعایت کرے۔ اور بعض لوگ جو حضور و جمعیت کے خیال سے قیام میں آنکھ بند کر کے متوجہ ہوتے ہیں، ان چیزوں سے لطائف کا حضور تو البتہ پیدا ہوتا ہے، مگر فوقانی نسبتوں کے حضور کے واسطے آنکھ بند کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ اس جگہ تو ہر قسم کا حضور قالب ہی کے واسطے ہے۔ اور قالب کا حضور اُن ہی کی آداب کی رعایت سے ہوگا جو سنت کے موافق ہوں۔ اور نماز میں آنکھ بند کرنا تو بدعت ہے، اگرچہ حضور کے خیال سے جائز رکھا گیا ہے۔ ایسے ہی قرآن مجید کی سماعت میں بھی اگر کسی خوش الحان سے سنا جائے تو ولایت کی نسبت ظہور کرتی ہے۔ اور اگر صحیح پڑھنے والے سے سنا جائے تو فوقانی حقائق کی نسبت ظہور کرے گی، کیونکہ خوش آوازی کے ساتھ دل کو پوری پوری مناسبت ہے، لہذا وہ مناسبت ظاہر ہوگی اور جب الفاظ کی صحت اور مخارج سے حروف کی ادائیگی اور قرأت کی ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے، گو خوش آوازی نہ ہو، تو خواہ مخواہ حقائق فوقانی جلوہ گر ہوں گی۔ ازاں بعد حضرت پیر دستگیر نے مقدس مرتبہ معبودیت صرفہ میں توجہ





آوازی نباشد، ناگزیر آں حقائق جلوہ خواہد فرمود، بعد از اں حضرت پیر دستگیر در مرتبہ مقدسہ معبودیت صرفہ توجہ فرمودند ایں جاقدم را گنجایش نماند، و سیر قدمی تمام شد، کہ آں در مقامات عابدیت بود، لیکن بعنایت الہی نظر را موقوف ساختند، و سیر نظری می شود:

ع بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

چوں بندہ را دریں مقام عالی توجہ فرمودند در معاملہ دیدم، کہ در مقامی ہستم فوق آں مقام مقامی بس عالی و متعالی و بیرنگ ظہور فرمود، و ہر چند خواستم، کہ در آں مقام بر دم، میسر نشد آنوقت معلوم گردید، کہ ایں مقام معبودیت صرفہ است، کہ قدم را آنجا گنجایشی نیست، مگر نظر تا ہر کجا کہ تماشا کند، خوش گفت:

بیت

ما تماشا کنان کو تہ دست

تو درخت بلند بالائی

و سر معنی کلمہ طیبہ لَا مَعْبُودَ إِلَّا اللہ اینجا جلوہ گر گردید، ظاہر شد کہ فی الحقیقت استحقاق عبادت بہر نوعی کہ باشد، غیر از حضرت احدیت مجرہ کسی ندارد، اگر چہ اسما و صفات باشد، چہ جائے آنکہ ممکنات لیاقت ایں امر داشتہ باشند کَانَ مَنْ کَانَ حقیقت شرکت دریں جانمی ماند، و از بنخ و بن کندہ میرود بدانکہ سیر حقائق الہیہ تا اینجا بود، الحال بیان حقائق انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام نمودہ می شود بگوش ہوش استماع فرمایند۔

فرمائی۔ اس مقام میں قدم کی گنجائش بالکل نہیں ہے، اور قدمی سیر تمام ہو چکی، کیونکہ وہ عابدیت ہی کے مقام تک تھی۔ لیکن خدا کی عنایت و مہربانی سے نظر کو موقوف نہیں کیا گیا، اور سیر نظری ہوتی رہتی ہے۔

مصرعہ:

اگر یہ بھی نہ ہوتا پھر تو بڑی بھاری آفت تھی۔

پھر جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے غلام کو اس عالی مقام میں توجہ فرمائی تو معاملہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک مقام میں ہوں، اُس سے اوپر کی جانب ایک بہت بڑا بلند بیرنگ مقام ظاہر ہوا، میں نے ہر چند اُس مقام میں پہنچنا چاہا، مگر نہ ہوسکا۔ اُس وقت معلوم ہوا کہ یہ معبودیت صرفہ کا مقام ہے، قدم کی وہاں گنجائش نہیں ہے۔ مگر نظر جہاں تک پہنچے اُس کو تو گنجائش ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

بیت

تُو تو بلند قامت درخت ہے، ہم تو صرف نظر باز دست نارس ہیں۔

اور کلمہ طیبہ لا معبود الا اللہ کا راز اس مقام پر جلوہ گر ہوا۔ صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ درحقیقت ہر نوع کی عبادت کا استحقاق بجز حضرت احدیت مجردہ کے اور کسی کے بھی حاصل نہیں۔ اگرچہ اسماء و صفات ہی کیوں نہ ہوں۔ ممکنات بچار نے سارے کے سارے جو بھی ہوں، ان کی حقیقت ہی کیا ہے کہ اس امر کی لیاقت رکھیں۔ شرک اس جگہ میں ہرگز نہیں رہتا، بلکہ بنخ و بن سے اکھڑ جاتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ حقائق الہیہ کی سیر یہیں تک تھی۔ اب انبیاء علیہم السلام کی حقائق کا بیان ہوتا ہے، گوش ہوش سے سنو۔

## فصل

در بیان حقائق انبیاء کہ عبارت از حقیقت ابراہیمی و حقیقت  
موسوی و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی ست علی خاتمہم  
أَوَّلًا وَعَلَىٰ أَجْمَعِهِمْ ثَانِيًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

باید دانست کہ چنانکہ در حقائق الہیہ ترقی موقوف بر تفضل است ہم چنان در  
حقائق انبیاء علیہم السَّلَامُ ترقی موقوف بر محبت است، چوں حضرت پیر دنگیر غلام  
خود را در حقیقت ابراہیمی توجہ فرمودند مراقبہ ذاتیکہ منشاء حقیقت ابراہیمی ست ارشاد  
کردند از عنایت حضرت ایشاں در ہماں توجہ کیفیت آن مقام فائز گردید در چندے

دائرہ  
خلت اعنی  
حقیقت ابراہیمی

انوار و اسرار آن مقام عالی کہ عبارت از خلعت حضرت  
حق سب سبحانہ و رود فرمود، دریں مقام اُنسے خاص و  
خلوتے با اختصاص حضرت ذات ہویدا شد، و ہمیں  
معاملہ از آن حضرت جَلَّتْ وَ عَظُمَتْ بایں کس مفہوم

گردید، و کیفیت کہ دریں مقام عالی حاصل شدہ است در مقامات عالیہ دیگر بایں  
خصوصیت و کیفیت ظہور نہ فرمودہ، اگر چہ از قسم فضل جزئی باشد، چہ دریں مقام محبوبیت  
صفاتی جلوہ گرمی شود، و در حقیقت محمدی و احمدی محبوبیت ذاتی معنی ایں عبارت آنست کہ  
چنانکہ ذات متعالیہ خود را دوست می دارد، ہم چنین صفات خود را نیز دوست می دارد قسم

۱۔ یعنی در کمتر از مدتے۔



## فصل

### حقائق انبیاء علیہم السلام یعنی حقیقت ابراہیمی و حقیقت موسوی، حقیقت محمدی اور حقیقت احمدی کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جیسے حقائق الہیہ میں ترقی محض تفضل پر موقوف ہے، ویسے ہی حقائق انبیاء علیہم السلام میں ترقی محبت پر موقوف ہے۔ جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو حقیقت ابراہیمی میں توجہ فرمائی تو ذات منشاء حقیقت ابراہیمی کا مراقبہ ارشاد فرمایا۔ حضور کی مہربانی سے اسی ایک توجہ میں اُس مقام کی کیفیت مجھ پر وارد ہوئی، اور تھوڑے ہی عرصہ میں اُس عالی مقام (یعنی خلت حضرت حق سبحانہ) کے انوار و اسرار فائض ہوئے۔ اس مقام میں حضرت ذات کے ساتھ ایک خاص اُنس اور باخصوصیت خلوت بھی پیدا ہوئی، اور حضرت ذات جَلَّتْ وَ عَظُمَتْ کی جانب سے بھی اس عاجز کے ساتھ یہی معاملہ مفہوم ہوا، اور جو کیفیت اس عالی مقام میں حاصل ہوئی ہے، دوسرے عالی مقامات میں اس خصوصیت و کیفیت کے ساتھ ظاہر نہیں ہوئی۔ پس اس عالی مقام کو دوسرے عالی مقامات پر ایک نوع کی فضیلت ثابت ہے۔ گو یہ فضیلت جزئی فضیلت ہی کی قسم ہے۔ اس مقام کی خصوصیت اس لیے ہے کہ اس مقام میں صفاتی محبوبیت جلوہ گر ہوتی ہے، اور حقیقت محمدی و احمدی میں ذاتی۔ اس عبارت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی متعالی ذات جیسے اپنے آپ کو دوست رکھتی ہے، ویسے ہی اپنے صفات کو بھی دوست رکھتی ہے۔ پہلی قسم کو حقیقت محمدی و احمدی کہا جاتا ہے، اور دوسری قسم خلت کے نام سے موسوم ہو کر حقیقت ابراہیمی کہلاتی ہے۔ محبوبیت صفاتی جیسے خدوخال، قد و رخسار کی محبوبیت اور اسی وجہ سے اس مقام میں کامل بیہوشی نہیں ہے، برخلاف ذاتی محبوبیت کے جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر آئے گا۔ حضرت پیر دستگیر

اول حقیقت محمدی و احمدی ست و قسم ثانی خلّت نام یافتہ، حقیقت ابراہیمی شد، محبوبیت صفاتی مثل محبوبیت خدو خال و قد و عارض ست و ازیں جہت ایں قدر بیرنگی دریں مقام نیست بخلاف محبوبیت ذاتی کما سنیاتی انشاء اللہ تعالیٰ و دریں مقام حضرت پیر و تنگیر را بشانے خاص دریافتم، و بہ یقین دانستم، کہ صاحب منصب ایں مقام عالی ہستند و ایں معنی را در حضور پر نور عرض کردہ بودم فرمودند کہ من ہم خصوصیت خود بخضرت خلیل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام دریافتہ ام لیکن متوجہ غیر از حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بطرف دیگر نمی شوم، وَلِلّٰهِ دَرُّهُ مَا أَحْسَنَ صَدْرَهُ در ایں مقام سالک را بخوئے انس بخضرت ذات پیدا می شود کہ بطرف دیگر رونمی آرد، اگرچہ اسما و صفات باشند، و بطرف دیگر توجہ نمی فرماید اگرچہ مزارات مشائخ کبار باشند، و استمداد و استعانت از غیر او تعالیٰ خوش نمی آید اگرچہ ارواح و ملائکہ باشند، و دریں مقام تکرار صلوٰۃ ابراہیمی یعنی درودیکہ در نمازی خوانند، ترقی می بخشند، بعد ازیں در دائرہ محبت

ذاتیہ صرفہ حضرت پیر و تنگیر توجہ فرمودند و در اینجا مراقبہ ذاتیکہ منشاء حقیقت موسوی ست، و محبت خود ست، ارشاد کردند، کیفیت ایں مقام بقوت تمام درود فرمود و محبت او تعالیٰ مر ذات خویش را کہ حقیقت موسوی

دائرہ

محبت

صرفہ

عبارت از آنست، آشکارا شد و آنکہ بعضی بزرگان حضرت موسیٰ علیہ السلام را محبوبیت اثبات فرمودہ اند مراد اآں اکابر اگر آنست کہ ایشان محبوب حضرت حق اند، سُبْحَانَهُ سَلَّمْنَا کہ مرتبہ نبوت و رسالت والوالعزم بے محبوبیت حاصل نمی شود، کہ انبیاء کرام علیہم السلام محبوبان مر آنحضرت حق سبحانہ را اند و راہ ایشان راہ اجتنابست و ایں سخن منافی مطلب ما نیست، و اگر مراد اآں اکابر آنست، کہ حقیقت

کو میں نے اس مقام (خلت ابراہیمی) میں ایک خاص شان کے ساتھ موصوف پایا اور یقیناً جان لیا کہ آپ اس عالی مقام کے منصب دار ہیں۔ اور یہ مضمون حضور پر نور کی خدمت عالی میں میں نے عرض کیا۔ اس پر فرمایا کہ ہاں میں بھی حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی ایک خصوصیت پاتا ہوں، لیکن حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کی طرف میں متوجہ نہیں ہوتا۔ وَلِلّٰهِ دَرُّهُ مَا أَحْسَنَ صَدْرَهُ۔ ترجمہ: اور اللہ رے اُس کی نیکی اور کیا ہی غضب کا سینہ۔ اس مقام میں سالک کو حضرت ذات کے ساتھ اس نوع کا اُنس پیدا ہوتا ہے کہ غیر کی طرف اگرچہ اسماء و صفات ہی کیوں نہ ہوں، رُخ نہیں کرتا۔ اور دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا، گو مشائخ کبار کے مزارات ہی ہوں۔ اور غیر سے استمداد و استعانت اُس کو خوش نہیں آتی، اگرچہ ارواح و ملائکہ ہی ہوں۔ اور اس مقام میں درود ابراہیمی کا، جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، بار بار و بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔ اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے محبت ذاتیہ صریفہ کے دائرہ میں توجہ فرمائی اور اس جگہ اُس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا جو حقیقت موسوی کا منشاء ہے، اور خود اپنے آپ کو دوست رکھتی ہے، اور اس مقام کی کیفیت بڑے زور کے ساتھ وارد ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کی محسبیت یعنی خدائے تعالیٰ کی اپنی ذات سے محبت و دوستی، جو حقیقت موسوی کے نام سے موسوم ہے، آشکارا ہوئی۔ اور بعض بزرگوں نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے محبوبیت ثابت کی ہے، اگر ان بزرگوں کی مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت حق سبحانہ کے محبوب ہیں تو یہ امر بالکل مسلم ہے۔ اس لیے کہ نبوت و رسالت اور اُلوالعزم کا مرتبہ محبوبیت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ انبیاء کرام علیہم السلام حضرت حق سبحانہ کے محبوب ہیں، اور ان کی راہ اجتبا کی راہ ہے۔ اور یہ امر ہمارے مطلب کے ہرگز منافی و مخالف نہیں۔ اور اگر ان اکابر کی مراد یہ ہے کہ حقیقت موسوی سے مراد محبوبیت ذاتیہ ہے، جس طور سے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت احمدی قرار دی ہے، تو یہ محل غور ہے۔ اور مجھ نافہم کے ناقص فہم میں نہیں آتا۔ اور صاحب طریقہ اور اس کے متبعین کے مکشوف کے بھی برخلاف ہے۔ ایک روز یہ مکتبرین اپنے یاروں



موسوی عبارت از محبوبیت ذاتی ست، بطوریکہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقت احمدی را قرار داده اند، پس محل تامل ست و در فہم ناقص ایں نا فہم نمی آید، و خلاف مکشوف صاحب طریقتہ و تابعان آنحضرت ست، روزی ایں کمترین بر شخصے از اصحاب خود در ایں مقام توجہ می کردم بے اختیار کفایتے روے داد، کہ از زبان من آید کریمہ رَبِّ اَرْنِیْ اَنْظُرُ اِلَیْکَ برآمد، اگرچہ در ایں مقامات عالیہ ظہور ایں چنین الفاظ کم می شود، لیکن ایں از خصوصیات ایں مقام ست، عجب آنست، کہ در اینجا با وجود ظہور محبت ذاتی شان استغنا بے نیازی ظہور می فرماید و ایں از اجتماع ضدین است، و ہمیں سر معلوم می شود در آنچه در بعضی مواقع از حضرت کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام صدر بعضی کلمات علمہ در ظاہر گستاخانہ مفہوم می شود، واقع شدہ اند، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ دریں جَا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَّ عَلٰی جَمِیْعِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خصوصاً علی کلیمک موسی نیز ترقی می بخشد، بعد از ایں حضرت پیر دستگیر در حقیقت الحقائق کہ عبارت از حقیقت محمدی ست، عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بر غلام خود توجہ فرمودند و در اینجا مراقبہ ذاتیکہ محبت

خود و محبوب خود ست، و منشاء حقیقت محمدی ست ارشاد کردند، و در اینجا بہ عنایت حضرت پیر دستگیر محسبت ممتازجہ با محبوبیت ظہور فرمودہ، و بیان اجتماع ایں دو نشأہ دریں دائرہ کفایتے دارد، کہ از تحریر راست نمی آید،

دائرہ  
محبوبیت ذاتیہ  
ممتازجہ

۱- محبت و بے نیازی۔

۲- اَتَهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السَّفَهَاءُ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تَضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ الْخ.

لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

میں سے ایک شخص کو اس مقام میں توجہ دے رہا تھا کہ بے اختیار ایک کیفیت مجھ پر وارد ہوئی کہ بے ساختہ میری زبان پر یہ آئیہ کریمہ جاری ہوئی، رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرُ اِلَيْكَ۔ یعنی: اے مرے پروردگار! دکھا مجھ کو (اپنا آپ) کہ میں تیری طرف نظر کروں۔ ان عالی مقامات میں ایسے الفاظ کا ظہور اگرچہ کم ہوتا ہے لیکن یہ اسی مقام کی خصوصیت سے ہے۔ عجب معاملہ ہے کہ اس مقام میں باوجود ظہور محبت ذاتی کے استغنا و بے نیازی کی شان بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ ضدین کا اجتماع ہے۔ حضرت کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعض موقعوں پر بعض ایسے کلمات صادر ہوئے جو بظاہر گستاخانہ مفہوم ہوتے ہیں۔ ان کے صدور میں بھی یہ ہی راز مضمحل معلوم ہوتا ہے۔ اس جگہ یہ درود شریف (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَلِیْمِکَ مُوْسٰی) بھی ترقی بخشتا ہے۔ ازیں بعد حضرت پیر دستگیر نے حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اپنے اس غلام پر توجہ فرمائی، اور اس مقام میں اُس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا، جو آپ ہی اپنی محبت اور آپ ہی اپنی محبوب ہے، اور نیز حقیقت محمدی کا منشاء بھی ہے، اور اس جگہ حضرت پیر دستگیر کی عنایت و مہربانی سے محسوسیت نے، جو محبوبیت کے ساتھ متمزج ہے، ظہور فرمایا۔ اور اس دائرہ میں ان دو مرتبوں کے اجتماع کا بیان ایک خاص کیفیت رکھتا ہے، جو تحریر میں پورے طور پر نہیں آسکتی۔ اور فنا و بقا اس مقدس مرتبہ میں بھی حاصل ہوئی، اور سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک نوع کا اتحاد بھی میسر آیا، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل ایک بہت بڑے خاص مرتبہ میں مجھ کو پہنچایا گیا۔ اور ایسے اسرار و راز ظہور میں لائے گئے جن کا اظہار فتنہ کے بیدار کرنے کا باعث ہے۔ رفع توسط کا معنی، جس کے اکابر اولیاء قائل ہیں، اس جگہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ امر بھی مشہود ہوتا ہے کہ اس شخص (صاحب واقعہ) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص قسم کا معاملہ (واقعہ) پیش آیا کہ دونوں (صاحب واقعہ اور حضور علیہ السلام) ایک ہی معشوق کے ہمکنار وہم بستر ہیں، اور باایں ہمہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

و دریں مرتبہ مقدسہ فنا و بقاء ست داد، و اتحاد خاص بآں سرور دین و دنیا میسر آمد و بطفیل  
 سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بمرتبہ رسانیدند، و اَسرارے بمیان آوردند، کہ اظہار  
 آں موجب ایقاظ فتنہ است، معنی رفع توسط کہ اکابر اولیاء بآں قائل اند، اینجا ظاہری  
 شود و مشہودی گردد، کہ ایں کس را بآنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم معاملہ شدہ  
 است کہ ہم آغوش یک کنار اند، و ہم بستر یک نگار و با ایں ہمہ محبتے خاص با حبیب خدا  
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پیدای شود، کہ سر تن حضرت امام الطریقہ مجدد رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ ہویدای گردد، آنجا کہ فرمودہ اند، خدائے را جل شانہ برائے آں دوست می دارم  
 کہ رب محمد ست صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم و دریں مقام در جمیع امور جزئی و کلی و دینی و  
 دنیاوی مشاہبتے و مناسبتے با حبیب خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خوش مے آید، و ہمیں  
 جہت ست آنچہ حضرت ایشاں رضی اللہ عنہ رغبت کلی در عمل بر حدیث دارند، و تشویق و  
 ترغیب ایں امری فرمایند، اللہ تعالیٰ ایشاں را بطورے دریں مقام قوتے و رسوخے  
 کرامت فرمودہ است، کہ بواسطہ اتباع آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجلس  
 شریف ایشاں شبیہ محفل صحابہ پیغمبر خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گردیدہ است، چنانچہ  
 بعضے از اصحاب کرام رضی اللہ عنہم فرمودہ اند، کہ وقتیکہ در محفل مقدس نبوی حاضری شوم،  
 معاملہ می گذرد، کہ کَمَا نَا رَاٰی عَیْنٍ لِّوَصْفِ حَالِ اَنَّمَا مَسْت، راقم گوید غنی عنہ کہ ایں  
 بندہ را ہمیں معاملہ در حضور پر نور حضرت پیر و سنگیر خود بارہا گذشتہ است فَہِمَ مَنْ فَہِمَ،  
 بعد ازیں حضرت پیر و سنگیر بندہ را در حقیقتِ احمَدی عَلٰی صاحبہا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

۱۔ ای کانا نری الجنة والنار رای العین فهو بالنصب مفعول مطلق او بالرفع

على الخبرية من قبيل زيد عدل وهذا قطعة من حديث طويل رواه مسلم  
 عن حنظلة. لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ



ساتھ ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور حضرت امام الطریقہ مجدد رضی اللہ عنہ کے قول کا راز بھی اس مقام میں کھلتا ہے، جو آپ نے فرمایا کہ خدائے جل شانہ کو میں اس لیے دوست رکھتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردگار ہے۔ اور اس مقام میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر امر جزئی و کلی، دینی و دنیوی میں مشابہت و مناسبت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ خود بھی عمل بالحدیث کی پوری رغبت رکھتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی اس کا شوق اور رغبت دلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مقام میں اس طور سے قوت و مہارت عطا فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے باعث آپ کی مجلس شریف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی مجلس مبارک کے مشابہ ہے، چنانچہ بعض صحابہ کرام (حضرت حظلہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ جب میں مجلس مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہوں تو وہاں یہ معاملہ پیش آتا ہے کہ کُنَّا رَاٰی عَیْنٍ (گویا کہ ہم معیبات کا مشاہدہ و معائنہ کر رہے ہیں) اس مقام کی حالت کا بیان ہے۔ راقم الحروف غفی عنہ (مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے کہ حضرت پیر دستگیر کے حضور پُر نور میں یہ معاملہ مجھ پر بار بار گزرا ہے۔ پانے والوں نے پالیا۔ اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے حقیقت احمدی میں اپنے غلام کو توجہ فرمائی، اور اس مقام میں اُس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا، جو آپ ہی آپ محبوب ہے، اور نیز حقیقت احمدی کا منشاء بھی ہے۔ اس مقام میں نسبت کی بلندی اور انوار کا غلبہ ظاہر ہوتا ہے اور اس مقام میں بعض خاص اسرار مکتشف ہوئے۔ ایک روز میں حضرت پیر دستگیر کے حلقہ ذکر و مراقبہ میں حاضر تھا، اور اس عالی مقام کی طرف میں متوجہ ہوا۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ میں نے اپنے آپ کو حضرت رحمن جل شانہ کے سامنے برہنہ پڑا ہوا پایا۔ اس سے بڑھ کر میں اور کیا ظاہر کروں۔ ایک مدت دراز سے اس مسکین کے کمزور دل میں یہ خطرہ گزرتا تھا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی جگہ تحقیق فرمایا کہ حقیقت کعبہ معظمہ بعینہا حقیقت احمدی ہی ہے۔ آپ کے اس

دائرہ  
محبوبیت ذاتیہ  
صرفہ

توجہ فرمودند، و در اینجا مراقبہ ذاتیکہ محبوب خودست، و  
منشاء حقیقت احمدی ست ارشاد کردند، در انتمقام علو  
نسبت باشعثمان انوار ظہوری فرماید، و در اینجا بعضی  
اسرار بمیان آوردند، روزے در حلقہ پیر دستگیر حاضر

بودم، و متوجہ انتمقام عالی گردیدم، معاملہ گذشت، کہ خود را اعیان محض ملقی بے یسندی  
الرحمن یافتم، زیادہ ازیں چہ وانمائیم، از مدتہ بخاطر فائز ایں مسکین مے آمد، کہ  
حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ در جائے تحقیق فرمودہ اند، کہ حقیقت کعبہ معظمہ بعینہ  
حقیقت احمدی ست، معنی ایں سخن در فہم قاصر نمی آمد، چہ حقیقت کعبہ در حقائق الہیہ ست و  
حقیقت احمدی در حقائق انبیاء است، پس چہ طور یک حقیقت باشد روزے در حقیقت  
احمدی متوجہ بودم ناگہاں دیدم، کہ ظہور حقیقت کعبہ معظمہ واقع شد، و نداء در دادند، کہ  
عظمت و کبریائی ہم خاصہ محبوب است و محبوبیت و مسجودیت ہر دو از شیونات آنحضرت  
است پس در سخن صاحب الطریقہ جامی ریب و تردد و نیست و حضرت پیر دستگیر خود را  
در ایں مقام عالی بشان خاص یافتم و در ایں مقام محبوبیت ذاتی متکشف می شود چنانچہ در  
خلت محبوبیت صفاتی بود و معنی محبوبیت ذاتی آنست کہ محبوب را قطع نظر از صفات جمیلہ او  
کہ عبارت از مثل خط و خال و غیرہ است، دوست میدانند فقط در ذات او چیزی می  
باشد، کہ موجب تعشق می گردد، شاعر مے گوید۔ بیت:

شاہد آن نیست کہ موئے میانے دارد      بندہ طلعت آں باش کہ آنے دارد

در اینجا درود اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ  
افضل صلواتک عدد معلوماتک و بارک و سلم کذلک ترقی می  
بخشد، بعد ازیں بندہ را پیر دستگیر در حب صرفہ ذاتیہ توجہ فرمودند در اینجا مراقبہ حب صرفہ

کلام کا معنی میرے قاصر فہم میں نہیں آتا تھا، کیونکہ حقیقت کعبہ حقائق الہیہ میں سے ہے، اور حقیقت احمدی حقائق انبیاء میں سے ہے، پس یہ دونوں کیونکر ایک ہو سکتی ہیں۔ ایک روز حقیقت احمدی میں میں متوجہ تھا کہ یکا یک کعبہ معظمہ کی حقیقت کا ظہور ہوا۔ ندا آئی کہ عظمت و کبریائی بھی محبوب کا خاصہ ہے، اور محبوبیت اور مسجودیت بھی، دونوں کے دونوں آنحضرت کے شیونات ہی سے ہیں۔ پس صاحب طریقہ کا کلام ہرگز شک و شبہ کا محل نہیں۔ اور میں نے اپنے پیر دستگیر کو اس بلند مقام میں ایک خاص شان کے ساتھ پایا اور اس مقام میں ذاتی محبوبیت کا انکشاف ہوتا ہے اور خلعت میں صفاتی محبوبیت کا۔ اور ذاتی محبوبیت سے یہ مراد ہے کہ اپنے محبوب کو اُس کی صفات جمیلہ مثلاً خط و خال وغیرہ سے قطع نظر کر کے دوست رکھیں۔ صرف اُس کی ذات ہی ذات اُس کے تعشق کا موجب ہو۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

بیت

معشوق وہ نہیں جو سیاہ زلف اور باریک کمر رکھتا ہو، بلکہ اُس زبیا صورت کا بندہ بن جو ناز و ادا والی ہو۔

اس مقام میں یہ درود شریف ترقی کا موجب ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ اَفْضَلَ صَلَّوْا تَكْ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ كَذَا لِكَ۔ اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے اپنے غلام کو حب ذاتی محض میں توجہ فرمائی۔ اس جگہ حب صرفہ ذاتیہ کا مراقبہ ارشاد فرمایا۔ اس مقام پر نسبت باطن کی بلندی و بی رنگی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ حضرت اطلاق و لاتعین سے بہت ہی قریب ہے۔ اور یہ مقام بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے۔ دوسرے انبیاء کرام کے حقائق میرے نزدیک اس مقام میں ثابت نہیں، اس لیے کہ صاحب طریقہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضرت لاتعین کو پہلا تعین جو لاحق ہوا ہے، وہ تعین حب ہی ہے، اور اُسی تعین اول ہی کو انہوں نے حقیقت محمدی قرار



دائرہ  
حُب صرفہ  
ذاتیہ

ذاتیہ ارشاد کردند، در اینجا کمال علو و بی رگی نسبت باطن ظاہری شود، این مرتبہ بحضرت اطلاق و لاتعین اقرب ست و این ہم از مقامات مخصوصہ پیغمبر ما است صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حقائق انبیاء دیگر دریں مقام نزد

فقیر ثابت نمی شود، چہ نزد صاحب الطریقہ امام ربانی اوّل تعین کہ حضرت لاتعین را لاحق گردیدہ، تعین حب ست و ہماں تعین اوّل را حقیقت محمدی قرار دادہ اند، بعد از ین مرتبہ لاتعین و حضرت اطلاق است، در اینجا حضرت پیردستگیر نیز غلام خود را بتوجہ خود

دائرہ  
لاتعین

سرفراز فرمودند، و این ہم از مقامات خاصہ حضرت رسالت پناہی ست صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم در اینجا ہم سیر قدمی نمی شود اما سیر نظری البتہ می شود، لیکن نظرتا کجا کار خواہد کرد خوش گفت:

بیت

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

گل چین بہار تو ز دامان گلہ دارد

این ست بیان سلوک کہ حضرت پیردستگیر این بندہ شرمندہ را در آن مقامات بتوجہ شریف ممتاز فرمودہ اند، اگر تمام عمر مصروف شکر این احسان شوم و خود را با خاک برابر ساختہ از خود نامہ و نشانے نگذارم، ہنوز از ہزار یکے را ادا نکردہ ہاشم:

گر برتن من زبان شود ہر مونے

یک شکر دے از ہزار نتوانم کرد

دیا ہے۔ ان تمام مراتب کے بعد لاتعین و حضرت اطلاق کا مرتبہ ہے۔ اس مقام میں بھی حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو اپنی توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا، اور یہ مقام بھی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے۔ یہاں پر بھی قدمی سیر کا حصول نہیں ہے، البتہ نظری سیر تو واقع ہوتی ہے، مگر نظر کہاں تک کام کرے گی۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

بیت

نگاہ کا دامن تو بہت ہی تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول ڈھیروں کے ڈھیر، تیری بہار کے پھول چننے والے دامن کی تنگی کے شاک ہیں۔

یہ ہے بیان اُن مقامات کے سلوک کا کہ حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس شرمسار غلام کو اپنی توجہ کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ اگر میں اپنی تمام عمر اس احسان کے شکریہ میں صرف کر دوں اور اپنے آپ کو اُن کے قدموں کی خاک کے برابر کر کے اپنا نام و نشان مٹا دوں تو بھی میں نے ہزار میں سے ایک شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔

بیت

میرے بدن کا بال بال اگر زبان ہو جائے تو آپ کے ہزار شکر میں سے ایک بھی ادا نہیں کر سکتا۔

## فصل

## در بیان بعضی مقامات کہ از راہ سلوک علیحدہ افتادہ اند



و در بعضی از اہل این بندہ را حضرت پیر دستگیر  
بتوجہ خود ممتاز فرمودہ اند، اظہاراً للشکر بیان می نماید،  
بدانکہ دائرہ سیف قاطع محاذی دائرہ ولایت کبریٰ  
واقع شدہ است، اگرچہ این بندہ را دران دائرہ توجہ

نشدہ است، لیکن بندہ از حضور پر نور استفسار احوال این دائرہ کردہ بودم و عرض بیان وجہ  
این اسم مرا این دائرہ را ننمودہ ارشاد فرمودند، کہ سیف قاطع نام این دائرہ برائے آنست  
کہ وقتی کہ سالک دریں دائرہ قدم مے نہد، مانند شمشیر بر زندہ ہستی سالک را نیست و  
نابودی سازد، و از سالک نامے نشانی نمی گذارد، لہذا این دائرہ را سیف قاطع نام نہادہ



اند، و دائرہ قیومیت از دائرہ کمالات الوالعزم ناشی شدہ است  
اگرچہ در راہ سلوک واقع است لیکن معمول حضرت پیر دستگیر  
برائے توجہ دریں دائرہ نبود سرش آں تواند بود، کہ قیومیت

منصب انبیاء الوالعزم ست، و بایں منصب عظیم الشان دریں امت مرحومہ اللہ تعالیٰ  
حضرت مجدد الف ثانی را و حضرت ایشان و بعضی فرزندان و خلفائے ایشان را رضی اللہ  
عنہم سرفراز فرمودہ چنانچہ در اینوقت حضرت پیر دستگیر قیوم زمان و قطب دوراں ہستند،

۱۔ یعنی ازیں راہ مذکور کہ حضرت پیر دستگیر این بندہ را ممتاز فرمودہ اند۔ <sup>لمصححہ</sup> سلمہ اللہ تعالیٰ



## فصل

### بعض اُن مقامات کے بیان میں جو سلوک کی راہ سے علیحدہ واقع ہوئے ہیں

اور حضرت پیر دستگیر نے اُن میں سے بعض میں اس غلام کو اپنی توجہ سے ممتاز فرمایا ہے۔ اظہار شکر کے لیے ان کو بھی بیان کرتا ہوں۔ معلوم رہے کہ سیف قاطع کا دائرہ ولایت کبریٰ کے دائرے کے سامنے واقع ہوا ہے۔ حضرت پیر دستگیر نے اگرچہ اپنے اس غلام کو اس دائرہ میں توجہ تو نہیں فرمائی، لیکن اس غلام نے حضور پُر نور سے اس دائرے کے حالات دریافت کیے تھے اور اس دائرے کی وجہ تسمیہ بھی دریافت کی تھی۔ ارشاد فرمایا کہ اس دائرے کا نام سیف قاطع اس لیے ہے کہ سالک جب اس دائرے میں قدم رکھتا ہے تو شمشیر براں کی طرح یہ دائرہ سالک کی ہستی کو نیست و نابود کر دیتا ہے اور سالک کا نام و نشان تک نہیں چھوڑتا۔ اسی واسطے اس دائرہ کا نام سیف قاطع رکھا گیا ہے۔ اور نیز معلوم رہے کہ دائرہ قیومیت دائرہ کمالات الواعزم سے پیدا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ دائرہ بھی اثناء راہ سلوک میں واقع ہے، لیکن اس میں توجہ دینا حضرت پیر دستگیر کا معمول نہیں ہے۔ اس کا راز یہ ہو سکتا ہے کہ قیومیت انبیاء الواعزم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منصب ہے۔ اور اس امت مرحومہ میں اس منصب عظیم الشان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت ایشاں (خواجه محمد معصوم صاحب) اور حضرت ایشاں کے بعض فرزندان اور خلفاء رضی اللہ عنہم کو سرفراز فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت پیر دستگیر اس وقت قیوم زماں اور قطب دوراں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس منصب کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے۔ اس میں توجہ کی کوئی حاجت ہی نہیں۔ میں ایک بار بار و اح مشائخ فاتحہ پڑھ کر اس دائرہ میں متوجہ تھا کہ ایسے ایسے حالات و اسرار

ہر کسی را کہ مشیت ایزدی تعلق می گیرد، بایں منصب سرفرازی فرمایند، حاجت توجہ نیست، رزے بندہ فاتحہ پیراں خواندہ متوجہ ایں دائرہ بودم، احوالے و آسارے بمیاں آوردند کہ تعبیر آں بزبان راست نمی آید و بفیضے خاص دریں دائرہ مشرف گردیدم ایں معنی را بجزور پر نور ایشان عرض نموده بودم، فرمودند، دریں دائرہ متوجہ شدہ باشی، از ین سخن امیدوارم، کہ اللہ تعالیٰ بتصدق فرق حضرت پیر و نگیر سرفراز فرماید:

بیت

فیض روح القدس از باز مدد فرماید

دیگراں ہم بکنند آنچه مسیحا میکرد

الحمد للہ کہ بعد مدتے در سال یک ہزار و صد و سی و سوم نصف ماہ جمادی الاول حضرت ایشان بندہ را بشارت قومیت عطا فرمودند، و ارشاد کردند کہ مرا الہام شد، لہذا بتو ارشاد کردم، و در مرض اخیر بندہ را از بلدہ لکھنؤ طلبیدند و فرمان والا شان بجهت طلب بندہ فرستادند، در اں مکتوبات عالی و سرفرازاں مہمائے متعالی نیز بشارت ایں منصب عالی بہ بندہ عنایت فرمودند، از اں جملہ دو مکتوبات را تبرکاً ایزادی ننماید۔

مکتوب اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب والا حسب حضرت شاہ ابوسعید صاحب  
سَلَامُكُمْ رَبُّكُمْ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ دَرِیں والا ایں فقیر را مرض خارش و  
ضعف و شدت تنفس مستولی گردیدہ کہ طاقت نشست و برخاست خیلے دشوار علاوہ ایں  
کہ درد در کمر از چندے طاری شدہ کہ نماز بر اقعاً خواندن ہم محال حضرت شاہ رفیع  
الدین صاحب می فرمودند کہ حضرت شاہ ابوسعید صاحب بالضرور پیش شما باشند، پس

منکشف ہوئے کہ زبان سے ان کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور نیز اس دائرہ میں ایک خاص فیض کے ساتھ مشرف ہوا۔ اور یہ مضمون حضور پر نور کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس دائرہ میں متوجہ رہا کرو۔ آپ کی اس بات سے میں امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر دستگیر کے سر کے تصدق سے مجھ کو اس دائرے کے فیض سے بھی سرفراز فرمائے گا۔

بیت

فیض روح القدس گر دے مدد تو اور بھی  
کر دکھائیں کام جو کچھ کہ مسیحا نے کیا

الحمد للہ کہ ایک مدت دراز کے بعد سن ایک ہزار دوسو تینتیس ماہ جمادی الاول کی پندرہویں کو حضرت پیر دستگیر نے بندہ کو قومیت کی بشارت عطا فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ چونکہ مجھ کو الہام ہوا ہے، اسی واسطے میں نے تجھ کو یہ خوش خبری دی ہے۔ اور آخری مرض میں بندہ کو لکھنؤ شہر سے طلب کیا اور فرمان عالی شان بندہ کی طلب کے واسطے بھی بھیجا۔ جو مکتیب و سرفراز نامے بندہ کے نام پر روانہ فرمائے، ان میں بھی اس عالی منصب کی بندہ کو بشارت عطا فرمائی۔ ان میں سے دو مکتوب تبرکاً درج کیے جاتے ہیں۔

### مکتوب اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب والا حسب حضرت شاہ ابوسعید سلمکم ربکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اس وقت اس فقیر پر مرض خارش اور کمزوری اور شدت تنفس اس قدر غالب ہو گئی ہے کہ بیٹھنا اٹھنا بھی بہت ہی دشوار ہو گیا ہے۔ علاوہ بریں درد کمر اس قدر لاحق ہوا ہے کہ ادائے نماز بحالت اقعا (زمین پر دونوں ہاتھ رکھ کر گھٹنے کھڑے کر کے سرینوں کے بل بیٹھنا) دشوار بلکہ محال ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ حضرت شاہ ابوسعید صاحب کا اس وقت آپ کے پاس ہونا نہایت ہی ضروری امر ہے۔ پس اس وقت امراض کی شدت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ بیٹھنے کی طاقت بھی نہیں رہی۔ اور میرے



دریں وقت شدت امراض بحدے رسیدہ کہ طاقت نشستن نماند، و فتور کلی در ستنہ ضروریہ آمدہ دریں وقت آمدن شما بسیار مناسب ست جلد تر خود را برسانید و قبل ازیں خطوط متواتر در طلب شامع برکات تبرکات جدیدہ روانہ کردہ شدہ تعجب ست، کہ قصد آمدن اینجا نکرده اید ایں فقیر را بحسب ظاہر صحت محال افسوس کہ شما ایں قدر تاخیر می نمائید:

ع خواباں دریں معاملہ تاخیر می کنند

می بینم کہ منصب آخر مقامات ایں خاندان عالی شاں شما متعلق و وابستہ شد و پیشتر ازیں در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما بر چہار پائی مانستہ اید، و قیومت بشما عطا کردند، سوائے شما قابل ایں توجہات غریبہ و عجیبہ کے نیست بجز در سیدن ایں خط خود را جریدہ روانہ اینصوب نمایند، و برخوردار احمد سعید را بجائے خود بگذارند و بدعاء حسن خاتمہ و درود استغفار و ختم کلمہ طیبہ و قرآن مجید و ختم پیران کبار و لقائے جان افزاء و اتباع حبیب خدا محمد مصطفیٰ مدد فرما باشید و السلام انتہی مکتوبہ الشریف۔

### مکتوب ثانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والا حسب حضرت شاہ ابوسعید صاحب و احمد سعید صاحب جَعَلَهُمَا اللَّهُ لِلْمُتَّقِينَ اِمَامًا بعد از سلام مسنون و دعائے عافیت مشخون واضح می نماید، کہ مکرر رقیمہ ہائے فقیر برائے طلب شما فرستادہ شد معلوم نیست کہ بخدمت میرسند، یا در راہ تلف می شوند، احوال مزاج فقیر بسیار سقیم ست، طاقت نشستن نماندہ هجوم امراض و نداء الرحیل در دادند فقیر را بجز دیدن شما هیچ آرزوئی نیست بلکہ از غیب القامی شود، کہ ابوسعید را باید طلبید، و روح مبارک حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ

ستہ ضروریہ (تنفس، کھانا پینا، سونا جاگنا، حرکت و سکون، پاخانہ پیشاب، رنج و راحت) میں پورا پورا خلل واقع ہو گیا ہے۔ پس اس وقت آپ کا آنا بہت ہی مناسب ہے، لہذا بہت جلد تشریف لے آؤ۔ اس سے قبل متواتر خطوط اور جدید تبرکات روانہ کیے گئے۔ تعجب ہے کہ آپ نے یہاں آنے کا قصد نہیں کیا۔ اس فقیر کی صحت بظاہر محال معلوم ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ تم اس قدر تاخیر کر رہے ہو۔ مصرع:

اس معاملہ میں تاخیر کیا ہی کرتے ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ اس عالی شان خاندان کے مقامات کا آخری منصب تمہارے متعلق کیا گیا ہے۔ اور اس سے قبل اپنی سابق بیماری میں میں نے دیکھا تھا کہ تم میری چارپائی پر بیٹھے ہو اور منصب قیومیت تم کو عطا کیا گیا ہے۔ ان توجہات عجیبہ غریبہ کے قابل تمہارے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا، لہذا اس خط کے دیکھتے ہی تن تنہا اس طرف روانہ ہو جاؤ، اور دعا حسن خاتمہ اور درود شریف اور استغفار اور ختم کلمہ طیبہ اور قرآن مجید اور ختم پیران کبار اور جان افزا ملاقات اور اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد کرو۔ آپ کا پہلا مکتوب شریف یہاں ختم ہو گیا۔

### دوسرا مکتوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والا حسب حضرت شاہ ابوسعید صاحب و احمد سعید صاحب اللہ تعالیٰ تم دونوں کو متقین کا پیشوا بنائے۔ سلام مسنون اور عافیت سے بھری ہوئی دعا کے بعد واضح کیا جاتا ہے کہ فقیر کے مکرر خطوط تمہاری طلب کے واسطے بھیجے گئے۔ معلوم نہیں کہ آپ تک پہنچتے ہیں یا راستے ہی میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ فقیر کی حالت بہت ہی نازک ہے۔ بیٹھنے کی طاقت بھی نہیں رہی۔ امراض کا جھوم ہے اور صدائے کوچ بلند، فقیر کی بجز آپ کے دیدار کے اور کوئی بھی آرزو ہی نہیں، بلکہ غیب سے القا ہو رہا ہے کہ ابوسعید کو طلب کرنا چاہیے۔ اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک بھی اس یرباعث ہے

عنه برائیں باعث ست و دیدہ ام کہ شمار بران راست خود نشانده ام و منصبے کہ آثار آں  
عنقریب عائد بشما می شود، مقوض نموده خانقاہ شمار مبارک باد، جلد تر بیایند و تو کلاً علی  
اللہ ایجا آمدہ بہ نشینند، اگر اللہ تعالیٰ مرا بیا مرزید بصدقہ پیران کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم از  
توجہ و ہمت قاصر نیستم ہرچہ فتوح از غیب برسد صرف مایحتاج خود و وابستہ ہائے خود  
نمایند، و آنچه باقی ماندہ بر فقراء تقسیم کنند، ہمہ اہل خانقاہ و اکثر مردمان شہر شمارا می خواہند،  
مثل احمد یار و ابراہیم بیگ و میر خورد و مولوی عظیم و مولوی شیر محمد بلکہ جمیع مردمان شہر بارہا  
می گویند، کہ میاں ابوسعید لائق اند، کہ در ایجا نشینند، و حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب و  
اکثر اعزہ شہر بر اخلاق حسنہ و مسکن و شکست و حفظ و مشغولی و بردباری شمانظر کردہ مجوز  
طلبیدن شمانظر کثرت غیر می شوند بہر صورت عازم ایجا شوند، در چوپالہ یاد رگازی بیایند،  
اجرہ کہاراں ایجا دادہ خواہد شد، اجتماع اہل خانقاہ برائیں شد، کہ ایشان را یعنی شمارا باید  
طلبید، و مرا نیز الہام کردند کہ قابلیت ایں کار فقط در شاست بعد استخارہا بیایند، و حاجت  
دیگرے نیست ایجا باشید و رواج طریقہ شریفہ فرمائید و تدبیر معاش را حوالہ بخدا کنید  
حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وعدہ الہی کافی ست بگذارو بیاسا (یعنی آرام کن و در  
راحت باش) وقت ما آخر رسید چند انفاں باقی ماندہ را بہ بید، و فیض ہا بردارید شاید  
ایں آرزو بوقوع آید:

بیت

مرگ آرزو کنم چو شوی مہربان من

یعنی بہ بخت خویش مرا اعتماد نیست

جناب حضرتین <sup>۱</sup> در وقت انتقال حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بودند رضی

۱۔ یعنی حضرت خازن الرحمت خواجہ محمد سعید و حضرت ایشان خواجہ محمد معصوم



اور میں نے دیکھا ہے کہ تم کو میں نے اپنی دائیں ران پر بٹھایا ہے، اور وہ منصب جس کے آثار غفریب تم پر وارد ہوں گے، تمہارے سپرد کیا ہے۔ یہ خانقاہ تم کو مبارک ہو، بہت جلد تشریف لائیں۔ اور تو کلاً علی اللہ یہاں بیٹھ جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے پیران کبار کے صدقے میں مجھ کو بخش دیا تو توجہ اور ہمت سے میں قاصر نہیں ہوں۔ غیب سے جو کچھ آمد ہو، اپنی اور اپنے متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کریں، اور باقی ماندہ فقراء پر تقسیم فرمائیں۔ خانقاہ والے اور شہر کے اکثر لوگ تمہارے ہی خواہاں ہیں، جیسے احمد یار، ابراہیم بیگ، میر خورد، مولوی عظیم اور مولوی شیر محمد، بلکہ تمام لوگ شہر کے بار بار کہتے ہیں کہ میاں ابوسعید خانقاہ کی سکونت و بود و باش کے لائق ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور شہر کے اکثر رؤساء آپ کے اخلاق حسنہ اور مسکن طبع اور شکستہ حالی و سادگی مزاج اور امانت داری اور ذکر و شغل اور تحمل و صبر پر اعتماد کر کے آپ کے بلوانے کو بلا شرکت احدے صحیح و درست سمجھ رہے ہیں۔ بہر حال اس طرف آنے کا عزم مصمم فرمائیں۔ پینس یا گاڑی پر تشریف لائیں۔ کہاروں کی اجرت یہاں سے دے دی جائے گی۔ اہل خانقاہ اس امر پر متفق ہیں کہ آپ ہی کو طلب کیا جائے، اور مجھ کو بھی الہام ہوا ہے کہ اس کام کی قابلیت صرف آپ ہی میں ہے۔ چند بار استخارہ کر کے تشریف لے آئیں۔ کسی دوسرے کی ضرورت نہیں۔ یہاں رہو اور طریقہ شریفہ کو رواج دو۔ اور روزگارِ معاش کی تدبیر بحوالہ خدا کرو، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ خدائے تعالیٰ کا وعدہ کافی ہے۔ آؤ اور آرام اٹھاؤ۔ ہمارا اب آخری وقت ہے۔ ہمارے باقی ماندہ چند سانس کو پاؤ، اور فیض اٹھاؤ۔ شاید یہ آرزو پوری ہو جائے۔

بیت

جب کبھی بھی تو مجھ پر مہربان ہو جائے تو اُسی وقت ہی میں متوت کی تمنا کروں گا، کیونکہ اپنے اس بخت کبخت پر تو مجھ کو ہرگز اعتماد ہی نہیں۔

یہ واقعہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر ملال کے وقت دونوں حضرات خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم حاضر ہیں۔ اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ ان

اللہ تعالیٰ عنہم و مردماں می گویند، کہ ازیں ہر دو شخص یکی را متعین کنید، تا بعد شمانزاع واقع نشود، اگرچہ در کاغذ وصیت نامہ بہر فقیر بگوایں ہر سہ میاں لصاحب و دیگر اعزہ نام شمار اولیٰ و الیق نوشتہ ام بالفعل شمار ترجیح دادم و بر خوردار احمد سعید را آنجا گذاشتہ بجزد رسیدن رقیمہ ہمہ را جواب دادہ نزد ما بیانید، قبر مادر صحن ہمیں مکان خواہد شد و تبرکات بر بالین برگنبد ضیق و مردماں وابستہ شمار وقتیکہ خواہند آمد، در ہر دو حویلی باشند و شما اینجا ہزار ما باشید و اخراجات خانقاہ ہمہ بر طور شماست بہر طور کہ مناسب دانید و بردباری و تحمل بسر برید و دعائے حسن خاتمہ و لقائے جان افزا و اتباع حبیب خدا محمد مصطفیٰ فرمائید زیادہ والسلام انتہی کلامہ الشریف۔



دائرہ حقیقت صوم محاذی حقیقت قرآنی واقع شدہ است در رمضان در سال یک ہزار و دو صد و بست و ہفت حضرت پیر دستگیر بندہ را دریں حقیقت عالی توجہ فرمودند، و آثار و انوار ایں حقیقت عالی بریں ذرہ

بے مقدار و در فرمودند، و عدیّت خاص و صمدیت با اختصاص ظہور نمودہ ازیں حقیقت حظے وافر فر گرفت **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ** بدانند کہ از سالہا آرزوئے آل داشتم، کہ حضرت پیر دستگیر بندہ را بضمیّت خود سرفراز فرمایند چہ ضمیّت آنحضرت بعینہ ضمیّت حبیب خداست **صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَمَ** چہ حضرت پیر دستگیر را حضرت ایشاں شہید میرزا صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بضمیّت خود بشارت فرمودہ اند و حضرت میرزا صاحب قبلہ را حضرت شیخ اشيوخ شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بضمیّت خود مبشر ساختہ و حضرت شیخ از پیغمبر خدا **صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَمَ** بضمیّت کبریٰ امتیاز یافتہ و ایں

۱۔ یعنی شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر و شاہ عبدالعزیز صاحبان رحمہم اللہ تعالیٰ۔ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

دونوں حضرات میں سے اپنی جانشینی کے واسطے ایک کو متعین فرمائیں، تاکہ جناب کے بعد کسی قسم کی نزاع و قوع میں نہ آئے۔ اگرچہ میں نے وصیت نامہ میں ہر سہ میاں صاحبان (شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر و شاہ عبدالعزیز) و دیگر معزز حضرات کی شہادت کے ساتھ تمہارے نام کو اولیٰ و اٰلیق لکھا ہے، ولیکن اب میں تم کو ترجیح دے کر متعین کرتا ہوں۔ برخوردار احمد سعید کو وہاں چھوڑ کر اس خط کے پہنچتے ہی سب کو جواب دے کر ہمارے پاس پہنچ جاؤ۔ ہماری قبر اسی مکان کے صحن میں ہوگی۔ اور تبرکات ہمارے سر ہانے ننگ گنبد میں رکھے جائیں اور تمہارے متعلقین جب چاہیں یہاں آ کر دونوں حویلیوں میں رہیں۔ اور تم اس جگہ ہمارے مزار پر رہو، اور خانقاہ کے سارے اخراجات تمہاری رائے کے موافق ہوں گے۔ جس طرح تم مناسب سمجھو، صرف کرو۔ اور تحمل اور بردباری سے کام لو، اور دعا حسن خاتمہ اور جان افزا ملاقات اور اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھو۔ والسلام۔

آپ کا کلام شریف ختم ہوا۔

اب معلوم رہے کہ حقیقت سوم کا دائرہ حقیقت قرآنی کے مقابل واقع ہوا ہے۔ سن ہجری ایک ہزار دو سو ستائیس کے رمضان شریف میں حضرت پیر دنگیر نے اس غلام کو اس حقیقت عالیہ میں توجہ فرمائی، اور اس عالی حقیقت کے انوار و آثار اس ذرہ بے مقدار پر وارد ہوئے، اور ایک قسم کی خاص عدمیت و نیستی اور باختصاص عدمیت و بے نیازی نے ظہور کیا۔ اور اس حقیقت سے میں نے بہت کچھ حصہ لیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ جاننا چاہیے کہ مجھ کو برسوں سے یہ آرزو تھی کہ حضرت پیر دنگیر مجھے اپنی ضمنیت سے سرفراز فرمائیں۔ کیونکہ آپ کی ضمنیت بعینہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمنیت ہے۔ اس لیے کہ حضرت پیر دنگیر کو حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت کی بشارت فرمائی ہوئی ہے۔ اور حضرت میرزا صاحب قبلہ کو حضرت شیخ اشيوخ شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت سے مبشر فرمایا۔ اور حضرت شیخ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے



معنی را بارہا بخد مت فیض در جت حضرت پیر دنگیر عرض کردہ بودم تا آنکہ در سال ہزار و دوصد و سی ہجری در ماہ صفر بندہ ختم قرآن مجید کہ در حضور در نوافل اذانین ختمی کردم، باختتام رسید، بعد از ختم بہ بندہ ارشاد کردند کہ از ما چیزے خواستے داری بخواہ بندہ عرض کردم، کہ امیدوار ضمنت حضرت ہستم بندہ را از غایت بندہ نوازی نزدیک خود طلبیدہ بسینہ مبارک چسپانیدہ تا دیر توجہ فرمودند احوالے بر من ورود نمودہ کہ اظہار آں اسرار ممکن نیست و در آنوار مبارک آنحضرت استغراقے بہم رسید، دیدم کہ باطن من آمینہ داری مقابل باطن مبارک آنحضرت ایثاں شدہ ہر چہ و باطن آنحضرت موجود دست بعینہ در باطن بندہ نمودار گردیدہ است، بر نہجے کہ فرق در میان ہر دو باطن باقی نماندہ إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ سُبْحَانَهُ قربان حضرت پیر دنگیر خود شوم کہ او تعالیٰ چہ کمالے و چہ قوتے حضرت ایثاں را عطا فرمودہ است، کہ سگ گر گین را از یک توجہ بمرتبہ قرب مے نوازند، و مرغے بے بال و پر را باز اشہب مے سازند، رَزَقْنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ بَرَکَاتِهِ وَ نَفَعْنَا اللّٰہُ سُبْحَانَهُ عَنْ کَمَالَاتِهِ وَ جَعَلَنِی اللّٰہُ سُبْحَانَهُ فِی الدَّارِیْنِ مِنْ عَبِيدِ خِدْمَتِهِ وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ آمِنْ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ اصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ چوں دریں مقامات مسطورہ بندہ را توجہ فرمودند، نقل اجازت نامہ تمام کہ وعدہ ترقیم آں نمودہ ام تبرکا ایزاد مینمایم، در اجازت نامہ سابق بعضے عبارات زیادہ فرمودہ، بندہ را عنایت کردند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

فقیر عبد اللہ معروف غلام علی عفی عنہ گذارش می نماید، کہ فضائل و کمالات مرتبت صاحبزادہ والا نسب حضرت حافظ محمد ابوسعید را اسعده اللّٰہ فی الدَّارِیْنِ اشتیاق کسب

ضمیمت کبریٰ کی امتیاز حاصل کی ہے۔ اور اس امر کو بارہا حضرت پیر دستگیر کی خدمت فیصد رجت میں میں نے عرض کیا۔ یہاں تک کہ سن ہجری ایک ہزار دوسو تیس کے ماہ صفر میں حضور کے روبرو نوافل ادا بین میں قرآن مجید جو پڑھا کرتا تھا، ختم کیا۔ ختم قرآن مجید کے بعد حضرت نے بندہ کو ارشاد فرمایا کہ ہم سے کچھ خواہش رکھتے ہو تو کہو۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضرت کی ضمیمت کا اُمیدوار ہوں۔ اس پر آپ نے غایت بندہ نوازی سے بندہ کو اپنے نزدیک طلب فرما کر اپنے سینہ مبارک سے لگا کر دیر تک توجہ فرماتے رہے۔ ایسے حالات مجھ پر وارد ہوئے کہ اُن کا اظہار ممکن نہیں۔ اور حضور کے مبارک انوار میں مجھ کو پورا استغراق حاصل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ میرا باطن آئینہ کی مانند حضور کے باطن مبارک محاذی و مقابل ہوا۔ اور جو کچھ بھی حضور کے باطن میں موجود ہے، بعینہ میرے باطن میں اس طرح نمودار ہوا کہ ہر دو باطن میں کچھ بھی فرق نہ رہا۔ اَلَا مَا شَاءَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ۔ حضرت پیر دستگیر کے قربان جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے جناب کو کیا ہی کمال اور کیا ہی قوت عطا فرمائی ہے کہ خارش زدہ کتے کو ایک ہی توجہ سے مرتبہ قرب کے ساتھ سرفراز فرماتے ہیں۔ اور کمینہ بے پروا بال مرغ کو باز اُشب (باز سفید) بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اُن کے برکات عطا فرمائے اور اُن کے کمالات سے نفع پہنچائے۔ اور مجھ کو داریں میں ان کے خدمت گار غلاموں سے بنائے، اور اس دعا پر آمین کہنے والے پر بھی رحم فرمائے۔ وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ۔ چونکہ حضرت نے ان تمام مقامات مسطورہ میں اس عاجز بندہ پر توجہ فرمائی، اور بعد ازاں اجازت نامہ بھی عطا فرمایا، لہذا اب پورے اجازت نامے کی حسب وعدہ تمبر کا نقل کرتا ہوں۔ سابق اجازت نامہ ہی میں کچھ اور عبارتیں اضافہ فرما کر اپنے غلام کو اجازت نامہ عنایت فرمایا۔ وہ یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

فقیر عبد اللہ المشہور بہ غلام علی عفی عنہ گزارش کرتا ہے کہ فضائل و کمالات مرتبت صاحبزادہ والا نسب حضرت حافظ محمد البوسعدی (اللہ تعالیٰ اُس کو داریں میں سعادت مند

نسبت باطنی آباء کرام خود رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ پیدا شد، رجوع بہ فقیر آوردند، بر عایت حقوق بزرگان ایشان با ایں ہمہ عدم لیاقت خود از اجابت مَسْئُول چارہ ندیدم، و توجہات بر لطائف ایشان کردہ شد بعنایت الہی بواسطہ پیراں کبار رحمۃ اللہ علیہم در چندی لطائف ایشان را جذبات الہیہ در رسید زیرا کہ معمول منست کہ توجہات بر لطائف خمسہ معاً میکنم، و توجہ و حضور با کیفیات و بعضی اسرار ایشان را دست داد، و آن توجہ استہلاکے یافت و رنگے از فنادر باطن ایشان طاری شد و ظہور پرتوی از توحید حالی افعال عباد را از نظر ایشان مستور گردانید، و منسوب بحضرت حق سبحانہ یافتند، پس توجہ بر لطیفہ نفس کردہ شد بعروج و نزول در آنجا مستہلک آں حالات گشتند و انتساب صفات خود بحضرت حق سبحانہ یافتند و اَنَا را شکستگی رسید کہ اطلاق لفظ اَنَا بر خود معذّر دانستند و نوری از وحدت شہود بر باطن ایشان تافت، ممکنات مرایای وجود و توابع وجود حضرت حق سبحانہ شناختند، بعد از اں توجہ و القائے انوار نسبت بر عناصر ایشان کردہ می شود، و جذبی و توجہی عناصر را دریافتہ فَاَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِکَ و آنچه در اینجا نوشتہ ام با ظہار و اقرار ایشان نوشتہ شد و ایں ہمہ حالات و واردات ایشان من ہم دریافتہ ام، و اصحاب من ہم شہادت آں ہمہ بعنایت الہی سبحانہ در بارہ ایشان دادند فَاَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِکَ و از کرم کریم کار ساز سبحانہ بواسطہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم امید وارم، کہ بشرط التزام صحبت ترقیات کثیرہ فرمایند، و ما ذالک علی اللہ بعزیز پس دریں صورت ایشان را اجازت تلقین طریقہ نقشبندیہ احمدیہ دادہ شد، کہ تعلیم اذکار و مراقبات و القائے سکیںہ در قلوب ساکنان نمایند بعنایت الہی و فاتحہ بر ارواح طیبہ قادریہ و چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بجهت حصول توسل ایشان بآں کبرائے عظام و افاضہ فیوض آں اکابر در باطن



کرے) کو اپنے آباء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی باطنی نسبت حاصل کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ بناء علیہ انہوں نے اس فقیر کی طرف رجوع فرمایا۔ فقیر نے باوجود اپنی اس تمام عدم لیاقت کے اُن کے بزرگوں کے حقوق کی رعایت کر کے اُن کے سوال کی اجابت سے کوئی چارہ نہ دیکھا اور اُن کے لطائف پر توجہات کی گئیں۔ خدائے تعالیٰ کی مہربانی سے بطفیل پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم تھوڑے ہی عرصہ میں اُن کے لطائف کو جذبات الہیہ نے آپایا۔ کیونکہ میرا معمول یہ ہے کہ لطائف و مخجگانہ پر یکبارگی ہی توجہ کرتا ہوں۔ اور نیز اُن کو توجہ اور حضور اور کیفیات اور بعضے اسرار حاصل ہوئے۔ اور اُس توجہ کی وجہ سے اُن میں ایک نوع کا استہلاک پیدا ہوا۔ اور فنا کا رنگ اُن کے باطن میں لاحق ہوا۔ اور توحید عالی کے پر تو کے ظہور نے بندوں کے افعال کو اُن کی نظر سے پوشیدہ کر دیا۔ اور انہوں نے ان افعال کو حضرت حق سبحانہ کی جانب منسوب پایا۔ بعد ازاں اُن کے لطیفہ نفس پر اُس کے عروج و نزول میں توجہ کی گئی تو وہ اُس مقام کے حالات میں وہاں مستہلک ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنی صفات کو حضرت حق سبحانہ کی طرف منسوب پایا، اور اُن کے اُن کو اس قدر شکستگی حاصل ہوئی کہ انہوں نے اپنے اوپر لفظ انا کا بولنا دشوار جانا اور اُن کے باطن پر وحدت شہود کا کچھ نور چمکا۔ اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہ کے وجود و توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا۔ بعد ازاں ان کے عناصر پر توجہ اور نسبت کے انوار کا اِلتقا کیا جا رہا ہے اور انہوں نے عناصر کے جذب اور اُن کی توجہ کو بھی معلوم کر لیا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ اور اس جگہ میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے اُن کے اظہار و اقرار سے لکھا ہے۔ اور اُن کے ان تمام حالات و واردات کو میں نے خود بھی معلوم کر لیا ہے اور میرے یاروں نے بھی اُن کے بارے میں خدائے حق سبحانہ کی ان عنایات کی شہادت دی ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ اور خدائے کریم کا رساز سبحانہ کے کرم سے بطفیل مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم میں امیدوار ہوں کہ بشرط التزام صحبت ان کو بہت کچھ ترقیات عنایت ہوں گی اور اللہ تعالیٰ پر یہ امر ہرگز ہرگز دشوار نہیں۔ پس اس صورت میں ان کو طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم کی اجازت دے دی گئی کہ خدائے پاک کی عنایت و

ایشان نیز خواندہ شد تا دریں دو طریقہ علیہ ہر کہ از ایشان توسل خواہد بیعت از ایشان گیرند و شجرہ ایں حضرات باو عنایت نمایند و تلقین و تربیت بطریقہ نقشبندیہ احمدیہ فرمایند، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِّلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا پس وصیت میکنم، ایشانرا بدوام حفظ نسبت باطن و پرداخت حضور و توجہ و یادداشت، در جمیع اوقات و اوضاع و در جمیع اعمال اتباع سنن حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم و تعمیر اوقات بنوافل و عبادات و ادائی صلوٰۃ بکمال تعدیل ارکان و اذکار و تلاوت و درود و استغفار و تقویض امور بحضرت کار ساز سجائے اللّٰہم کن له کفیلًا فی الامور کلہا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. الحمد للہ کہ بعد از ایں در مدتی بالتزام صحبت کار سلوک بآخر مقامات برسانیدند، و با جمیع درجات طریقہ احمدیہ مناسبت پیدا کردند، اللہ تعالیٰ در عرض و طول نسبت ہائے احمدیہ ایشانرا سوئے عطا فرماید، و از انوار و اسرار و کمال و تکمیل ایں طریقہ بہرہ وافر عطا و کرامت فرماید و طالبان را از جمیع مقامات ایں طریقہ بتوجہات ایشان از نسبت قلبی و نسبت فوقانی بہرہ و برگرداند فَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ مقصود از سلوک طریقہ تہذیب اخلاق و دوام توجہ بجناب الہی ست تا انکسار و نیاز و اخلاص نقد وقت باشد، ظاہر متبع سنن حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم باطن معرض از ماسوائی متوجہ بجناب کبریائی سجائے گردد۔

مہربانی سے اذکار و مراقبات کی تعلیم دیا کریں، اور طالبوں کے دلوں میں سکینت و اطمینان بھی ڈالا کریں، اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب بار و اح طیبہ مشائخ قادر یہ و چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بھی پڑھی گئی، تاکہ ان کو ان کبراء عظام کے ساتھ توسل حاصل ہو، اور نیز ان کے باطن میں ان اکابر کے فیوض و برکات حاصل ہوں اور ان دو طریقہ علیہ میں جو کوئی ان سے توسل چاہے یہ اس سے بیعت لیں اور ان حضرات کا شجرہ اس کو عنایت فرمائیں۔ اے خدا! تو ان کو متیقن اور پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ آمین۔

اب میں ان کو امور ذیل کی وصیت کرتا ہوں:

(۱) اپنی باطنی نسبت کو ہمیشہ محفوظ رکھنا، (۲) حضور و توجہ میں مشغول رہنا، (۳) جملہ اوقات و حالات میں یادداشت کو نہ چھوڑنا، (۴) تمام اعمال میں حضرت حبیب رب العالمین کے سنن کی متابعت کرنا، (۵) اپنے تمام اوقات کو نوافل و عبادت کے ساتھ گزارنا اور کمال تعدیل ارکان کے ساتھ ادائے نماز کرنا۔ اور دوسرے اور ادواذ کار و تلاوت کلام مجید و درود و استغفار و تقویض امور بخضرت کردگار سبحانہ سے معمور رکھنا۔ اے خدا! ان کے تمام امور میں تو ان کا کفیل بنا رہو۔ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

الحمد للہ کہ اس کے بعد انہوں نے کچھ مدت میں التزام صحت کی وجہ سے سلوک کا کام آخر مقامات تک پہنچایا اور طریقہ مجددیہ کے تمام مدارج سے مناسبت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ زمین کے عرض و طول میں ان کی مجددیہ نسبتوں کو رُسوخ عطا فرمائے، اور اس طریقہ کے انوار و اسرار و کمال و تکمیل سے کامل حصہ عنایت کرے۔ اور اس طریقہ کے تمام مقامات سے ان کی توجہات کے باعث طالبوں کو نسبت قلبی اور نسبت فوقانی سے بہرہ مند کرے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ طریقہ کے سلوک سے مقصود اخلاق کی آراستگی اور جناب الہی میں ہمیشہ متوجہ رہنا ہے، تاکہ شگستگی و نیاز مندی اور اخلاص ہر وقت موجود رہے۔ اس کا ظاہر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا پابند اور باطن ماسوائے حق سے روگرداں اور جناب کبریائی سبحانہ کی طرف متوجہ رہے۔



قرب نے بالا و پستی رفتن ست  
قرب حق از قید ہستی رستن ست

واقعات را از تقدیر الہی یا از افعال الہی سبحانہ دیدہ، بتوکل و رضا و تسلیم باید پرداخت و الحمد للہ اَوَّلًا وَاخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ کَذٰلِکَ۔ راقم گوید، بعدتر قیم این رسالہ در حضور حضرت پیر و شگیر بردم، بعد مطالعہ این عبارت ارقام فرمودند، آں عبارت را تبرکاً ایرادی نہ نمود۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

الحمد للہ والمنہ والصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ کہ فقیر عبد اللہ عرف غلام علی غفی عنہ این رسالہ را مطالعہ نمودہ از آنچہ دریں رسالہ مذکور ست بسیار مسرور و محفوظ گردید، و برائے صاحب این رسالہ دعائے خیر کرد، و میکند اللہ تعالیٰ بواسطہ پیراں کبار رحمۃ اللہ علیہم ایشاں را وسیلہ شیوع طریقہ احمدیہ کَثْرَ اللّٰہِ سُبْحَانِہ اَہْلَہَا فرماید، و آنچہ دریں اوراق نوشتہ اند بمستفید ایشاں برساند چنانچہ آباء کرام ایشاں را رحمۃ اللہ علیہم امام و مرشد و مروج ایں طریقہ عالیہ فرمودہ است، ایشاں را نیز سراج ہدایت و شمس رشادت گرداند و در عمر ایشاں برکت نمودہ معروضالح نماید و آنچہ تحریر کردہ اند، موافق علوم و معارف حضرت مجدد ست، رضی اللہ عنہم، اللّٰہم زِدْ فِرْدَ ذَکْرَ اِیْنَ بَندَہ نَاجِزِ دِراِیْنَ رسالَہ ضروری نیست آرے اظہار نعمت و شکر منعم لازم ست و ذکر واسطہ آں ست۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ

اوپر اور نیچے جانا قرب حق نہیں ہے، قرب حق توقید ہستی سے چھوٹنا ہے۔ واقعات و حوادث زمانہ کو تقدیر الہی یا اللہ تعالیٰ کے افعال سے خیال کر کے توکل اور رضا و تسلیم کے ماتحت رہنا چاہیے۔

والحمد لله اولا و اخرا والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه كذا لك.

راقم الحروف (مصنف رسالہ) کہتا ہے کہ یہ رسالہ لکھ کر حضرت پیر و شگیر کے حضور میں میں نے پیش کیا۔ آپ نے مطالعہ فرمانے کے بعد یہ عبارت تحریر فرمائی۔ تبرکاً نقل کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

الحمد لله والمنه والصلوة والسلام على نبيه محمد وآله واصحابه. کہ فقیر عبد اللہ عرف غلام علی عفی عنہ نے اس رسالے کا مطالعہ کیا۔ اس میں جو کچھ مذکور ہے، اُس سے بہت ہی مسرور و محفوظ ہوا۔ اور صاحب رسالہ کے حق میں دعائے خیر کی اور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل پیراں کبار رحمۃ اللہ علیہم ان کو طریقہ مجددیہ کے شیوع کا ذریعہ بنائے۔ اللہ سبحانہ اس طریقہ کے اہل کو ترقی و کثرت عنایت فرمائے اور جو کچھ انہوں نے ان اوراق میں تحریر کیا ہے، ان کے مستفیدین کو پہنچائے اور جیسے ان کے آباء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو امام و مرشد اور اس طریقہ عالیہ کا مروّج فرمایا، ان کو بھی ہدایت کا چراغ اور رشد کا آفتاب بنائے اور ان کی عمر میں برکت عطا کر کے دراز عمر اور صالح کرے۔ اور اس رسالہ میں جو کچھ انہوں نے درج کیا ہے، وہ تمام حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے موافق اور مطابق ہے۔ اللہم زد فزد۔ اس ناچیز بندہ کا تذکرہ اس رسالہ میں ضروری نہ تھا، ہاں البتہ نعمت کا اظہار اور منعم کا شکر تو واجب و لازم ہے، اور ذکر اس کا ذریعہ ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ

وَالْبَرَكَاتُ وَالزَّكَايَاتُ.

الحمد لله والمنہ کہ بفضلہ و کرمہ تعالیٰ تصحیح ایں رسالہ مبارکہ بردست فقیر حقیر نور احمد  
عفی عنہ صحیح مکتوبات مجددیہ باختم رسید ناظرین کرام بدعائے خیر یاددارند۔



الحمد لله والمنة کہ اس مبارک رسالہ کا اردو ترجمہ اس خاکسار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ آخر تک پہنچایا۔ تاریخ اختتام ترجمہ ۲۹ رزی الحج ۱۳۴۴ھ۔  
ناظرین کرام خاکسار کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں۔

For More  
Books Click  
On Ghulam  
Safdar  
Muhammadi  
Saifi

اسرارِ تصوف کا مخزن، روحانیت کا بحرِ زخار، سلوک کا مجسمہ،  
 معرفت الہیہ کا سرچشمہ، مقاماتِ مجددیہ کا رہنما، سلسلہ عالیہ  
 نقشبندیہ کا پیشوا، وصول الی اللہ کا زینہ، حقائق و معارف لدنیہ  
 کا آئینہ، نکاتِ طریقت کا ذہینہ، حکم و دقائق کا خزینہ  
 یعنی رسالہ

## هِدَايَةُ الطَّالِبِينَ

خانقاہِ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ  
 کنڈیاں، ضلع میانوالی

www.maktabah.org